

سہ صدیوں کی خدمت میں (م)

۱۷۶۲

مشاہیر الاسلام

۱۷۶۲

فَقِيَاهُ الْأَعْيَانِ وَأَتْبَاعُ أَتْبَاعِ الْقَوَانِ ثَابِتَاتٍ بِالْقَلَمِ وَالسَّامِعِ
أَوْ ثَابِتَاتٍ بِاللِّحْنِ وَالْعِلْمِ الْقَاضِي جَدِّ ابْنِ خَلَّكَانَ

جس میں

تقریباً نصف اول صدی ہجری سے نصف ساتویں صدی تک کے

علماء فقہاء شعراء متکلمین فاضلین اطباء شہین مہندسین مورخین محدثین و ماہرین
عباد امارتقر سلطین حکماء پندہین صنعت مغنی اہل سنت شیعہ خواجہ زیدریہ عیسائی صابائی و غیر
بہ قسم کے دو تین ہزار سے زیادہ اکابر و اہل کمال کا ذکر ہے

اور جس کا

مولوی عبدالغفور خان صاحب امپوری

ترجمہ تاریخ اکابر العلماء ابن الاثیر

درمخ الذهب وسعاون ابوابہ الامام السعدی اصل عربی

و ترجمہ سیاحت یونیر و سیاحت تہو نو و نظم اکبر و غیرہ و انگریزی

و نصف نوز حساب و گزشت بھاشکرت و تاریخ دکن و غیرہ وغیرہ

سے

بالاضافہ حاشیہ کثیرہ جن میں تاریخی جزافی لغوی فقہی وغیرہ مشکلات کے حل کرنے میں پیش ہوس
سکتی و قیدہ فرگداشت نہیں کیا ہے اور جس سے کتاب کی خوبی و وبالابہ ہوگی ہے

بایام قیام حیدر آباد دکن

اصل عربی سے اردو سے سلیس میں

ترجمہ کیا

جلد ششم
مطبع صحیفہ حیدر آباد دکن میں بھی

فہرست مضامین مشائیر الاسلام

جلد سوم
حرف الباء و موحر

نمبر	نمبر	نمبر	نام	ولادت	وفات	مولد	مدفن	کیفیت
۱۰۵	۲۵۱	۵	ابو ثناء بادیہ نصر الدین	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	شہر شیر	مبصرہ	حاکم عید می علی خلاف مصر کے طرف سے شکست اور قتل کیا گیا
	۲۵۲		منصور بن ملکین		۳۷۳ھ	مبصرہ	مبصرہ	حاکم آفریقہ کا والی تھا
۱۰۶	۲۵۳	۱۱	ابو منصور بن شہر الدین	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بغداد	بغداد	بغداد کا بادشاہ تھا۔
۱۰۷	۲۵۴	۱۲	ابو المنصور بن کبار	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بغداد	بغداد	سلجوقی خاندان کا بڑا زبردست بادشاہ تھا۔
۱۰۸	۲۵۵	۱۳	ابو طاهر بن کاشغری	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	دمشق	دمشق	دشمن میں بہت بڑا خاندانی محدث تھا اور اپنے وقت میں اس کے متعلق کہنے والوں میں سے ایک ہی رہ گیا تھا۔
۱۰۹	۲۵۶	۱۴	ابو الفتح بن جرجان	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	قاہرہ	قاہرہ	خلافت مصر کا زبردست وفی و قارور تھا۔
۱۱۰	۲۵۷	۱۵	بشار بن علی بن بک	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بصرہ	بصرہ	انداماد زراعتی محدث اور نامی گرامی شاعر تھا خاندان کے علم میں قتل کیا گیا۔
نوٹ	۲۵۸		سلیمان بن علی بن بک	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ			بصرہ کا والی اور طیفہ ساحل کا چچا تھا۔
نوٹ	۲۵۹		عقوب بن ابی داؤد	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ			خلیفہ ہمدانی کا وزیر تھا۔
۱۱۱	۲۶۰	۱۶	ابو نصر بن الجارحی	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بغداد	بغداد	ایک بڑے بزرگان میں سے تھے اور ان کی ہنر میں بھی پائیداری تھی۔
۱۱۲	۲۶۱	۲۳	بشر بن علی بن بک	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بغداد	بغداد	محدث فرقہ کا امام اور فقیہ سید کا بانی تھا۔
نوٹ	۲۶۲		قاسم بن ابی بکر بن بک	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بصرہ	بصرہ	علم اور زہد و ورع میں بہت مشہور تھا۔
۱۱۳	۲۶۳	۲۴	محمد بن ذکریا	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ			مصر کا قاضی اور حد کا بڑا نیک بندہ تھا۔
نوٹ	۲۶۴		ابو بکر بن عبد الرحمن	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	مدینہ	مدینہ	بہت بڑا نامور محدث اور مصر کا قاضی تھا۔
۱۱۴	۲۶۵	۲۶	ابو عثمان بن کرمانی	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بصرہ	بصرہ	فقہ سبہ میں سے تھاجن کے نام بھی ملتی ہیں۔
۱۱۵	۲۶۶	۲۷	ابو الفتح بن ملکین	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بغداد	بغداد	میر کا استاد اور بڑا نحوی تھا۔
۱۱۶	۲۶۷	۳۰	ابو الفتح بن ملکین	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بغداد	بغداد	آفریقہ کا حاکم تھا۔
۱۱۷	۲۶۸	۳۱	ابو الفتح بن ملکین	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	بغداد	بغداد	اس کے بپتی می کی شادی میں کئی دو کروڑ پیسہ خرچ کیے گئے۔

[illegible]

[illegible]

نوشہ	۳۳۳	ابوعبید البکری	۳۸۴	قرطبہ	ایک جزو فیہ کے کتاب کا مصنف ہے۔
نوشہ	۳۳۵	جعفر بن العرات	۳۹۱	مصر	مصر کا وزیر اور حدیث کا بہت بڑا عالم بھی تھا اور
نوشہ	۳۳۶	مسلم بن عبد اللہ	۳۹۱	مصر	بڑا عالم بھی تھا یہ بغداد اور دمشق کے کتاب اساتذہ کبار اور
نوشہ	۳۳۷	محمد بن جعفر الخزاز	۳۹۱	عقلاں	خلیفہ مصر فاطمی کا وزیر تھا۔ مصر کے سنیوں کے لیے بڑی
نوشہ	۳۳۸	بنو ی	۳۹۱	بغداد	رکھتا تھا۔ سنیوں کے لیے بڑی خدمت کرنے والے اور سنیوں کے لیے بڑی
نوشہ	۳۳۹	حمید بن النعمان	۳۹۱	مصر	ایک عالم آدمی تھا۔
نوشہ	۳۴۰	جعفر القاری البغدادی	۳۹۱	بغداد	بڑا عالم تھا ایک محکم کا مصنف ہے جس میں صحابہ
نوشہ	۳۴۱	ابن شاپین	۳۹۱	بغداد	رسول اللہ کے پیام دہانے میں۔
نوشہ	۳۴۲	ابن حلال	۳۹۱	بغداد	مصر کا قاضی تھا۔
نوشہ	۳۴۳	ابن غیلان	۳۹۱	بغداد	بہت بڑا محدث تھا۔
نوشہ	۳۴۴	ابو مشر البغلی	۳۹۱	بلخ	بہت بڑا عالم اور مصنف تھا۔
نوشہ	۳۴۵	جعفر بن حمدان	۳۹۱	بلخ	ایک شاعر تھا۔
نوشہ	۳۴۶	جعفر بن فلاح	۳۹۱	اندلس	مسید اور زب علاقہ قرطبہ کا حاکم تھا۔
نوشہ	۳۴۷	جعفر بن شمس الخفافہ	۳۹۱	دش	مصر صاحب قرطبہ کے طرف سے دمشق کا حاکم تھا
نوشہ	۳۴۸	شمس الخفافہ	۳۹۱	مصر	کرم محمد شاعر خوشنویس اور مصنف تھا۔
نوشہ	۳۴۹	امیر جعبر	۳۹۱	مصر	جعفر بن شمس الخفافہ کا باپ تھا۔
نوشہ	۳۵۰	جعفر	۳۹۱	موصل	قلعہ حکیم کا حاکم تھا اور اس قلعہ کی طرف سے بھی بڑا عالم تھا
نوشہ	۳۵۱	زین الدین علی	۳۹۱	موصل	حماد الدین بن علی کا ایک حکم خزانہ صول کے طرف سے بڑا
نوشہ	۳۵۲	عمر بن شمس	۳۹۱	موصل	حاکم تھا اور اس قلعہ کی طرف سے بھی بڑا عالم تھا
نوشہ	۳۵۳	جیل شاعر	۳۹۱	موصل	حاکم کا حاکم تھا۔
نوشہ	۳۵۴	بدین خشم	۳۹۱	موصل	ایضاً
نوشہ	۳۵۵	محلیہ	۳۹۱	موصل	ایک شاعر اور شاعر بدین خشم کی ایک عورت کا شاعر تھا
نوشہ	۳۵۶	زمیر	۳۹۱	موصل	عرب کا وزیر اور اس کا شاعر تھا۔

مصر کا وزیر اور حدیث کا بہت بڑا عالم بھی تھا اور

ایک شاعر اور شاعر بدین خشم کی ایک عورت کا شاعر تھا

ایک شاعر اور شاعر بدین خشم کی ایک عورت کا شاعر تھا

۳۵۰	۱۳۵۹	مارون بن عبد اللہ	۳۵۰	۱۳۵۹	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۵۱	۱۳۶۰	عبد الغفر بن محمد	۳۵۱	۱۳۶۰	مصر کا والی تھا۔	مصر
۳۵۲	۱۳۶۱	عبد اللہ بن عبد اللہ	۳۵۲	۱۳۶۱	ایضاً	مصر
۳۵۳	۱۳۶۲	ابو الحسن الطحاکی	۳۵۳	۱۳۶۲	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۵۴	۱۳۶۳	عبد بن زاهر	۳۵۴	۱۳۶۳	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۵۵	۱۳۶۴	عبد بن زاهر	۳۵۵	۱۳۶۴	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۵۶	۱۳۶۵	عبد بن زاهر	۳۵۶	۱۳۶۵	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۵۷	۱۳۶۶	عبد بن زاهر	۳۵۷	۱۳۶۶	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۵۸	۱۳۶۷	عبد بن زاهر	۳۵۸	۱۳۶۷	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۵۹	۱۳۶۸	عبد بن زاهر	۳۵۹	۱۳۶۸	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۰	۱۳۶۹	عبد بن زاهر	۳۶۰	۱۳۶۹	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۱	۱۳۷۰	عبد بن زاهر	۳۶۱	۱۳۷۰	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۲	۱۳۷۱	عبد بن زاهر	۳۶۲	۱۳۷۱	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۳	۱۳۷۲	عبد بن زاهر	۳۶۳	۱۳۷۲	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۴	۱۳۷۳	عبد بن زاهر	۳۶۴	۱۳۷۳	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۵	۱۳۷۴	عبد بن زاهر	۳۶۵	۱۳۷۴	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۶	۱۳۷۵	عبد بن زاهر	۳۶۶	۱۳۷۵	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۷	۱۳۷۶	عبد بن زاهر	۳۶۷	۱۳۷۶	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۸	۱۳۷۷	عبد بن زاهر	۳۶۸	۱۳۷۷	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۶۹	۱۳۷۸	عبد بن زاهر	۳۶۹	۱۳۷۸	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۰	۱۳۷۹	عبد بن زاهر	۳۷۰	۱۳۷۹	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۱	۱۳۸۰	عبد بن زاهر	۳۷۱	۱۳۸۰	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۲	۱۳۸۱	عبد بن زاهر	۳۷۲	۱۳۸۱	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۳	۱۳۸۲	عبد بن زاهر	۳۷۳	۱۳۸۲	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۴	۱۳۸۳	عبد بن زاهر	۳۷۴	۱۳۸۳	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۵	۱۳۸۴	عبد بن زاهر	۳۷۵	۱۳۸۴	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۶	۱۳۸۵	عبد بن زاهر	۳۷۶	۱۳۸۵	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۷	۱۳۸۶	عبد بن زاهر	۳۷۷	۱۳۸۶	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۸	۱۳۸۷	عبد بن زاهر	۳۷۸	۱۳۸۷	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۷۹	۱۳۸۸	عبد بن زاهر	۳۷۹	۱۳۸۸	مصر کا قاضی تھا۔	مصر
۳۸۰	۱۳۸۹	عبد بن زاهر	۳۸۰	۱۳۸۹	مصر کا قاضی تھا۔	مصر

کتاب التواریخ

تواریخ مصر کا ایک حصہ ہے جس میں مصر کے حکمرانوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

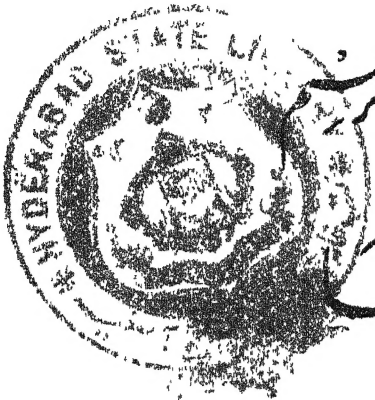
مصر کا ایک حصہ ہے جس میں مصر کے حکمرانوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

مصر کا ایک حصہ ہے جس میں مصر کے حکمرانوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

مصر کا ایک حصہ ہے جس میں مصر کے حکمرانوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

[illegible]

۱۵۳	۴۱	۱۱۹	ابن البرزبان قاضی سیرانی	۳۰	سیرانی	بنیاد	بزرگمهری اور چند کتابوں کا مصنف ہے۔
	۴۱		ابن معروف			بنیاد	بنیاد کا قاضی تھا۔
۱۵۵	۴۱۲	۱۴۱	ابو علی فارسی	۳۴۴	فسا	بنیاد	بڑا زبردست فاضل تھا۔
۱۵۶	۴۱۳	۱۴۲	ابو احمد عسکری	۳۹۳	عسکر کرم	عسکر کرم	صاحبِ خیابان و نواز شہزاد کا راوی منجانبہ گزشتہ کتاب اسی کے گزشتہ ہی لکھا ہے۔ ایک کتاب جو طرکے میں بحر و جہ کو کہتا ہے کیا رہا
	۴۱۴		صخر بن عمر				
۱۵۷	۴۱۵	۱۴۸	ابو علی حسن بن شوق	۳۶۳	شوق	مانڈیر	ایک فاضل اور بلیغ شاعر تھا۔
نوٹ ۱	۴۱۶		ابن شوق الکاتب		قبل		جزیرہ بھارت کا والی تھا۔
۱۵۸	۴۱۷	۱۴۹	شیخ الحیدر بستان	۳۸۳	بستان	قاسم	بڑا عمدہ شاعر تھا۔
۱۵۹	۴۱۸	۱۵۰	ابن ولاق الدری	۳۸۴	دقیقہ	مصر	مصر کی تاریخ و زور سزا و کشتی تاریخ کی کتابوں کا مصنف کتاب فضائل مصر و غزوات مصنف تھا۔ ایک نابینا فقیہ اور عالم تھا۔
نوٹ ۲	۴۱۹	۱۵۱	یوسف الکندی	۳۸۵			
	۴۲۰						
۱۶۰	۴۲۱	۱۵۲	ابو نزار ملک النماہ	۳۸۶	نماہ	بنیاد	بہت ہی بزرگمهری تھا۔
نوٹ ۳	۴۲۲		عبد القادر بن جرجانی	۳۸۷	جرجانی	جرجان	عمومی زبان کا مہتمم بڑا عالم تھا۔
۱۶۱	۴۲۳	۱۵۳	عسکر الدمشقی	۳۸۸	بنیاد	بنیاد	سرسبز راہی امامیہ فرقہ کے ایک امام ہیں۔
۱۶۲	۴۲۴	۱۵۴	ابو نواس بن ہانی	۳۸۹	ابو نواس	بنیاد	ایضاً
	۴۲۵		ذالبتہ بن الحجاب		کوفہ	کوفہ	ابو نواس کا استاد اور شاعر تھا۔
	۴۲۶		توزون	۳۹۰	بنیاد	بنیاد	بہت بڑا عالم صاحبِ کمال تھا۔
۱۶۳	۴۲۷	۱۵۵	ابن کسح القیس	۳۹۱	بنیاد	بنیاد	بہت بڑا شاعر و عالم تھا۔
	۴۲۸		کسح	۳۹۲	بنیاد	بنیاد	بڑا عالم اور ابو نواس کا قاضی تھا۔
	۴۲۹		عبدان الاموی	۳۹۳	ابو نواس	عسکر کرم	ابو نواس کا قاضی تھا۔
	۴۳۰		مرغی شیرزی	۳۹۴	شیرزی	مصر	امام شافعی کی تربیت پر مدرس تھا۔
۱۶۴	۴۳۱	۱۵۶	ابو بکر بن العلاف	۳۹۵	نہروان	نہروان	بڑا شاعر اور عالم تھا۔
نوٹ ۱	۴۳۲		ابو عمر حفص الدی	۳۹۶	بنیاد	بنیاد	بڑا عالم و شاعر قرآن کے مختلف قراتوں کی انجلی ہے ایک عجیب کتاب ہے۔
نوٹ ۲	۴۳۳		نضر بن علی جہمی	۳۹۷	بنیاد	بنیاد	محدث اور عالم تھا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَرْفُ الْبَاءِ

۱۰۵۔ ابو مناد بادیس بن المنصور بن ملک بن نیری بن مناد حمیری منہاجی۔

میرزا بن بادیس کا باپ تھا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انشا اللہ تعالیٰ اور باقی نسب بھی اوس کا اوس کے پوتے امیر ترمذی کے ذکر میں حرف تائین مذکور ہوگا۔ یہ بادیس حاکم غنڈی کی طرف سے جو مصر میں خلافت کا مدعی تھا نائب کے طور پر مملکت افریقہ کا والی تھا۔ حاکم نے اسے نصر الدولہ یا نصیر الدولہ کا لقب دیا تھا وہ اپنے باپ منصور کے بعد وہاں کا والی مقرر ہوا تھا اوس کے باپ کی وفات بروز پنجشنبہ ۳ مارچ ۱۰۹۶ھ (۱۷۹۶ء) شہر صہرہ کے باہر اپنے قصر کبیر میں ہوئی تھی۔ دوسرے روز اسی جگہ دفن ہوا یہ بادیس بڑا زبردست بادشاہ پختہ رہے اور ایسا شدید القوت تھا کہ نیزہ کو فقط ہاتھ کے ہلانے سے توڑ داتا تھا۔ شب یکشنبہ ۱۳۔ ریح الاول ۱۰۹۷ھ (اگست ۱۷۹۷ء) کو شہر آٹھ مین جس کا ذکر ابراہیم بن قزول کے تذکرہ میں آچکا ہے پیدا ہوا تھا۔

بادیس مدتوں تک والی رہا۔ کام اس کا خوب درست تھا۔ ایک مرتبہ اوس نے بروز شنبہ ۲۹ ذی قعدہ ۱۰۹۷ھ کو اپنے لشکر کو پیر پڑ کا حکم دیا۔ وہ سب قاعدہ کے موافق اوس کے روبرو حاضر ہوئے بادیس ایک قبہ میں بیٹھا ہوا نظار کے وقت تک اون کی سیر دیکھتا اور سلام لیتا رہا۔ لشکر کی خوبصورتی اور اسی لباس اور اون کے شان و شوکت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد لوگوں نے اپنے قصر کو چلا آیا۔ اسی روز شام کو پھر اچھی سواری پر سوار ہو کر گیا۔ لشکر سے اپنے سامنے قواعد کرائی۔ لشکر کا انتظام خوب اچھا ہو کر

نہایت ہی شادان و فرحان اپنے قصر کو نوٹ آیا۔ دسترخوان بچھا دیا گیا۔ اپنے خواص اور حاضرین کے ساتھ کہاں تاں ول کیا۔ حاضرین نے دیکھا کہ وہ ایسا خوش ہے کہ پہلے کسی نے اوسے نہ دیکھا تھا۔ مجلس کے برخاست ہونے پر سب چلے آئے نصف شب گزری، ہدیگی کہ یکایک مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ دن چہار شنبہ کا اور پانچ سال قوی قعدہ تھیں۔ راعیان سلطنت نے اوس کی موت کو چھپا دیا۔ اور اوس کے بیانی کرامت بن منصور کو ظاہر حاکم بنایا۔ پھر اوس کے بیٹے مفر کے پاس جا کر اوسے والی کر دیا۔ اور وہ مقتل حاکم ہو گیا۔

کتاب الذول الملقطہ بن اوس کی موت کا سبب اس طرح لکھا ہے کہ اوس نے طرابلس کا قصد کیا تھا۔ اور اوس کے قریب پہونچکر اس ارادہ سے بڑھ گیا تھا کہ جب مرقع ہو چکا کرے۔ اور رقم کھائی تھی کہ وہاں سے اوس وقت تک واپس نہ ہو گا۔ جب تک کہ اوس کی زمین دیرانہ بنا کر ذراعت کے قابل نہ کر دے۔ اس کا سبب کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ زمین نے یہاں اہلالت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ مورخ کہتا ہے۔ اس پر اہل شہر ایک مودب یعنی مدرس کے پاس گئے جس کا نام مخیر تھا (اور جو زہود و درع میں بہت مشہور تھا) کہا اسے ولی اللہ بادیس نے جو کچھ کہا ہے وہ تو تو سن لیا۔ اللہ سے دعا مانگ کہ وہ دم کو اس سے نجات عطا فرمائے۔ اوس نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا اسے رب بادیس تو تین بادیس سے بچا۔ اسی رات کو وہ خناق کی بیماری سے مر گیا۔ واللہ اعلم۔

صنہا جی بضم یا کسر صا و مہملہ و نون و ہا و الف و حیر صنہا جی کی طرف منسوب ہے جو حیر کا ایک مشہور قبیلہ ہے یہ لوگ ملک عرب میں رہتے ہیں۔ ابن قریہ کہتا ہے صنہا جی بضم صا و مہملہ ہے اور کسی طرح پڑھنا درست نہیں مگر اور لوگ کسر بھی پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اس کے باپ واداکے ناموں کا ضبط آئندہ آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) ان ناموں کا تلفظ میں نے وہی اختیار کیا ہے جو ابن خلدون نے لکھا ہے تذکرہ نیری ۲۳۶-۲۳۷ دیکھیں ۱۱۶: لکھتا چاہے

(۲) یعنی قید حیر اور اس کے بطن صنہا جی سے ہے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۴۶۷-۴۶۸ دیکھو تذکرہ ۱۲۳

(۵) شہر معرب جسے منصور بن قائم کے نام پر منصوبہ بھی کہتے ہیں پہلے صبرہ کہا تھا از مرصد الاطلاع بکری نے اس

شہر کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۹۵

(۶) شہر آشیر کو نیری بن مناد نے ۲۲۲ (۲۲۵) میں آیا دیکھا تھا۔ اس کی جگہ قدرتی طور پر ایسے دشوار گزار ہے کہ

دس آدمیوں کی حفاظت دشمن سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی تھی۔ اس کے اندر دو بڑے بڑے حوض تھے جن کا پانی نہایت عمدہ تھا۔ انہوں نے ازلیہ تھی۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۱۸۰

(۸) بادیس کے مرنے پر بڑے بڑے اعیان سلطنت جو اس وقت رجا کہلاتے تھے مجتمع ہوئی اور باہم مشورہ کر کے اس کے بھائی کرامت کو بظاہر وانی مقرر کر دیا۔ تاکہ جو اضطراب کہ پھیل گیا تھا وہ دفع ہو کر امن چین قائم ہو جائے۔ اور اس کے بعد وہ سلطنت کا کام معزین بادیس کے حوالے کر دے۔ چونکہ ان کے مشورہ کا حال سب اہلکاران کو معلوم نہ تھا اس واسطے معز کی طرف دار کچھ افروختہ ہوئے اور کرامت کے حکومت سے ناراضی ظاہر کی۔ لیکن اعلیٰ غرض جب کرامت کے توڑ کی ان کو تباہی دی گئی تو سب خاموش ہو گئے۔ ازلیہ تھی۔

(۹) دیکھو تذکرہ ۶۸ نوٹ ۴

۱۰۶۔ ابو منصور نجیاری لقب عزالدولہ

عزالدولہ ابی الحسین احمد بن بویہ دیلمی کا بیٹا تھا۔ اس کے باپ کا ذکر اور باقی نسب اور بیان ہو چکا ہے۔ اعادہ کی حاجت نہیں جس روز اس کا باپ مرے اوسے وزیر عزالدولہ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ امام طالع نے اپنی بیٹی شاہ زمان اس کے نکاح میں دی تھی۔ مہر ایک لاکھ دینار باندھا گیا تھا۔ اور قاضی ابوبکر بن قریون نے جس کا ذکر آئندہ حرف میمن کے گا انشاء اللہ تعالیٰ نکاح کا خطبہ پڑھا تھا۔ یہ واقعہ ۳۶۲ھ (۹۷۴ء) کا ہے۔ عزالدولہ ایک بڑا اچھا بادشاہ اور جسم کا نہایت قوی و توانا تھا کہ بڑے یل کے سینک پکڑ لیتا تو زمین پر دے مارتا تھا۔ اس کے اخراجات بھی بہت کثرت سے تھے ہر کام میں بڑا تکلف کرتا اور وظائف اور تنخواہیں بڑی بڑی دیا کرتا تھا۔ بشرطے افروز بغداد بیان کرتا تھا کہ جب عضد الدولہ بن بویہ جو عزالدولہ مذکور کے چچا کا بیٹا تھا عزالدولہ کو قتل کرنے کے بعد بغداد کا مالک ہو کر وہاں آیا تو کسی نے اس کے سامنے پوچھا کہ عزالدولہ کے روبرو جو شمع جلا کرتی تھی اس کا ماہوار خرچ کیا تھا۔ ہم نے کہا کہ اس کے وزیر ابو الطاہر محمد بن یقینہ کو جلائے کے لئے ایک ہزار پونڈ موم ماہوار دیا جاتا تھا۔ اس کثرت کا حال سن کر عضد الدولہ نے اس کا خرچ آئندہ پورا پورا جاری رکھنا مناسب نہ سمجھ کر کم کر دیا۔ اس وزیر کا ذکر بھی حرف میمن میں انشاء اللہ تعالیٰ

آئندہ آئے گا۔ عزالدولہ اور اوس کے چچیرے بہائی عضد الدولہ میں بادشاہی اور ملک گیری کے باعث جھگڑا رہتا تھا جس سے آخر کار تنازع کی نوبت پہنچ گئی۔ فریقین میں صف آرائی اور لڑائی ہوئی۔ ۱۸ شوال ۷۰۳ چار شنبہ ۱۲۸۸ھ (۶۹۸۸) کو فریقین کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی میں عزالدولہ مارا گیا۔ اس وقت اوس کی عمر چھتیس برس کی تھی جب اوس کا سر کاٹا گیا اور ایک ملشت میں رکھ کر عضد الدولہ کے روہر لایا گیا۔ تو دیکھتے ہی اپنی گڑبڑی اذکار کر آنگھون پر رکھ لی۔ اور دہاڑیں مار کر بہت رویا۔ رحمہا اللہ تعالیٰ عضد الدولہ (ابو شجاع فنا خسر) کا بھی ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۷۱

(۲) عزالدولہ یر و زرد و شنبہ ۱۷ ربيع الآخر ۷۰۳ھ کو مر تھا دیکھو تذکرہ ۷۱

(۳) شاہ زمان۔ یہ عورتوں کا عجیب نام ہے۔ لیکن اوس زمانہ میں یہ خلاف قاعدہ نہ تھا۔ اور ابھی نہیں نام اسی طرح کے کتابوں میں مذکور ہیں۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۶۲۷

(۵) ایک نسخہ میں بجائے لم یثاودوا کے لم یثاودفٹ۔ میرے نزدیک یہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی واسطے میں نے مینہ واحد میں ہی ترجمہ کیا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۶۷۰

(۷) دیکھو تذکرہ ۵۰۵۔

۱۰۷۔ ابوالمظفر برکیاروق بن سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داؤد

بن میکائیل بن بلجوق بن دقاق ملقب رکن الدین شہاب الدولہ محمد الملک

بلجوقی خاندان کا ایک بادشاہ تھا جن میں سے بعض کا ذکر اپنے اپنے مقام پر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا۔ یہ اپنے باپ کی وفات کے بعد ملک کا مالک ہوا۔ باپ کی قلمرو اتنی وسیع تھی کہ کوئی اور (اس خاندان میں) اتنے بڑے ملک کا مالک نہ ہوا۔ جس کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ اپنے موقع پر آئیگا۔ وہ سمرقند اور بخارا میں داخل ہوا۔ بلا دما دارا تھنر پر چڑھائی کی اوس نے سلطان سخر اپنے بھائی کو جس کا ذکر حرف مسین میں آئیگا

خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اسی کی لڑائی میں اوسکا چچا تاج الدولہ قش بن الب ارسلان مارا گیا جس کا ذکر نشانی
تعالیٰ احرف ت میں آئیگا۔ برکیاروق بڑا صاحب اقبال عالی ہمت تھا۔ اوس میں اگر کوئی عیب تھا تو صرف
یہی تھا کہ شراب پیتا اور دانا غنور رہا کرتا تھا۔ ۱۱۰۶ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۲۔ ربيع الآخر یاریع الاول
۱۱۰۹ھ کو بروز جمعہ دین مرگیا۔ بارہ سال کئی مہینے سلطنت کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

برکیاروق بفتح بائے موحده و سکون راوکات و یائے تختانیہ والف و راوا و ساکنہ و قاف و پروجر و
بضم بائے موحده و را و سکون و او و کسر حیم و سکون را و دال مہملہ اٹھارہ فرسخ پرمہران سے ایک شہر کا نام ہے۔

(۱۶) شہاب چھوٹے ہوئے تارہ کو کہتے ہیں۔

(۱۷) برکیاروق کا مفصل حال تاریخ خاندان سلجوقیہ مصنف میر خندین نے لکھا۔

۱۰۸ ابوالطاهر برکاتین شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن شیخ ابی الفضل طاہر

بن برکات بن ابراہیم بن علی بن محمد بن احمد بن العباس بن ہاشم نے

جس کے لقب خشوعی دمشقی حیرنی قرشی رفاً اور انہامی تھے بڑے بڑے محدثین سے حدیث سنی اور اجازت
حاصل کی تھی۔ اس باب میں یحییٰ اوسے جو حدیث پڑھانی کی اجازت دی تھی اوس میں وہ اپنے عہد میں
یکتا تھا۔ اس وقت کوئی دوسرا اور اجازت یافتہ نہ تھا اوس نے اصغر کو اکابر سے ملایا کیونکہ وہ اپنی آخر
عمر میں ایک ہی شخص رد گیا تھا جس نے ابو محمد مہدیہ اللہ بن احمد الکفانی سے حدیث سنی اور اجازت
حاصل کی تھی۔ ابو محمد القاسم حریری بھری صاحب مقامات سے بھی ایک شخص باقی تھا جس نے اجازت
حاصل کی تھی۔ یہ اجازت اسے ۱۱۰۶ھ (۱۱۱۵ھ) میں بصرہ میں حاصل ہوئی تھی۔ وہ محدثین کے
خاندان سے تھا خود بھی محدث تھا۔ اوس کا باپ بھی محدث تھا اوس کا دادا بھی محدث تھا۔ کسی نے اوس کے
باپ سے پوچھا کہ تمہیں خشوعی (عجز والا) کیوں کہتے ہیں۔ کہا ہمارا جد اعلیٰ ایک مرتبہ امامت کر رہا تھا کہ محراب
میں ہی (حالت خشوع میں) اوسکا انتقال ہو گیا۔ اسی لئے ہمیں خشوع سے نسبت کر کے خشوعی کہنے لگے ہیں
ابوالطاهر مذکور ماہ جب ۱۱۰۶ھ (۱۱۱۶ھ) میں بمقام دمشق پیدا ہوا اور شب ۲۴ صفر ۵۹۸ھ (نومبر
۱۲۰۶ھ) کو دمشق میں ہی وفات پائی دوسرے روز باب فرادیس میں اپنے باپ کے پاس مدفون

ہوا۔ رحمہ اللہ تھالے تحریری سی ہی آخر شخص ہے جس نے اجازت حاصل کی ہے۔ قرشی ضم فو سکون
راشیں مجھ فرشتہ فروش کو کہتے ہیں اور ایسے ہی انٹالی بھی وہ ہی شخص ہے جو غلطی کرتا ہے۔ رفا شہو
لفظ ہے۔ مین ابوطاہر کے اصحاب مین سے کہتے ہی لوگوں سے ملا ہون اور حدیث سنی اور اون سے
اجازت حاصل کی ہے۔ اوس کا بیٹا بھی مجھے مصر مین ملا تھا۔ میرے پاس بہت آتا جاتا اور جو کچھ اوس نے
یاپ سے سنا اور اجازت حاصل کی تھی اوس سب کی اوس نے مجھے بھی اجازت دی تھی۔

(۱) یہ اجازت اکثر تحریری ہوتی اور بڑی عزت کی غیز خیال کی جاتی تھی۔ مین نے یہاں کسی قدر تفصیل کر دی ہے کہ اصل
مطلب معلوم ہو جائے۔

(۲) اکتی الامارین یا لاکار محمدین کے عادات مین بہت بولا جاتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کے
حالات اور خیالات اوس نے ہم تک پہنچا دے۔ کہ جس سے ہم اون کو جان گئے۔ کہ وہ ہمارے بزرگ تھے اور ایسے تھے۔
(۳) ابوطاہر اوس وقت مرنے وال کی عمر کا ہوگا۔ بشرطیکہ اوس کے تاریخ ولادت جو ابن خلکان نے لکھی ہے صحیح ہو۔
(۴) یکہ تذکرہ ۱۶ نوٹ ۳

(۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطاہر کا جدا علیٰ حالت سجد مین مرا ہوگا۔ جو اللہ تھالے کے عبادت مین سب سے زیادہ
خضوع و خشوع کا مقام ہے۔

(۶) رفا رفوگر کو کہتے ہیں۔ انٹالی کے معنی مین قالین فروش انٹالی مین قالین کی ہے۔ جیرونی باشندہ جیرون
جیرن کو کہتے ہیں۔ دروازہ ہے۔ اوس کے پاس کے محلہ کو محلہ جیرون کہتے ہیں۔ مشتقی و مشتق کا رہنے والا۔

استاد ابو الفتح برجوان

۱۰۹

جس کے نام سے قاہر مین ایک محلہ حاکم برجوان شہور ہے غریز صاحب مصر کے خدام و مدبرین دولت سے تھا۔ امورات
سلطنت مین او سے بے انتہا اختیار حاصل تھا۔ ایام حاکم ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴

ماہ رمضان ۸۳۰ھ میں ہوا تھا جب مارا گیا تو نزار سر اوہل (پانچا) کو تین شہر کے بنے ہوئے ہزار ریشمی کمر بندوں
ساتھ چھوڑے تھے۔ ملائیں فرش آلات کتب اور دیگر نواد کی تو کچھ انتہا تھی۔ واللہ اعلم
اسی ریڈان کے نام سے جس کا اوپر ذکر ہوا محلہ ریڈایتہ مشہور ہے جو باب الفتح قاہرہ کے دروازہ کے بائیں
جب برجوان مارا گیا تو حاکم نے وہ تمام اقتدا جو برجوان کو تھا سپہ سالار ابو عبد اللہ حسین بن القائد جو ہر کو دیا
جس کا ذکر آئندہ اوس کے باپ کے بیان میں آئے گا۔ پھر اسی حاکم نے ریڈان مذکور کو بھی اوائل ۳۹۲ھ (۱۰۰۲ء)
میں قتل کرا دیا۔ اسی مسجد والہ قلبی شمشیر بردار نے قتل کیا تھا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

برجوان بفتح باء موحده وسکون راء مہملہ وحیم مفتوحہ وواو الف ونون۔ ریڈان۔ بفتح راء مہملہ و
سکون یا ئے تحتانیہ ووال مہملہ والف ونون۔ صقلی۔ بفتح صاء مہملہ وسکون قاف ولام وباء موحده صقلیہ
قوم کی طرف منسوب ہے جس میں سے خدام وخواجہ سرا امرا کے یہاں بہت لئے جایا کرتے ہیں۔

(۱) استاد وہ شخص ہے جو کچھ علم و سیر کی کوسکھاتا ہے اوس زمانہ میں چونکہ خواجہ سرا امرا اور سرداروں کے بچوں کے اکثر استاد ہوا کرتے تھے
یہ لقب ان کو دیا جاتا تھا۔

(۲) مگر مقریزی اس کے برخلاف کہتا ہے۔ کہ وہ گورے رنگ کا خواجہ سرا تھا۔

(۳) شہر دین فرما اور رملین شہر دن کے درمیان واقع تھا اور اس زمانہ میں کپڑوں کے ساخت میں بہت مشہور تھا۔ انصار
(۴) بلکہ مقریزی میں کہتا ہے کہ یہ تھے۔

(۵) آلات سے یہاں غالباً آلات موسیقی سے مراد ہوگی۔ کیونکہ مقریزی کہتا ہے کہ برجوان کو غنا و سحر و کاطرا شوق تھا
(۶) مقریزی کہتا ہے کہ ریڈان ایک بلخ کا نام تھا۔

(۷) مشردی سامی نے خلیفہ حاکم کے حالات میں اس برجوان کے عروج و زوال کا خوب تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

(۸) صقلیہ وہ قوم ہے۔ جسے اہل یورپ اسکیلوونین کہتے ہیں۔
Sclavian

۱۱۰ ابو معاذ بن بڑ بن یزجرج مولاے قید عقیل

نابینا مشہور شاعر تھا۔ ابو الفرج اصفہانی صاحب کتاب اغانی نے اوس کے پچیس اجداد کے نام کہے ہیں
جسب عجمی ہیں طول کلام اور عجبت کے سبب سے میں نے انھیں چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ ان میں کہی کہی
تصحیف و تحریف بھی ہو جایا کرتی ہے۔ کسی نے ان کا ضبط نہیں کیا ہے۔ اس لئے احاطت بلا فائدہ کی

مجھے حاجت نہیں معلوم ہوئی۔ ابو الفرج نے اوس کے اور بھی بہت حالات کہے ہیں۔ یہ بصرہ کا رہنے والا تھا مگر بعد اودین وطن اختیار کر لیا تھا۔ حضرت اوس کا لقب تھا۔ اس کے آبا و اجداد مثنیٰ رستمان کے رہنے والے تھے۔ جبکہ بن ابی صفہ کے سپایا میں پکڑے آئے تھے بعض کہتے ہیں کہ بشار غسانی کی حالت میں میں میرا ہوا تھا عقیل کی ایک عورت نے آزاد کر دیا تھا۔ اسی سے اوسے عقلی کہتے ہیں۔ اندھا، درزا، پیدا ہوا تھا، کتھو کے حد قد ابھرے اور سرخ گوشت سے ڈکے ہوئے تھے۔ بدن کا بڑا نومند و تندرست و موٹہ پر چمک کے دروغ قد و قامت کا لبنا۔ اول درجہ کے مخدین اور شعرا کے معبدین میں سے تھا مشہور کی نسبت اوس نے شعر کہے ہیں جو اس قبیل کے شعرون میں ایسا نظیر نہیں رکھتے۔

اِذَا بَلَغَ الرَّأْيُ الْمَشُورَ فَاسْتَعِنَ
مُحْزَمٌ لَصِيحٌ اَوْ نَسَاخَتَهُ حَارِمٌ
جب کسی تجویز میں مشورہ کی حاجت پڑے تو کسی نصیحت کرنے والے کے محرم یا صاحب حرم کی نصیحت سے لینا
وَلَا تَجْعَلِ الشُّوْرَىٰ عَلَيْكَ غَضًا
فَرَّشَ الْخَوَالِیَ تَابِعَ لِلْقَوَادِمِ
اچھے مشورہ سے تو ناخوش مت ہو۔ بڑے برون کے پیچھے ہی چھوٹے پر بھی (ادان کے تقریر کے لئے)
بازو میں جبر کرتے ہیں۔

وَمَا خَيْرٌ كَفِّ أَمْسِكَ اَنْ تَلْعَنَهَا
وَمَا خَيْرٌ سَيْفِ لِرَبِّكَ بِقَاتِهِ
اوس تم سے کیا خیر کہہ سکتی ہے جبکہ دو روزہ زنجیر میں پہنا ہو اور کیا کام دیکتی ہے جس کا قبضہ کچھ مرو نہ دیتا ہو۔
یہ بیت بھی اوس کے بے دوگون میں بہت مشہور ہے۔
هَلْ تَعْلَمِينَ وِرَاءَ الْحُبِّ مَنْزِلَةً
تَدْنِي إِلَيْكَ فَإِنَّ الْحُبَّ اقْصَانِي
تجھے معلوم ہے۔ کیا اوس سے آگے اور بھی کوئی محبت کا درجہ باقی ہے کہ تیرے قربت کے لئے مجھے اوسکا
ٹے کرنا بھی ضروری ہو۔ مجس نے مجھے تو اپنی انتہائی حد تک پہنچا دیا ہے۔

یہ بھی اوس کے اشارے سے ہے۔ جو مولدین کے اقوال میں سب سے زیادہ عمدہ ہے۔
اَفَا وَاللهِ اسْتَهِيَ سَحْرًا عَيْنُنَا
وَاحْشَى مُصَارِعَ الْعُشَّاقِ
واللہ مجھے تیرے آنکھوں کے سحر، تیرا عشاق ہے مگر پھر بھی اون بتیا رونے خوف ہے جس اس قدر عشاق پر ہارے گئے ہیں
یہ بھی اوس کے ہیں

يَا قَوْمِ اَذْنِي لِبَعْضِ النِّمَى نَعَاشِقَةً
وَالْأَذْنُ تَعَشَّقُ قَبْلَ الْعَيْنِ لِحَيَاثَا

اے میرے لوگو! میرے کان اوس قبیلہ کے ایک شخص پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ کیونکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آنکھ سے قبل کان ہی دام محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

قَالُوا يٰمَنْ لَا تَوْنِيْ تَهْدِيْ فَخَلَّتْ لَہُمْ
الْاُذُنُ کَالْعَيْنِ تَوْنِيْ الْقَلْبَ مَا کَانَ

لوگ کہتے ہیں تو اوس کے حکم پر چلتا ہے جسے تو نے کبھی دیکھا ہی نہیں تو میں اوس کے جواب میں کہتا ہوں کہ کان بھی تو آنکھ کی طرح دل کو واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں۔

ان دونوں بیٹوں میں سے اول بیت کا مضمون ابو جعفر عمر معروف ابن شحہ موصلی نے اپنے ایک قصیدہ میں باذکر ہے جس کی ایک سوتیرہ بیتیں ہیں اور جس میں اوس نے سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدح کی ہے۔ وہ شعر یہ ہے

وَإِنِّيْ أَمْسُ وَأَحْبَبْتُكُمْ لِمَا كَسَرْتُمْ
سَمِعْتُ مَا وَالْاُذُنُ كَالْعَيْنِ تَحْقُقُ

میں ایسا شخص ہوں کہ تمہارے مکارم و خوبیوں منکر تم سے محبت کر رہا ہوں۔ کیونکہ جیسے آنکھ کے دیکھنے سے عشق پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح کان کے سنے سے بھی پیدا ہوا کرتا ہے۔

بشار کے شعر بہت کثرت سے لوگوں میں مشہور ہیں اس لئے ہم اسی پر اختصار کرتے ہیں یہ امیر المومنین مہدی بن منصور کی مدح کیا کرتا تھا۔ مگر لوگوں نے مہدی کے پاس اوس پر زندہ کا الزام لگایا۔ خلیفہ نے اسے پٹنے کا حکم دیا۔ ستر کوڑے مارے گئے تھے کہ بلیغ میں بصرہ کے قریب اس کے صدر سے مر گیا۔ اوس کا کوئی رشتہ دارا دٹھا کر وہاں سے لے گیا۔ اور بصرہ میں جا کر دفن کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۶۶ھ یا ۱۶۸ھ (۷۸۳ء) کا ہے۔ اس وقت اوس کی عمر نوے برس سے اوپر ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ خاک پر آگ کو فضیلت دیتا تھا۔ اور ابلیس کی رائے کو کہ اوس نے آدم کے جہنم سے انکار کیا اچھا بتاتا تھا۔ یہ شعر جس آتش کو فضیلت نکلتی ہے اسی کا بتاتے ہیں۔

الْاَرْضُ مُظْلِمَةٌ وَالنَّاسُ مُشْرِقُونَ
وَالنَّاسُ جُودٌ فَتَمْدُكَ نَتِ النَّاسِ

زمین سیاہ ہے اور آگ روشن ہے۔ آگ کی اسی وقت سے عبادت کی جاتی ہے جب سے کہ وہ آگ جھتی ہے۔ کچھ ہیں کہ اوس کے مرنے کے بعد اوس کی کتابوں کی تفتیش لگ گئی۔ مگر کوئی شے اوس میں ایسی نہ نکلی جس کا اوس پر الزام لگایا گیا تھا البتہ ایک تحریر میں اوس کی یہ لکھا ہوا تھا کہ میں نے اک سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی سچو کارا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب مجھے خیال آیا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار میں تو میں خاموش ہو گیا۔ اللہ ہی حقیقت حال خوب جانتا ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ مہدی نے جو بشار کو قتل کیا۔ اوس کی وجہ یہی کہ مہدی نے صالح بن داؤد یعقوب بن داؤد اپنے وزیر کے بھائی کو حبیب ایک ولایت کا دیا

مقرر کیا تو بشار نے اس کی ہجو کی اور یعقوب کی نسبت یہ شعر لیا۔

هُمُ حَمَلُوا فَوْقَ الْمَنَابِرِ صَالِحًا أَخَاكَ فَفَجَّحْتَ مِنْ أَخِيكَ الْمَنَابِرُ

انھوں نے منبروں پر تیرے بھائی صالح کو چڑھا دیا ہے۔ مگر تیرے بھائی سے برفریاد چار ہے میں۔

یعقوب کو جب اس ہجو کا حال معلوم ہوا تو مہدی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ بشار نے تیری ہجو کی ہے۔ پوچھا کیا ہجو کی ہے۔ کہا۔ امیر المؤمنین مجھے مساف فرمائیں تو بیان کروں۔ سخت ناگوار کلمات کہے میں۔ مہدی نے کہا اچھا کہو میں مساف کرتا ہوں۔ کہا یہ شعر کھے میں۔

خَلِيفَةُ يُزْنِي بِعَمَّاتِهِ يَلْعَبُ بِالذَّبُوقِ وَالصَّوْلِحَانِ

خلیفہ سیت کہ ہمت خور نامیکند و بد ذبوق و چوگان بازی مشغول می ماند

أَبْدَلْنَا اللَّهَ بِهِ غَيْرُكَ وَدَسَّ مَوْسَى فِي حِرِّ النَّيْزِ مَرَّانَ

اللہ تمہارے در بدل او خلیفہ دیگر مار اعطا فرماید و موسیٰ را بشیرم گادخیزران ہر شانہ

مہدی نے اس پر بشار کو ڈبوڑھ دیا۔ یعقوب کو خوف ہوا کہ اگر بشار ہمیں خلیفہ کے رویہ پر ہونچا کر اس کی مدح کر دے گا تو خلیفہ مساف کر دے تو بڑی مشکل پڑ جائیگی اس لئے کسی اپنے آدمی کو بشار کی تلاش میں بھیجا اور طبعی ذمال میں گروا کر مدد دیا۔ یہ جرح و نفع یا تحقیر و تحانیہ و سکون رے مہملہ و ضم جم و داؤ و خائے مجہ و عقیلی بغم عین مہملہ و فتح قاف و سکون یا تحقیر و لام عقیل بن کعب کی طرف منسوب ہے جو ایک بڑا قبیلہ ہے مرقبہ بغم مہملہ و فتح رے مہملہ و تشدید عین مہملہ و فتح و ثنائے مشکہ اوس شخص کو کہتے ہیں جس کے کان میں رعاث ہو۔ رعاث کے سنی بندے کے ہیں اوس کا واحد رعثہ بمعنی بندہ و ملاکین میں اوس کے کان میں بندہ بٹا رہتا تھا۔ اسی سے اوس کا لقب مرقث ہو گیا تھا۔ مرغ کا رعثاٹ اون پر وہ کو کہتے ہیں جو اوس کی چرخ کے نیچے ٹٹکتے ہوتے ہیں۔ رعثاٹ ستر سال (ٹٹکتے) اور تساقط (دگر پڑنے) کو کہتے ہیں۔ گویا بندہ کا نام اسی معنی سے مشتق ہے۔ اوس کے لقب کی نسبت اور بھی لوگوں نے توحیدین بیان کی ہیں مگر یہی سب سے اصح ہے بخاریستان بغم طے مہملہ و فتح خائے مجہ و الف و رے مہملہ و سین مہملہ و تائے فو قانیہ و الف و فون ایک بڑا علاقہ ہے دریائے بلخ کے پار جیسے حیون بھی کہتے ہیں۔ اوس میں بہت شہر ہیں اور وہاں بہت کثرت سے علما ہرگز سے ہیں۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۷۲۵ (۲) مولدوں کے لئے دیکھو تذکرہ ۹۱ نوٹ ۱۰

(۳) زنجبوریوں کے مذہب کا کتاب ہے جسے زردشت نے بنایا تھا۔ اور جس کی رو سے آتش پرست اور زندقہ

مشوہ کی بنا دہڑی ہے۔ اس کے پیروں کو زندگی کہتے ہیں۔ عربی میں اسے سرپ کر لیا۔ اور اول اس مذہب کو زندہ سے
تیسر کرنے لگے۔ لیکن بعد میں اس کے منے اور بھی بڑھ گئے ہیں۔

(۳) سورہ اعراف کے تیسرے آیت میں ہے قَالَ مَا مَنَّكَ اَلَا تَعْبُدُنَا اِذَا مَرَرْنَا بِاَنَاخِيْدٍ مِّنْهُ خَلَقْنٰ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْنٰ
مِنْ طِينٍ (اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے چھٹا کب ختم ہو چکا دیا۔ تو آدم کے آگے بھٹکے سے بچو کن چیز مانے ہوئی۔ وہ ہوا اس سے
بہتر ہوں۔ کیونکہ بچو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو خاک سے۔

(۵) سلیمان بن علی البہاس خلیفہ سلاج کا چچا تھا جس نے اسے آٹھ سو تیس ہزار دینار بصرہ اور اس کے قرب و جوار کا الی مقرر کیا تھا
اوس نے ۴۲۰ھ میں وفات پائی ہے۔

دہلی کے شہر بنو بھٹی داؤد ایک مولیٰ کا بیٹا تھا۔ اوس کے بھائی اور باپ نصر بن سیتارا میسر اسان کے ملازم تھے۔ اور دوسرے خلیفہ ہمدانی
نے اپنا وزیر بنالیا تھا۔ مگر بعد میں ہمدانی نے اسی مطبق میں بھیجا تھا اس کے پاس ایک شاہی قیدی بھیجا گیا تھا جسے ہمدانی نے
اس کی نگرانی میں دیا تھا لیکن رشید کے تخت نشینی پر اسی خلاصی مل گئی اور یہ کہ چلا گیا تھا اور دین اور اس کا سلسلہ دستہ
میں انتقال ہو گیا جس کے زمانہ میں اوس کی بیٹی جاتی رہی تھی (از تاریخ خیر الدین)

(۷) صربوں کے والیوں کو سب پر خطبہ کہنے کا بادشاہ کے طرف سے اختیار ہوا تھا۔

(۸) موسیٰ ہمدانی کا بیٹا اور خیرزان اوس کی بی بی تھی۔

(۹) متن میں علی خیرن لکھا ہے۔ مگر وہ بھی چون ہونا چاہئے۔ کیونکہ جہان سے یہ فقرہ لیا گیا ہے۔ کتاب بہاب ابن اثیر میں
اسی طرح ہے۔ دیکھو تقویم البلدان ابو الفدا۔

۱۱۱ ابو نصر بشار بن الحارث بن عبد الرحمن بن عطاء بن ہلال بن مایان

بن عبد اللہ مروزی معروف بالحنانی

(۱۲) رجال طریقت سے تھا۔ رضی اللہ عنہم عبد اللہ کا نام مشہور تھا۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ
پر سلمان ہوا تھا۔ بشر الحافی کبار صاحبین اور اقیانے متورعین سے تھا۔ اس میں وہ مرو کے قریب ایک قریہ کاؤ سام کا
باشندہ تھا۔ مگر بعد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس کے آبا و اجداد رؤسا اور گناہ سے تھے۔ اوس کی تو بہ کا حال
یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ کہیں راستہ میں ایک درق کا غذا پڑا تھا۔ اوس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا تھا جو راستہ میں پیر کا

نیچے نکل گیا تھا۔ بشر نے اوسے اٹھالیا۔ اور کچھ دیر ہم اس کے پاس تھے۔ اوس کا غالیہ مول لیا۔ دوق کو لگایا اور دواری ایک دینار رکھ دیا۔ رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی لکھ رہا ہے۔ اے بشر تو نے میرے نام کو خوشبو لگائی۔ میں دنیا و آخرت میں تیرے نام کو بھکا دوں گا۔ جب وہ بیدار ہوا تو توبہ کی اور خدا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ایک حکایت یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ بشر ایک مرتبہ ثعانی بن عمران کے دروازہ پر آیا۔ اور زنجیر کھینکٹائی۔ اندر سے پوچھا کون ہے کہا بشر الحافی (بشر برہنہ پا) اوس لڑکی نے کہا۔ اگر توجہ دے دو دانتی کے مول لے لیتا تو حافی کا نام تجھ سے جاتا رہتا۔ حافی اوس کا نام اس لئے ہو گیا تھا کہ ایک موچی کے پاس آیا۔ اور ایک جوتی کا قسم مانگنے لگا جوتی لگایا گیا تھا۔ موچی نے کہا تم لوگوں کو بہت تکلیف دیتے ہو۔ بشر نے ہاتھ کے جوتی ہاتھ سے اور بانوں کی جوتی پیر سے نکال کر نیک دی اور قسم کھائی کہ اب جوتا کبھی پہنہو نہ لگا۔

ایک مرتبہ بشر سے کسی نے پوچھا کہ روٹی کس چیز سے کھایا کرتا ہے۔ کہا میں عاقبت اور آرام کو یاد کرتا ہوں اور ایک سال بنا کر کھاتا ہوں۔ وہ دعا مانگا کرتا تھا۔ اے اللہ اگر تو نے دنیا میں میری شہرت اس لئے کی ہے کہ آخرت میں میری فصاحت کرے۔ تو میری شہرت دنیا کی کجی سے چھین لے۔ یہ بھی اوس کا کلام ہے کہ دنیا میں عالم کی عقوبت یہی ہے کہ اوس کے قلب کی مینائی جاتی رہے۔ یہ بھی وہ کہا کرتا تھا جو شخص دنیا کو طلب کرتا ہے اسے دولت کے لئے سب کچھ چاہئے۔ ایک شخص اس کا قول بیان کرتا ہے کہ وہ اہل حدیث سے کہا کرتا تھا۔ تم حدیث کی زکوٰۃ دیا کرو۔ پوچھا کہ ادسی زکوٰۃ کیا ہے۔ کہا جس قدر حدیثیں تمہیں آتی ہیں ہر سو حدیثوں میں سے پانچ پر عمل کیا کرو۔ سب سے مستطی وغیرہ بہت صالحین اس سے روایت کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

۱۵۸۸ھ (۱۷۷۵ء) یا ۱۵۸۹ھ (۱۷۷۶ء) میں یارو پور چار شنبہ ۱۲ محرم

یارضوان میں شہر ہندو میں یا بقیع مردوفات پائی (رحمہ اللہ تعالیٰ)

بشر کی تین بہنیں تھیں جن کے نام تھے۔ مفضہ۔ مخدہ۔ زبدہ۔ یہ بھی سب کی سب بڑی زاہدہ عابدہ متورہ تھیں۔ مفضہ بڑی تھی۔ اپنے بھائی بشر سے پہلے ہی مر چکی تھی۔ بھائی کو اوس کی موت سے کمال رنج ہوا۔ اور بہت رو دیا۔ کسی نے کہا اس قدر رنج و الم کیوں۔ کہا میں نے ایک کتاب میں پڑا ہے۔ جب بندہ اپنے رب کی خدمت میں کوئی تقصیر کرتا ہے تو وہ اوس کا انیس چھین لیتا ہے۔ یہ مفضہ میری بہن دنیا میں میری مانند تھی۔

عبداللہ بن احمد بن جنبل کہتے ہیں کہ ایک عورت ایک مرتبہ میرے باپ پاس آئی۔ اور پوچھا ابو عبداللہ میں ایک عورت ہوں رات میں چراغ کی روشنی میں کانا کرتی ہوں۔ اور جب کبھی چراغ گل ہو جاتا ہے تو چاند کی روشنی میں کاتی رہتی

ہوں۔ تو کیا مجھے چراغ کے کاتے اور چاند کے کاتے ہوئے میں فرق کرنا چاہئے۔

میرے والد نے کہا اگر تیرے نزدیک ان دونوں میں فرق ہے تو مجھے ان میں بے شک تفریق کرنا چاہئے۔ پھر پوچھا ابو عبد اللہ مرثیہ کا کراہنا کیا خدا تعالیٰ کا شکوہ ہوتا ہے۔ کہا مجھے امید ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو اپنے دکھ درد کا اظہار ہے۔ پھر وہ لوٹ گئی۔ عبد اللہ کہتا ہے پھر مجھ سے میرے باپ نے کہا۔ بیٹا میں نے کبھی کوئی آدمی ایسی باتیں پوچھتے نہیں دیکھا۔ جا دیکھ کہ یہ عورت کس جگہ جاتی ہے اور کون ہے عبد اللہ کہتا ہے۔ میں پیچھے پیچھے گیا۔ تو دیکھا کہ وہ بشر الحافی کے گھر میں گھس گئی۔ معلوم ہوا کہ وہ بشر کی بہن تھی۔ میں باپ پاس آیا۔ اور اس سے بیان کر دیا۔ کہ وہ بشر کی بہن تھی۔ باپ نے کہا۔ واللہ یہ صحیح ہے۔ بشر کی بہن کے سوا اس کا اور کوئی ہونا محال تھا۔

عبد اللہ سے ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے کہ خدیجہ بشر الحافی کی بہن میرے باپ پاس آئی اور کہنے لگی۔ ابو عبد اللہ میرا اس المال دو دانق تین۔ اون سے میں روٹی خریدتی اور کھا لیتی ہوں۔ اور نصف درہم بھیجتی جاتی ہے اور اس میں سے ایک دانق میں ایک جہد سے دوسرے جہد تک خرچ کرتی ہوں ایک مرتبہ شب کی گشت کرنے والے چوکیدار آئے اون کے ساتھ مثل بھی تھی۔ مثل کی روشنی میں نے غنیمت سمجھی۔ اور اس میں دیندیان کات لین۔ بعد میں مجھے خیال آیا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اسی روشنی میں جو میں نے کات لیا اور جو میرا مال نہ تھا کہ میں مجھ سے مطالبہ نہ کرے اور سوت سے مجھے بڑی فکر ہے۔ اس سے مجھے غصے کی کوئی تدبیر بتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نجات دے۔ باپ نے کہا کہ تو اپنے دو دانق بھی خدا کی راہ میں خرچ کر دے۔ اس کے بعد تو بلا واسطہ المال کے اس وقت تک صبر کر جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی بہتر موقع نہ دے۔ عبد اللہ کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے اس سے یہ کہہ دیا کہ اپنا مال خرچ کر دے۔ کہا بیٹا اس کے سوال کے حل کرنے کی بجز اس کی اور کوئی صورت ہی نہ تھی۔ یہ کون عورت ہے میں نے کہا خدیجہ بشر الحافی کی بہن ہے۔ کہا میں نے یہی سمجھا اور اس طرح کا جواب دیا تھا۔ بشر الحافی کہا کرتا تھا میں نے تو رع اپنی بہن سے سیکھا ہے وہ اس امر کی کوشش میں رہتی تھی کہ وہ چیز نہ کھائے جس میں کسی مخلوق کی نسبت ہو۔

(۱) رجال طریقت (مردان راہ) یہ لقب بڑے بڑے اکابر صوفیہ کو دیا جاتا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہر تقویٰ کے طریق پر چلتے ہیں اور بجز اس طریق کے جو انھیں خدا تک پہنچا دے اور کسی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے اور اسی واسطے غلط طریقت کے معنی ہی تعلیم علوم روحانی کے جو گئے ہیں جو صوفیوں کے نزدیک ریاضت باطنی کے دوام عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ (۲) اکثر عربوں کے سوا دوسرے قوموں کے نام جب وہ مسلمان ہو جاتے تو یہ کلمہ مسلمانوں کے سے رکھ دے جاتے تھے۔ کیونکہ عربوں کے سوا اور قوموں کے ناموں سے اکثر شرک کی برائی ہے۔ نیز عرب ایک بت کے نام اور پورے عرب سے مرکب ہے۔

(۳۱) چونکہ اکابر صوفیہ کے نزدیک تصوف میں سب سے بڑا درجہ حضرت علیؑ کا ہے۔ اس سبب سے عبد اللہ کا اون کے ہاتھ پر مسلمان ہونا غرت کا سبب ہے۔ ورنہ مسلمان ہونے کے لئے کسی کے ہاتھ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳۲) مراد میں اس کا تلفظ بار سام لکھا ہوا ہے۔ یعنی بجائے تائے فوقانید کے باء موحده ہے۔

(۵۱) غالیہ (جوش کھلائی ہوئی) ایک مرکب خوشبو ہے جو مشک وغیرہ کا فورورغین بان۔ کو جوش دیکر بناتے ہیں۔ کہتے ہیں عبد اللہ بن جعفر ایک مرتبہ حضرت مسادہ کے پاس گئے۔ انہوں نے ان کے کپڑوں کی خوشبو پا کر پوچھا عبد اللہ کسی خوشبو ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ یہ مشک غیر اور رغن بان کو ملا کر بنائی ہے۔ حضرت مسادہ نے کہا کہ یہ بڑے غالیہ یعنی بڑی گران قیمت ہے۔ اس سے اسکا نام پڑ گیا۔ یہاں جو بات حضرت مسادہ نے کہی۔ اس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ ایسے گران قیمت شے استعمال انہوں نے پسند نہ کیا۔

اور اسکو اسراف سمجھا تھا جو درحقیقت عبد اللہ بن جعفر پر اعتراض تھا اور اس سے حضرت مسادہ کے چال چلن کے اہلی خوبی ٹپکتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ گو وہ ایک عظیم الشان سلطنت کے مالک تھے۔ تاہم بدویت کے سادہ زندگی کا لطف انھیں فراموش نہیں تھا۔

(۶۱) ابو مسعود مغانی ابن عمر ان قبیلہ ادو سے اور مؤصل کا رہنے والا تھا۔ حدیث بہت علم سے سیکھے اور فقہ سیقان الثوری سے پڑھے تھے۔ علم راست بازی سخاوت اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھا۔ ۱۸۴ھ (سنہ ۷۹۰ء) میں اسکا انتقال ہوا ہے۔ متوفی انحریم الزہد (۷۹۰ء) میں نے حلقہ کے معنی یہاں زنجیر کے لئے ہیں۔

(۸۱) دانق دانگ کا مرع ہے اور ایک نہایت چھوٹا چاندی کا سکہ تھا۔ جو درہم کا چھٹا حصہ نقدی اور وزن میں شمار ہوتا تھا۔ مگر سلاطین دانق ۲ ۱/۲ خرپ کا تھا۔ اور یونانی دانق دو خرپ کا تھا۔ اسلامی درہم ۶ خرپ کا اور یونانی درہم ۲۰ خرپ کا ہوتا تھا۔ خرپہ خیرا شنبر کو کہتے ہیں۔

(۹۱) زکوٰۃ واجب ہے چالیسواں حصہ یا ڈھائی فیصدی مویشی سونے چاندی یا ناتی پیداوار اور املا تجارت پر سال میں ایک مرتبہ باخلاف اقوال المجتہدین جس کی مقدار دوسو میں پانچ ہوتے ہے۔

(۱۰۱) چاندی کی روشنی میں جب کاٹا گیا تو خرچ کم ہوا۔ اور چراغ کا تیل بج گیا جس سے اس سے اپنے پیشہ میں زیادہ نفع ہوا۔ اس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ آیا مجھے زکوٰۃ کچھ زیادہ دینا چاہئے۔ یہ حکایت اس بی بی کے بے اتہما زہد و تقویٰ کے ایک مثال ہے۔ یہ عورتیں گویا ہر انسان تعین کرنی الواقع ان کے دل فرشتوں سے بھی بہتر تھے۔

(۱۱۱) دیکھو نوٹ ۸۔

(۱۲۱) مشغل اس بی بی کے نہ تھے اس نے خیال کیا کہ اس روشنی کے استعمال کا مجھے حق نہیں ہے اور جو کچھ اس روشنی میں اس نے پیدا کیا وہ حلال کی کمانی نہیں جو سکتی ہے۔ بلکہ وہ غصب کا مال ہے۔

مشہور ہوئے ہیں۔ کیونکہ جب اہل علم نے ظفہ اور باریک نظری سے اسلام کے تائید میں کام لیا تو جہاں نے انہیں فضائل و بھرت کا عیب لگایا، نیکی بھی نہ چھوڑا۔ اس وقت دوسرے عالم جہاں میں اپنی نمود چاہتے تھے ان کے مقابلہ پر جہاں کی تائید کو کھڑا ہو جاتے اور نیکی نامی و شہرت کا فائدہ اٹھاتے تھے۔ اگرچہ اس سے اسلام کو فائدہ بھی پہنچتا تھا۔ مگر جو نقصان ہوتا وہ بدرجہا اس سے زیادہ ہوتا تھا۔ اس سے سلطنت جہگڑے اور غارتگی ان اس قدر کثرت سے ہوئیں کہ حکومت اسلامیہ کو فن حکمرانی میں ترقی کرنے کا موقع ہاتھ نہیں آیا۔

(۳) مرثیہ مسنون میں وہ گروہ ہے جو کلمہ شہادت کو مقدم سمجھتے ہیں اور عمل کو موخر جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ مصیبت سے کچھ ضرر نہیں ہوتا جس طرح کفر کے ساتھ طاعت کچھ فائدہ نہیں بخشتی۔

(۴) ابوسلمہ حاذق بن سبک بنی تمیم کے ایک مولیٰ کے نسل سے اور حاذق الطویل کے بہن کا بیٹا تھا۔ دیکھو تذکرہ ۸۰ نوٹ ۱۔ وہ علم و ہدایت کے لحاظ سے مشہور تھا۔ حدیث میں اس کو بہت بڑا ثقہ مانتے تھے۔ بصرہ میں پیدا ہوا۔ ۱۶۸ھ (۸۴ھ) میں وفات پائی۔ از النجوم الزاہرہ۔

(۵) میرے عربی نسخہ میں یہاں صباغ لکھا ہے۔ مگر بعض، دوسرے نسخوں میں صوانغ (سنار) بھی آیا ہے۔

(۶) یعنی اس فن میں کامل تھا۔

۱۱ قاضی ابوبکر بکار بن قتیبہ بن ابی برزوخ بن عبید اللہ بن یثرب

عبید اللہ بن ابی بکرہ نفع بن الحارث بن کلدۃ الثقفی۔

حنفی مذہب تھا اس کا دادا حارث بن کلدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی تھا۔ بنگار مصر میں ۲۴۸ھ (۸۶۲ھ) یا ۲۴۹ھ میں قاضی ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ متوکل خلیفہ کی طرف سے بروز جمعہ ۸ جمادی الاخریٰ ۲۴۶ھ کو قضا کا متولی ہو کر مصر میں آیا تھا۔ اس کی جن سیرت سب جگہ شہور ہے۔ احمد بن طولون صاحب مصر کے ساتھ جو جلا گزرے ہیں وہ تاریخ بن لکھے ہوئے ہیں۔ ابن طولون اسے ہر سال ونبغہ مقررہ کے سوا ہزار دینار دیا کرتا تھا۔ قاضی بکار انہیں تبیلی میں بغیر حمر ٹوڑے رکھ چھوڑتا اور خرچ نہ کرتا تھا جب ابن طولون نے اسے بولایا کہ متوکل بن متوکل کی بیعت ولی عہدی کو جو متصفیہ کا باپ تھا منع کرے۔ تو اس نے انکار کیا۔ یہ قصہ خوب مشہور ہے۔ اس پر ابن طولون نے بنگار کو قید کر دیا۔ اور جو روپیہ ہر سال دیا کرتا تھا اس سے طلب کیا۔ قاضی نے حمر کیا کر دیا اسے بھجوا دیا۔

اٹھارہ توڑے تھے جب یہ دنیا روپس پھونچے تو ابن طولون شرمندہ ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ قاضی نے خرچ کر ڈالے ہونگے وہاں نہ کر سکیگا۔ اسی لئے طلب کئے تھے جب ابن طولون نے اسے قید کیا تو حکم دیا کہ قضا کا کام محمد بن شاذان جو ہری کے حوالہ کر دے۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا اور اسے اپنا علیحدہ اور قائم مقام کر دیا۔ کئی سال قید میں رہا۔ ابن طولون اسے بار بار لوگوں کے روبرو لایا کرتا تھا۔ قاضی قید خانہ کے ایک طاقتور سے طلبہ کو حدیث پڑھایا کرتا تھا۔ ارباب حدیث نے ابن طولون سے شکایت کی تھی کہ بکارت سے جو حدیث ہم پڑھتے تھے اوس کے قید میں ہونے سے ہم اوس سے محروم ہو گئے ہیں۔ حدیث پڑھانے کی اجازت اسے دیدیجے۔ اس واسطے والی معر نے اجازت دیدی تھی جیسا ہم نے ذکر کیا۔ اور وہ حدیث پڑھاتا تھا۔ قاضی بکارت اور لوگوں میں سے تھا جو کتاب اللہ عزوجل کی تلاوت کے وقت رو یا کرتے ہیں جب وہ کسی فیصلہ سے فارغ ہوتا تو غلیہ میں جاتا۔ اور جتنے واقعات مقدمہ کے ہوتے اور جو کچھ اوس نے حکم دیا ہوتا اسے یاد کر کے روتا اور اپنے نفس سے کہتا کہ بکارتیر سے روبرو فلاں بتنا ہمیں فلاں مقدمہ لائے اور فلاں مدعی علیہ فلاں نجل کا لائے اور قوتے اوس میں فلاں حکم دیا۔ بھلا یہ تو بتا کر کل کو تو فلاں بات کا کیا جواب دیگا۔ اور جب فریقین میں سے کسی کو قسم دینا ارادہ کرتا تو اکثر ان کو نصیحت کرتا۔ اور یہ آیت پڑھا کرتا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْکُرُوْنَ عَمْدِ اللّٰهِ وَاَیْمًا یُحْمِلُهُمْ مِّنَّا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلٰٓفَ فِیْ الْاٰخِرَةِ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فِزِکُم وَاَمَّا الَّذِیْ لَا یُحْمِلْ اِیْمًا

واپس امینوں کی ہمیشہ نجات پر تال کرتا۔ اور ہر وقت ال شہادت سے سوال کیا کرتا تھا۔

بصرہ میں ۱۸۲ھ (۱۷۹۸ء) میں پیدا ہوا۔ اور بحالت عہدہ قضا قید خانہ میں ہی بروز شنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۸۲ھ (۱۷۹۸ء) میں شہر مصر میں مرا۔ اوس کے بعد تین سال تک مصر میں کوئی قاضی نہیں رہا۔ اوس کی قبر شریف ابن طباطبائی قبر کے پاس ہے اور مشہور ہے۔ اور مصلائے بنی مسکین کے متصل راستہ کے کنارہ کو تم کے نیچے واقع ہے لوگوں میں مشہور ہے کہ اوس کی قبر کے پاس دعا قبول ہوا کرتی ہے۔ بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ ۱۸۳۵ھ میں قاضی ہوا تھا یہ بھی صحیح ہے مگر بعض نے ۱۸۳۵ھ بھی بتایا کہ ابن رحمہ اللہ تملائے۔

(۱) یہ فقہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی تھا۔ اور جنگ طائف میں قلم سے ایک کونین کے گھرنے کے ذریعہ سے نکل آیا تھا۔ رما صحاب نے اسے ابو بکر کا لقب عنایت فرمایا تھا۔ بکر کے منہ کنزین کی گھرنے کے ہیں۔

(۲) ابو بکر محمد بن زکریا بن شاذان الجوهری بہت بڑا نامور محدث تھا۔ ۳۸۸ھ (۹۷۸ء) میں انتقال کیا۔ ایک روایت میں ۳۸۵ھ بھی آئی ہیں۔ مرتے وقت اوس کی عمر ۷۲ برس کی تھی۔ انہو ازلیہ قضا و فرم صنفہ ابن حجر العسقلانی۔

(۳) ابو اللہ کے نیک بندے اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ قرآن کے پڑھتے وقت اپنے گناہوں کے خدا کو دیکھ کر رونا کرتے

اور خدا سے اپنی منفرت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ اس وقت انسان کو بڑا خلوص ہوتا ہے جو اس وقت نہیں ہوا کرتا۔

دہم، کل سے مراد یہاں فردائے قیامت ہے۔

(۵) فقہ اسلامیہ میں قسم پر بھی بعض مقدمات کا تصفیہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب کوئی مدعی مقدمہ دیوانی میں اپنے ثبوت کے لئے شہادت پیش کر سکے تو درعینہ اوس کے انکار کی تائید میں قسم لے سکتا ہے۔ مگر مقدمات فوجداری میں قسم مقبول نہیں ہوا کرتی۔ (۶) ترجمہ جو لوگ اپنے عہد کے بدلہ جو خدا سے کیا تھا۔ اور نیز اپنے قسموں کے بدلہ بے حقیقت دنیاوی مساوئے لے لیتے ہیں اور قول و قسم کا پاس نہیں کرتے یہی لوگ ہیں جن کو آخرت میں کچھ بھرنہیں۔ اور قیامت کے دن خدا اُن سے بات بھی نہیں کریگا۔ اور نہ اُن کے طرف تفریح کر دیکھیگا۔ اور نہ اُن کو گناہوں کے گندگی سے پاک کریگا۔ اور اُن کے خلاف دردناک ہے۔ سورہ آل عمران آیت ۷۱۔

(۷) امین کے معنی میں امانت دار یہاں وہ عہدہ وار دفتر تھا جس کے مراد میں جو دفتر کے کاغذات کے فہرہ دار ہوتے تھے اور رشتہ کے دباؤ سے مقدمہ پر اثر نہ ہو سکتے تھے۔ اور بارہا قاضی کو تحقیقات میں مدد دیتے اور کام دفتر ان کے سپرد ہوتا تھا۔ (۸) دیکھو تذکرہ ۵۲ (۹) یہ مسئلے غالباً قرائف صغریٰ میں تھا۔

۱۱ ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ

بن عمر بن محرزوم قرشی مخزومی۔

مدینہ کے فقہائے سنیہ میں سے تھا۔ اس کی کنیت ہی اس کا نام ہے۔ موزنین کی یہ عادت ہے کہ کنیت میں جو لفظ مضاف الیہ ہوا کرتا ہے اوس کے حرف اول کے موافق اس کا نام ترتیب میں لکھا کرتے ہیں۔ یہاں مضاف الیہ بکر ہے اس لئے میں نے بھی حرف بآمین اوس کا نام لکھا ہے۔ بعض موزنین کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ کنیتوں کے واسطے ایک جدا گانہ باب مقرر کیا کرتے ہیں۔

ابو بکر مذکور سادات تابعین سے تھا۔ اور قریش کا راہب کہلاتا تھا اس کا باپ حارث ابو حیل بن ہشام کا بھائی اور اعلیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوا۔ اور ۳۹ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تھا۔ یہ سنہ فقہ کا سنہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس سنہ میں ان

فقہائین سے کئی لوگ مرے ہیں یہ ساتون فقہا مدینہ میں تھے۔ اور سب ایک ہی زمانہ میں تھے۔ انہیں سے دنیا میں علم اور فتوے منتشر ہوا۔ ان میں سے ہر ایک کا ذکر بہ ترتیب حروف اپنے اپنے موقع پر آئے گا۔ اور ہم جہاں ان کا ذکر کریں گے اس کے طرف اشارہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعض علما نے ان کے نام دو بیٹوں میں جمع کر کے ہیں وہ یہ ہیں۔

الْأَكْلُ مَنْ لَا يَفْتَدِي بِلَيْلَةٍ فَخِصَّةٌ ضَيْدِي عَنْ نَحْوِ خَارِجَةٍ

یاور کھو جو شخص کسی امام کی اقتدا نہیں کرتا۔ قیمت اس کی اچھی نہیں حتیٰ اس کا دیورا پورا قیامت کے دن (نہ ملیگا)
فَخِصَّةٌ ضَيْدِي عَنْ نَحْوِ خَارِجَةٍ سَعِيدٌ سَلِيمَانُ أَبُو بَكْرٍ خَارِجَةٌ
اون کے نام یاور کھو۔ سعید اللہ۔ عروہ۔ قاسم۔ سعید۔ سلیمان۔ ابو بکر۔ خارجہ ہیں

مگر ہرگز زمانہ کے فقہا کو انکی معرفت کی گنج طاقت نہ ہوتی تو میں ان کا ذکر نہ کرنا کیونکہ اس مختصر کتاب میں ایسے مشہور اکابر کی ضرورت نہیں ہے انھیں فقہائے سبعہ (ہفت گانہ) اس لئے کہتے ہیں اور اس سبب سے ان کا یہ نام خاص کر رکھا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد فتوے کا کام ان پر آ پڑا تھا۔ اور اس میں یہ لوگ مشہور ہو گئے تھے۔ حالانکہ ان کے زمانہ میں علم اکابرین سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ کی طرح اور بھی بہت لوگ تھے۔ مگر فتویٰ انھیں سات سے لیا جاتا تھا۔ یہ رائے وہ ہے جو حافظ سلفی نے بیان کی ہے۔

(۱) گنیت وہ نام ہے جس میں اول لفظ آب (باپ) ام (مان) ابن (بیٹا) بنت (بیٹی) ہو۔ اس طرح کے نام تطبیعی ہوتے ہیں اور ہمارے ملک میں بھی کمی کبھی بولے جاتے ہیں۔

(۲) تابع کے لئے دیکھو دیباچہ مصنف نوٹ ۱

۱۱۵ ابو عثمان بکر بن محمد بن عثمان (جس کا نام بعض نے بقیہ یا عدی

بھی بیان کیا ہے) بن حبیب مازنی

بھٹکارہ بننے والا انھوں میں اپنے زمانہ کا امام تھا۔ اب ابو عبید اللہ اصمعی ابو زید انصاری وغیرہ سے پڑھا تھا۔ اور اس کا شاگرد ابو العباس المبرق تھا جس نے اس سے بہت نفع اٹھایا اور اس سے بہت روایت کیا کرتا تھا۔ بکر کی تصانیف سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب المکنی فیہ المائتہ (وہ کتاب جس میں ان لفظی غلطیوں کا بیان ہے جو عوام کے زبان سے نکلا کرتے ہیں) کتاب الالف واللام (عربی حروف تہجیف کا بیان) کتاب التقریف کتاب المروء

کتاب القوافی کتاب الریاج (ریشی کپڑوں کے بیان میں) جو اوس نے ابوعلیہ کی ایک کتاب کے جواب میں لکھی ہے
ابو جعفر طراد حنفی مصری کہتا ہے کہ میں نے قاضی بکار بن قتیبة قاضی مصر کو کہتے سنا ہے کہ میں نے کبھی کوئی نوحی ایسا
نہ دیکھا جو فقہاء کے مشابہ ہو بجز حسیان بن ہرثمہ اور مازنی بنی ابوعثمان مذکور کے مازنی بڑا متورع اور پرہیزگار تھا
میرد اوس کی پارسائی کی حکایت بیان کرتا ہے کہ کوئی شخص اہل ذمہ^(۲) سے ابوعثمان کے پاس آیا۔ اور چاہا کہ میرد
کی کتاب اوس سے پڑھے اور اس کے پڑھانے کے عوض تنویدینا اوس سے دے۔ ابوعثمان نے اوس کے
پڑھانے سے انکار کر دیا۔ میرد کہتا ہے میں نے کہا میں تیرے قربان تھو پر تو یہ فائدہ کئی اور تگی گزر رہی ہے
یہ فائدہ کیوں کہوتا ہے۔ کہا اس کتاب میں تین سو (تقدائون) اور ایسی ایسی (اوصاف میں) کتاب اللہ عزوجل کی آیتیں مجز
ہیں میری غیرت و حمت اجازت نہیں دیتی کہ ایک ذمی کو یہ چیزیں پڑھاؤں۔ میرد کہتا ہے (تغافا) ایک لونڈی نے خلیفہ
واثق باللہ کے روبرو عرض کی کا یہ شعر پڑھا۔

أَظْلَمُ مَنْ أَنْ مَصَابِكُمْ رَجُلًا أَهْدَى السَّلَامِ تَحِيَّةً ظُلْمُ

اے ظالم تیرا ایسے شخص کے ساتھ بدسلوکی کرنا جس نے تحیۃ سلام کیا ہے بڑا ظلم ہے۔

اس وقت جو دربار میں حاضرین تھے اون میں رَجُلًا کے اعراب کی نسبت اختلاف ہوا۔ کوئی تو کہتا تھا کہ او سے نصیب
دینا چاہئے وہ ان کا اسم ہے اور کوئی کہتا تھا کہ وہ اوس کی خیر ہے رفع ہونا چاہئے۔ مگر لونڈی مصر تھی کہ اوس کے
استاد ابوعثمان مازنی نے اوس سے نصیب بتایا ہے۔ واثق نے حکم دیا کہ مازنی کو بولاؤ۔ ابوعثمان کہتا ہے کہ جب میں
اوس کے سامنے پہنچا تو اوس نے پوچھا یہ کس قبیلہ کا آدمی ہے۔ مازنی کہتا ہے میں نے کہا بنی مالان سے ہوں پھر
کوئی مالان سے مازن بنیم۔ مازن قیس یا مازن ربیعہ سے۔ میں نے کہا مازن ربیعہ سے۔ خلیفہ نے اس پر میری قسم
کی بولی میں مجھ سے کلام کیا۔ اور کہا بائک (تیرا نام کیا ہے) کیونکہ بنی مازن ہم کو ب (اور ب کو ہم کے ساتھ بد لکھتے تھے
مازنی کہتا ہے اپنی قوم کی بولی میں مجھے جواب دینا اچھا نہ معلوم ہوا۔ تاکہ وہ مجھے مکر سے دیجاے مکر کے مخاطب نہ کرے
میں نے کہا بکر امیر المومنین خلیفہ میر مقصود پہچان گیا۔ اور خوش ہوا۔ پھر پوچھا اس شاعر کے قول أَظْلَمُ مَنْ أَنْ
مَصَابِكُمْ رَجُلًا میں رَجُلًا کبیر سے نزدیک رفع ہے یا نصب۔ میں نے کہا امیر المومنین نصیب پوچھا کیوں۔ میں نے
کہا مَصَابِكُمْ مَصَدِّعٌ ہے مَصَابِكُمْ کے معنی میں۔ اس پر زیدی مجھ سے معارضہ کرنے لگا۔ میں نے کہا وہ ایسی
ہی ہے جیسے تم کہا کرتے ہو اِنَّ خَصْمَكَ اِيَّاكَ اَظْلَمُ (زید کو تیرا برا ظلم ہے) رَجُل اس لئے مَصَابِكُمْ کا
مفعول ہے۔ اور اس واسطے منصوب ہے اور دلیل اوس پر یہ ہے کہ جب تک ظلم ہے نہ کہ کلام معلق رہے گا۔ واثق نے

اسے بہت پسند کیا۔ اور پوچھا تیرے کوئی اولاد ہے میں نے کہا ہاں ایک چھوٹی لڑکی ہے۔ پوچھا جب تو گھر سے چلا تھا تو اس نے کیا کہا تھا میں نے کہا اچھی لڑکی یہ قول پڑتا تھا۔

ایکاً ابتلاً تو تم عندنا قاناً یخیر اذاً لکرم

اے بادشاہان ہمارے پاس آپ کو ڈھونڈنا نہ پڑے (یعنی آپ ہمارے پاس ہی رہئے) اگر تم کو ڈھونڈنا نہ پڑے (یعنی آپ اگر ہمارے پاس ہی ہو گئے) تو ہم خوش و خرم رہیں گے۔

اگرنا اذاً اقصیٰ تک الیلاً دجفی و تقطع منا السحرم

ہم جانتے ہیں کہ جب تم کو دور ملک (ہماری نگاہ سے) اچھا لینگے تو ہم پر جفا و ظلم ہوگا۔ اور تم کے نگاہ (ہمارے رشتہ داروں کے طرف سے) ہم پر سے قلعہ ہو جائیگی۔

پوچھا تو نے کیا کہا۔ کہا میں نے یہ جریر شاعر کا قول پڑا۔

فقی بالله لیس له شریک و من عند العلیفتر بالبحاح

اللہ پر بہرہ ور کہ۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ خلیفہ کے پاس سے بامراد آتا ہوں۔

کہا انشاء اللہ تمہارے بامراد ہی جائیگا۔ پھر مجھے ہزار دینار دے۔ اور یہ اکرام تمام نصحت کیا۔ میری کہتا ہے جب وہ بصرہ آیا۔ تو مجھ سے کہا۔ ابوالباس و کیا ہم نے جو اللہ کے واسطے تنویر دئے تھے۔ اس کا عوض اس نے ہزار کر دیا۔ میری کہتا بھی روایت بیان کرتا ہے۔ کہ ایک شخص مجھ سے سیلویہ کی کتاب مدت دراز تک پڑھتا رہا جب آخر تک پھینچ گیا تو مجھ سے کہا خدا آپ کو توجز اسے خیر دے (کہ آپ نے مجھے پڑایا) مگر میں تو اس کا ایک حرف بھی نہ سمجھا۔ ابو عثمان مازنی مذکور ۲۲۹ھ (۸۴۳ء) یا ۲۳۰ھ میں اور ایک قول میں ہے کہ ۲۳۱ھ میں بصرہ مرا ہے۔ رحمہ اللہ تھا۔

(۱) دیلمج و بیا کا معرب ہے اچھے حریر کو کہتے ہیں یہ قدیم زمانہ میں بادشاہوں کے پہنے کا کپڑا اور شاہی علامت میں تھا کشف النور میں ابو عبیدہ کے کتاب کا نام تو ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا کہ اس کا مضمون کیا تھا۔

(۲) وہ شخص ہے جس کی حفاظت کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو یہ مسلمان حکومت میں جب عیسائی یہودی صابی رہتے ہیں تو ان کو زنجی کہتے ہیں۔ دشمن جب مسلمانوں کے ملک پر آتے تو ایسے غیر مسلم کی وہ خود دشمن سے لڑ کر حفاظت کرتے ہیں ان کو لڑنے کے تکلیف نہیں دیتے اور اس حفاظت کے عوض دیون سے ایک محمول جزیرہ لیتے ہیں۔

(۳) عبد اللہ بن عمر الخرمی (متوطن عرج جو طائف کے پاس ایک مقام کا نام ہے) حضرت عثمان خلیفہ چہارم کا پوتا تھا میری کہتا

اس کے سوانح عمری اپنی کتاب ایتھولوجی کریٹیکل صفحہ ۴۵۴ میں سیمولی کے کتاب شرح شواہد النسخی سے لیکر دی ہے۔
(۴) چونکہ خلیفہ ایک بہت بڑے درجہ کا شخص تھا اور مازنی ایک غیر شخص اور ابھی تک اسکی بیعت بھی مسلم نہ ہوئی تھی۔ خلیفہ کو
اوس سے صیغہ غائب میں خطاب کرنا یا یہ کہو کہ الفاظ میں اپنے دربار سے اور معافی میں مازنی سے اس طرح خطاب کرنا ایک
فطری بات تھی۔

(۵) کر کے معنی چالاکی اور فریب کے ہیں۔ معزز مقامات پر ایسے الفاظ جس میں ایک قسم کا شبہ اور ذلت ہو استعمال کرنا سب
نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ مخاطب اون کو خلاف ادب تصور کرے یا وہ شکون کے خلاف سمجھی جائیں۔ اس لئے مازنی نے
اپنے قوم کی بول چال میں جواب نہیں دیا بلکہ مگر کہا۔

(۶) مازنی کے ویسے وحقیقت صحیح اور سچے ہے۔ سیکیز نزدیک جو لوگ خلیفہ کے دربار میں اس وقت موجود تھے وہ اس شعر کا
مطلب بھی نہ سمجھتے تھے۔ اگر وہ اسکا مطلب سمجھتے ہوتے تو اسقدر بحث کی اس پر ضرورت ہی نہ تھی اول و ہلہ میں وہ خود ہی اسکا
تفسیر کر سکتے تھے۔ مازنی کے طلب کرنا کی حاجت ہی نہ پڑتی۔

(۷) الاغشی کے سوانح عمری مٹروی ساسی نے اپنے کتاب کرسٹائیٹی کی جلد دوم صفحہ ۱۷۴ میں دی ہے۔

۱۱۶ ابو الفتح ملکین بن زیری بن مناد حمیری صُنہاجی^(۱)

بادیس کا دادا ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس کا نام یوسف بھی تھا۔ مگر ملکین کے نام سے بہت مشہور
تھا۔ یہی شخص ہے جسے معز بن منصور غیری جب کہ وہ دیار مصر کو گیا تھا تو افریقیہ پر اپنا خلیفہ کرایا تھا۔ یہ واقعہ روز
چهار شنبہ ۲۳ ذی الحجہ ۳۶۱ (اکتوبر ۹۷۲ء) کا ہے۔ خلیفہ کے اوس نے حکم دیا۔ کہ لوگ اوس کی اطاعت
کریں۔ اور اوس کی بات کو مانیں۔ پھر ملک اوس کے حوالہ کر دیا۔ اور تمام عمال اور خراج گیر اوس کے نام سے کام کرنے
لگے۔ معز نے چلتے وقت اوس سے بہت کچھ نصیحتیں کی تھیں۔ اور اوس کی تمیل کی نہایت تاکید کی تھی۔ پھر کہا اگر اون
تصلع کو حرمین نے اسوقت کی ہیں۔ تو بھول جاے تو ان تین باتوں کو ہرگز نہ بھولنا۔ ایک اہل بادیه سے خراج
نہ موقوف کرنا دوسرے بربر قوم کی گردن سے تلوار نہ اٹھانا۔ تیسرے اپنے بھائیوں اور بنی عم سے کسی کو والی
نہ کرنا۔ کیونکہ اون کا خیال ہے کہ تیری نسبت وہ اس رتبہ کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور شہر یون کے ساتھ بہلانی سے
پیش آنا۔ پھر وہاں سے چل دیا۔ اور وہ بھی وولع کر کے واپس ہو گیا۔ اور اپنی ولایت پر تصرف کر لیا۔ یہ شخص جرّیک
زندہ رہا۔ نہایت خوبی سے ملک داری کی مصالح دولت و رعیت کا خوب لحاظ پاس رکھتا تھا۔ آخر بروز شنبہ ۲۳ ذی الحجہ

سلسلہ آدمی (۴۹) کو ایک مقام میں جس کا نام وارکھان ہے اور جو افریقیہ کے حدود پر واقع ہے مرگیا بعض کہتے ہیں کہ اسے قریح کی شکایت ہوئی تھی۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہاتھ میں ایک پھوٹا لٹکا تھا۔ اسی سے انتقال ہوا ہے اوس کے پاس چار سو کترین تھیں۔ اور اولاد اوس کی کثرت سے ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ کہتے ہیں ایک دن میں ستر و یحون کے پیدا ہونے کا مژدہ اوسے سنایا گیا تھا۔

ملکین لغیم باسے موجدہ ولام و تشدیر کاف مکورہ ویاے تختانیہ دنون۔ زیری بکمر راسے معجہ و سکون یا یے تختانیہ و کمر راسے مہملہ ویاے تختانیہ اوسکا باقی نسب اور نسبت اور الفاظ کا ضبط صرفت میں اوس کے پرچوں امیر تعلیم کن المغربین بادیس کے بیان میں ذکر کریں گے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ وارکھان نفع واؤوالف وراسے مہملہ مفتوحہ وکاف ساکن ولام والف دنون۔

(۱) بلکین کو اکثر مصنفین و مؤلفین نے بلکین یا بلکین کہا ہے۔ مگر صحیح تلفظ اسکا یہی ہے جو ابن خلدون نے یہاں دیا ہے (۲) دیکھو تذکرہ ۱۰۵۔ (۳) دیکھو تذکرہ ۱۲۳

۱۱۷ بُورَان

حسن بن سہل کی بیٹی تھی جس کے باپ کا حال آئندہ آئینہ انشا اللہ تعالیٰ۔ کہتے ہیں اوس کا نام خدیجہ تھا اور بوران لقب تھا۔ مگر پہلی ہی بات زماہ مشہور ہے۔ مامون اس کے باپ کی بہت خاطر کرتا تھا۔ اسی لئے اس سے شادی کر لی تھی۔ باپ نے بیٹی کے کہنے سے بڑی خوشی کی تھی۔ اور ایسے ولیمہ لگواے اور خورشیاں کین کہ کسی زمانہ میں ایسی نہ ہوئی ہوگی۔ یہ شادی فم القلع میں ہوئی تھی۔ اور اس قدر خرچ کیا تھا کہ ہاشمیین سپہ سالاران (۴) کتاب اور معززین دربار پر شک کی گویاں نثار کی تھیں جس میں کاغذ کے پرچوں پر جاگیر دن۔ کثیر دن اور قسم قسم کے جانور دن وغیرہ کے نام لکھے ہوئے تھے جب گولی کسی کے ہاتھ میں پڑتی تو وہ اوسے کھولتا اور پرچہ کو پڑھتا پھر ایک وکیل کے پاس جاتا جو اسی غرض سے مقرر کیا گیا تھا۔ اور وہ پرچہ اوسے دیتا جو کچھ اوس میں لکھا ہوتا کوئی جاگیر ہوتی یا کوئی ملک ہوتی یا گھوڑا نوٹدی غلام وغیرہ کوئی چیز ہی کیون نہ ہوتی وہ وکیل اوس شخص کے حوالہ کر دیتا تھا پھر اس کے بعد باقی لوگوں پر دینار و درہم شک کے ناقہ وغیرہ کے بیضہ لٹاے۔ پھر مامون اور اوس کے سپہ سالار اور تمام اصحاب کو اوزیر تمام فوج شکر اور خدام و توانی کو جو بے شمار تھے۔ ہر قسم کا خرچ دیا یہاں تک کہ شترمانوں اور کرایہ کے اونٹ والوں ملاحق کو اوزیر جس قدر آدمی لشکر کے ساتھ تھے۔ ان سب کی ہر قسم کی خاطر داری کی

اللہ تعالیٰ کوئی ایسا شخص نہ تھا جس نے اپنے اور اپنے جانور کے لئے کوئی شئی مول لی ہو۔ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مامون حن کے یہاں انیس ہزار ہا۔ اس تمام وقت میں مامون اور اس کے تمام سہراہوں کے واسطے باج تاج شے اسی کے یہاں سے آتی تھی جن کے اس میں پانچ کروڑ درہم کل خرچ ہوئے تھے۔ مامون نے دوسرے وقت اسے ایک کروڑ درہم دئے۔ اور فرم الصلح جاگیر میں عنایت کیا اس پر حن نے دربار کیا۔ اور یہ سب مال خلیفہ کے سپہ سالاروں اصحاب اور لشکر کو تقسیم کر دیا۔ پھر طبری نے اس کے بعد لکھا ہے کہ مامون حن کے پاس ہر رمضان کو گیا۔ اور فرم الصلح سے ۲۳ سوال شدہ کو آیا۔

حمید بن محمد الحمید عید الفطر کے روز مرا تھا۔

طبری کے سوا اور ان نے بیان کیا ہے کہ حن نے مامون کے واسطے زریفت یورے کا فرش بچھایا تھا جب دولہ فرش پر بچھو نہا تو کثرت سے موتی اوس پر نثار کئے۔ مامون نے دیکھ کر کہا ابو نواس کو خدا فارت کرے اوس نے شراب کی صفت میں جس پر امتزج کے وقت جبابہ اٹھا کرتے ہیں۔ یہ ایسا شعر کہا ہے کہ گویا وہ ہمارے اس وقت کے حال کو خود اپنی آنہوں سے دیکھ رہا تھا۔

كَانَ صُغْرَى وَكِبْرَى مِنْ فَوَاقِعِهَا حَصْبَاءُ دُوسٍ عَلَى آفَافٍ مِنَ الذَّهَبِ

اوس میں کے چھوٹے اور بڑے جبابہ ایسے ہیں۔ جیسے سنہری زمین پر موتیوں کے کنکریاں پڑی ہوئی ہوں۔ یہاں مترفعین ابو نواس کے عبارت میں غلطی نکالتے ہیں۔ مگر یہ مقام اوس غلطی کے اظہار کا نہیں۔ اس کے بعد مامون نے حن کو فارس اور عطا و اموازی کی ایک سال کی آمدنی صاف کر دی۔ شعر اور خطبہ نے اس باب میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور نہایت ہی طول یا ہے۔ ان میں محمد بن حازم ابی ہلی کا قول نہایت ہی طرفہ فائدہ ہے۔

بَا سَلَكَ اللَّهُ الْحَسَنُ وَلَيْسَ وَرَانِ فِي الْحَسَنِ

اللہ تعالیٰ یہ دامادی رشتہ حن کو اور نیز بوران کو مبارک کرے

يَا أَبْنَاءَ هَارُونَ قَدْ خَفَرُ ت وَلَكِنْ بِمَنْتِ مَنْ

اے ابن ہارون تو نے مخ تو بانی لیکن کس کی بیٹی پر۔

جب کسی چغل خور نے یہ شعر مامون کے روبرو بھیجا کر چڑھ دیا۔ تو اوس نے (اس بات کو ٹال دیا اور) اللہ کی قسم کہا کہ کہا کہ معلوم نہیں شاعر کا ارادہ اس سے بہلائی کا ہے یا برائی کا۔ طبری نے یہ بھی کہا ہے کہ فرم الصلح میں آنے سے تین روز بعد مامون بوران کے پاس شب کو گیا جب اندر گیا تو بوران کی دادی نے دولہ دلہن پر ہزار سوتی نثار کئے جو ایک

طلابی صیغی میں رکھے ہوئے تھے۔ مامون نے اومین جمع کر کے بوران سے پوچھ کھتے من۔ کہا نہرار۔ مامون نے انہیں اس کی گود میں ڈاکر کہا یہ تیرا مہر ہے۔ اور اور کچھ مانگ جو تو چاہتی ہے۔ دواؤں نے کہا بیٹی خداوند سے بات کرو۔ دو گھنٹے سے صیغہ کرتا ہے۔ بوران نے کہا آپ ابراہیم بن المہدی کا قصور معاف فرمادیجئے۔ مامون نے کہا اچھا میں نے معاف کیا۔ اس۔ ابراہیم کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اسی شب کو انہوں نے ایک شمع غنیمت کی جس کا وزن ایک من پختہ تھا ایک طلابی طباق یا شمع دان میں جلائی تھی۔ مامون نے اسے پسند کیا۔ بلکہ کہا یہ سرفرازی کا سہمہ ظہیر کی کہ سواد دسہرست موزین نے کہا ہے جب زمین نے بوران کے پاس خلوت میں جانا چاہا۔ تو اس کے لوگوں نے سخت کرا دیا۔ کچھ عذر کیا۔ مامون نے نہ مانا جب وہ انی تو معلوم ہوا کہ حالتہ ہے۔ مامون نے اسے چھوڑ دیا جب صبح کو دربار کیا تو احمد بن یوسف اکاتب آیا۔ اور کہا امیر المومنین اس کام میں اللہ تعالیٰ آپ کو یمن و برکت عطا فرمائے۔ قوت و توانائی دے۔ اور میدان جنگ میں فتح و ظفر عنایت کرے اور سوقت مامون نے یہ شعر پڑھ کر سنائی۔

فارس من ماضی مجی بتہ صادق بالظعن فی الظلم

سواری کہ بحر بخودی رود۔ و بتاریکی شب با نیزہ بہدف می نشاند۔

سرامان یلای فریستہ فاققت من دم بدم

خزاست کہ صیدش را خون آلود کند لکن حیدش از خون آلودگی بوجہ خون حیض (رنگ گاری یافت

ان میں اوس کے جیض کی طرف اشارہ ہے۔ اور نہایت ہی عذر کہنایات سے ہے۔ ابو العباس جرجانی نے یہ حکایت کتاب الکئیات میں لکھی ہے۔ میں نے اسے ہوا ایک اور طرح پر بھی سنا ہے اسے اوپر لکھ چکا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ واقعات رمضان ۱۸۲۰ء کے ہیں۔ مامون کی سنگینی ۱۸۲۰ء میں ہوئی تھی جب مامون مراہے تو بوران اس کے پاس تھی۔ مامون کی تاریخ وفات روز پنجشنبہ ۱۰ رجب ۱۸۳۳ء (اگست ۱۸۳۳ء) ہے بوران اس کے بعد مدت تک زندہ رہی۔ بروز شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۸۳۴ء (دسمبر ۱۸۳۴ء) کو وفات پائی۔ غراؤ کی اتنی سال ہوئی کہ یونکو اس کی تاریخ ولادت شنبہ ۲ صفر ۱۹۲۰ء (دسمبر ۱۹۲۰ء) ہے بغداد میں اوس کا انتقال ہوا تھا۔ کہتے ہیں منصورہ جاح السلطان کے مقابل ایک قبیلہ دفن ہوئی تھی جراحہ بھی تک باقی ہے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔

ثم التفتی بفتح فاویم دکر صادق لایام ساکنہ وحلے مجملہ و جملہ کے کنارہ کے قریب ایک شہر ہے۔ یہ سمعانی نے بیان کیا ہے۔ اگر عمار کا تب خریدہ میں کہتا ہے کہ صلح ایک نہر کا نام ہے جو جملہ سے ملے۔ اسطے کے اوپر کوہتی ہے۔ پہلے اس کے کنارہ پر بہت شہر آباد تھے۔ مگر اوس نہر میں طغیانی ہوئی تھی وہ سب مقامات خراب و برباد ہو گئے ہیں۔ میرے

نزدیک سمعانی سے عداوت کا تپ اس ملک کے حالات سے زیادہ ماخوذ تھا۔ کیونکہ وہ خود مدت دراز تک واسطی میں بطور متولی دیوان کے رہا ہے۔ اس سے وہ بالکل حال خوب معلوم تھا۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۱۶۹

(۱۲) ولیم ہر خوشی کے کہنے کو کہتے ہیں۔ گزرتا کے لئے مشہور ہے اور کوئی خوشی کا کہنا نہ ہو تو اس کے طرف منسوب کر کے کہتے ہیں۔ جیسے ولیمہ انخان (ختمہ کا کہنا)

(۱۳) عباسی خاندان کے رشتہ داروں کو باشعری کہتے ہیں جو حضرت ہاشم بن عبدمنان رسول اللہ کے دادا کے نسل سے تھے۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۷

(۱۵) مرحوم شریعی چھ دانگا اور ایک دانگ و وقیرا کا ہوتا ہے۔ ۵۱۲ درہم کے ایک سیر چاندی ہوتی ہے۔ اور ایک سیر چاندی کے قیمت اچھل کے نرخ ۴۴ روپے سے شریعی ہوتی ہے اس واسطے پانچ روپے کے قیمت ۶۸۳۵۳ روپے ہوئے۔ یہ کوئی ایسی بڑی رقم نہیں ہے کہ جس کو اس قدر بڑی عظمت دیا جائے۔ لیکن جب ہم اس زمانہ کے ارزانی پر بھی نظر رکھیں تو یہ رقم اس قدر بڑی ہو جاتی ہے۔ کہ جس پر ایک حیرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی مترجم نے اس مقدار کو تقریباً دو گھڑی برابر بتایا ہے۔

(۱۶) ایک کروڑ درہم دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ یا ۲۷ لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے برابر ہوتے ہیں۔

(۱۷) عبید بن عبد الحمید کچھ شوال ۲۲۵ (۶۴۵ء) کو مراہے۔ موس کا رہنے والا اور مومن کا بڑا سپہ سالار تھا اور کئی فاطمہ

میں اس نے بڑی بہادری جو ان مردی اور استقلال سے کام لئے تھے ازاںجوم الزاہرہ

(۱۸) مطلب یہ ہے کہ فاطمہ ابونواس پر رحمت کرے۔ یہ بد دعا اکثر دعا کی معنی میں مستعمل ہوتی ہے۔

(۱۹) اس شعر میں ابونواس نے صفری دیکھ کر صیغہ ہائے مؤنث فعل التفضیل استعمال کئے ہیں۔ مگر ادوں پر نہ تو الف لام تکرار

ہے اور نہ او کو بھافت کے ساتھ ہی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ عربی نحوئیں کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ فواقع جمع فاقہ کے

ہے جس کے معنی لغت میں آفت و مصیبت کے کچھ ہوئے ہیں۔ لیکن یہاں جواب کے معنی میں مل رہا ہے۔ ایک جگہ اور

بھی اسی معنی میں اسی کتاب میں آیا ہے۔

(۲۰) خلیفہ مومن خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا ان اشار میں مضمون کو ایسے ادا کیا گیا ہے جس سے صاف یہ مطلب نہیں

کہا کہ شاعر کا مقصود اس سے مشاعرہ کی تعریف ہے یا حجاز اور طعن میر سے نزدیک زیادہ تر طعن پایا جاتا ہے جس سے

ماہرین نے ازراہ جبر و باری انماض کیا ہے۔

(۱۱۶) دیکھو تذکرہ ۸

(۱۱۲) مسٹر الدین نے اپنے انگریزی ترجمہ الف لیله میں اس فقرہ کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ توڑ کا لفظ جو ہماری عربی نسخہ میں خلکان میں لکھا ہوا ہے چہا پہ کی غلطی ہے۔ اصل میں تنور تھا جس کے معنی لالٹین کے ہیں۔ مگر قلمی نسخوں میں جس قدر کچھ لکھے ہیں سب جگہ یہ لفظ توڑ ہی دیا گیا ہے۔ کمال الدین کی تاریخ حلب میں بھی یہی لفظ لکھا ہوا ہے وہ لکھتا ہے۔ اربع شمعۃ اس غیر فی اربعہ اتوار من فستقہ دعنبر کے چار شمعین چاندی کے چار چریش و انون میں تہین) اگر تنور مانا جائے تو ضرور ہے کہ اتوار کے بجائے تناسیر اس کے جمع مانا پڑیگی مگر اس تناسیر کے جگہ کتابت کی غلطی، اتوار مانا پڑیگی حالانکہ کوئی کاتب تناسیر کے جگہ اتوار نہیں لکھے گا۔

(۱۱۳) احمد بن یوسف بن القاسم ایک مولیٰ کا بیٹا تھا شاہی دفاتر میں ایک معزز کاتب تھا۔ اپنی علمیت و انستہدیٰ اور سرکاری کاموں کی لیاقت کے باعث بڑا عزت وارتھا۔ احمد بن ابی خالد وزیر کے مرجانے کے بعد خلیفہ مامون نے حسن بن اسہل کی سفارش پر اسی کو وزیر مقرر کیا تھا۔ اس نے خلیفہ مامون کے عہد خلافت میں وفات پائی ہے۔

(۱۱۴) ابو الجباس احمد بن محمد بن احمد البحرانی ایک شافعی مذہب کا امام تھا۔ اوس نے فقہ ابو اسحاق الشیرازی سے پڑھی تھی لیکن کی وجہ سے اوسکی دوک تعلیم کرتے تھے۔ بصرہ کا قاضی ہو گیا تھا شہر میں شافعیہ کے شیوخ میں شمار ہوتا تھا۔ وہ محدث بھی تھا اور شاعر بھی۔ نظم و نثر دونوں لکھتا تھا۔ اوس کے کتابوں میں سے ایک کتاب کتاب الاثنی ہے جو بہت کم ملتی ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔ دوسری کتاب التجربہ جس میں سرکاری فیصلہ جات لکھے ہوئے ہیں۔ ایک اور کتاب المعایادہ دحیران کرنے والا بھی اسی کی ہے جس میں معون کو جمع کیا ہے۔ اوس نے ۸۸۲ھ (۱۴۷۷ء) میں وفات پائی ہے دیکھو طبقات الفقہاء اور طبقات الشافعی۔

(۱۱۵) دیکھو تذکرہ ۱۲ مگر اس کہانی کو مصنوعی یا ایک مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔

(۱۱۶) دیکھو تذکرہ ۱۰۰ نوٹ ۸

(۱۱۷) اصل عربی میں نواسہ ہے جو ناجیح کی جمع ہے اور اس کے معنی طرف اور کنارہ کے ہیں۔

(۱۱۸) ہر صوبہ میں جاگیرات کے انتظام محاصل کے وصول کرنے اور اون املاک کے درج رجسٹر کرنے کے لئے جو محصل و محلو کہنے کے قابل ہوتے تہین ایک سرکاری عہدہ دار رکھا کرتا تھا اوسے متولی یا متولی الدیوان کہتے تھے۔

۱۱۸ تاج الملوک ابو سعید بوری ملقب مجید الدین

ابوب بن شادی بن مروان کا بیٹا تھا جس کا نوکر اور پوچھتا ہے یہ سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھائی اور اپنے باپ کی اولاد میں سب سے چھوٹا تھا مگر بڑا صاحبِ فصیلت تھا اور اس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جس میں اچھے برے سب طرح کے اشعار ہیں لیکن ایسے آدمی کی نسبت بہت اچھے ہیں۔ اس کے دیوان سے میں نے یہ اشعار نقل کئے ہیں جنہیں اس نے اپنے ایک مملوک کے بیان میں کہے تھے۔ یہ مملوک اس کا مغرب کی طرف سے ایک اشہب گہڑے پر سوار آیا تھا۔

أَقْبَلَ مِنْ أَهْشَقُفٍّ سَاكِبًا مِنْ جَانِبِ الْغَرْبِ عَلَى أَشْهَبٍ

وہ شخص جس پر میں والہ و شیدا ہوں مغرب کی جانب سے ایک اشہب (سیدی مائل رنگ) کی گہڑے پر سوار آیا۔

فَقُلْتُ بَسْمًا فَكَ يَا ذَا الْعُلَا أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ

یہ دیکھتے ہی میں نے کہا اسے خدا سے برتر تو پاک ہے یہ آفتاب تو (جسے مشرق سے طلوع ہوا ہے)۔

کتاب الخریدہ میں عناد نے یہ شعر بھی اوس کے لکھے ہیں۔

يَا حَيَاتِي حَيِّفَ يَذْضَلِي وَمَعَانِي حَيِّفَ سَيَحْطُ

اے (پیارے) جب تو راضی ہو تا ہے تو میری حیات و زندگی کافی ہے اور جب نا راض ہو تا ہے تو میری موت ہے۔

أَهْ مِنْ وَرْدٍ عَلَى حَدِّ نَيْكٍ بِالسُّكِّ مُنْقَطِ

تیرے رخسارہ جن پر رشک دیدہ کے ستلمون کے نقطہ لگے ہوئے ہیں گلاب کے پھول کی طرح کیسے خوبصورت ہیں

بَيْنَ أَجْفَانِكَ سُلْطَانٌ عَلَى ضَعْفٍ مُسَلَّطٌ

تیرے ابروؤں کے درمیان ایک (جاووں کی سی) قوت ہے جو میری کمزوری و ضعف پر مسلط و غالب ہے۔

قَدْ قَصَصْتُ وَارِثَ بَرٍّ حَبْلِي السُّوْتِ وَأَفْطَ

میں نے میرے سوتال کی کوشش کی اگرچہ شوق و محبت نے مجھ کو تنگ کر دیا۔ اور حد سے بڑھ کر زور دکھایا۔

فَلَعَلَّ الدَّهْرَ يَوْمًا بِالتَّلَادِ مِنْكَ يَغْلُظُ

شاید زمانہ کسی دن غلی کرتے ہوئے تیری طرف سے (میری طرف) آجائے (اور میرا کام کر دے)

یہ بھی اوس نے اوس کے بیان کئے ہیں۔

أَيُّهَا لَيْلُ الشَّيْبِ بِقَلْبِهِ وَيَا سَاهِلَ سَيْفٍ أَحْكِي لِحْظَ غَضَبَا

اے تیرے اوٹھانے والے جو اوس کے قدم کے مانند سیدھا ہے اور اے تموار نگھانے والے جو کاٹنے میں اوس کے آنکھ کی طرح ہے۔

صَبَّحَ السَّحْحَ وَأَعْمِدُهُمَا سَلَّتْ فَتَبَا قَلَّتْ وَمَا خَاوَلَتْ طَعْمًا وَلَا حَوْبًا

اپنے تیر کو رکھ دے اور تلو اور کوجو نے نکالی ہے میان میں کرے کیونکہ کبھی کبھی تو قتل کر دیا کرتا ہے۔ حالانکہ نیرہ مارنے یا تلو اور چلانے کا تیرا ارادہ ہی نہیں ہوتا ہے۔

اسکے سوا اور بھی اشعار اس کے بیان کئے ہیں۔ اوس نے اچھے اچھے اور باتیں بھی کہی ہیں۔ بوری ذی الحجہ ۷۵۷ھ (۱۶۱۷ء) میں پیدا ہوا۔ اور طلب میں بروز پنجشنبہ ۲۳ صفر ۷۵۹ھ کرجون ۸۳۳ھ میں ایک زخم سے مر گیا اسکے بہائی صلاح الدین نے حلب کا محاصرہ کیا تھا۔ ۱۶ عمر میں مذکور کو اسی روز جس روز یہ وہاں پہنچا ہے۔ ایک برچھے کا زخم گھٹنے میں لگ گیا تھا عیاد الدین اصفہانی نے کتاب البرق الشامی میں لکھا ہے کہ صلاح الدین نے صلح کے بعد قبل اس سے کہ شہر میں داخل ہو عیاد الدین صاحب حلب کی اپنے خیمہ میں دعوت کی تھی۔ صلاح الدین دسترخوان پر بیٹھا ہی تھا عیاد الدین اوس کے برابر تھا۔ اور نہایت ہی خوشی کا منگامہ ہو رہا تھا۔ کہ یکایک حجب آیا۔ اور صلاح الدین کے کان میں اوس کے بہائی کے مرنے کی خبر دی۔ صلاح الدین کچھ چین چین نہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ اوسکے خفیہ طور پر پھینک دین۔ اور اخیر تک دعوت میں موجود رہا۔ ضیافت کا حق اچھی طرح ادا کر دیا۔ کہتے ہیں صلاح الدین اپنے بہائی تاج الملوک کے قتل کی وجہ سے کہا کرتا تھا کہ حلب ہم نے مفت نہیں لیا ہے۔

بوری بھم باے مومندہ و سکون و او و کسر راسے ہملہ و یا سے تختا نہ ترکی لفظ ہے اوسکے معنی عربی میں ذئب (دبیر) کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱) ویکو تذکرہ ۱۰۴

(۲) اصل میں فیہ الغث والسمین ہے جس کے معنی پتلا اور موٹا گوشت میں جو مویشی کے نہت کہا کرتے ہیں۔ میں نے اوسکے معنی اچھے برے کے لئے ہیں۔

(۳) عیاد الدین زنگی صاحب حلب نے پہلے تو کچھ مزاحمت کی تھی۔ مگر پھر خفیہ طور پر صلاح الدین سے معاہدہ کر کے حلب اوس کے حوالہ کر دیا تھا۔

حرف التا

۱۲۹ تاج الدولہ ابوسعید قمش بن الپ ارسلان بن داود بن میکیل بن سلجوق بن قاق

بلا شتر قیسہ شام کا حاکم تاجب دخیفہ مستقر فاطمی صاحب مصر کی طرف سے امیر الجیش بدر الجہانی نے شہر دمشق
 کا محاصرہ کیا تو اتسرن اذق بن خوامی نے جو اس وقت دمشق کا حاکم تھا تیش کے پاس کسی کو بھیجا اور اس سے مدد طلب
 کی۔ اس نے دو دینا منظر کیا۔ اور لشکر لیکر خود ذات خاص روانہ ہوا جب دمشق کے قریب پہنچا تو اتسرن اس کے استقبال کو
 نکلا تیش نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور اس کی تمام ملکات پر قابض ہو گیا یہ واقعہ ۱۱ بیع الآخر ۷۷۷ھ (اکتوبر ۱۲۷۸ء)
 کا ہے۔ اتسرن دمشق پر فی قعدہ ۷۷۸ھ (جون ۷۷۸ھ) میں قابض ہوا تھا۔ مگر میں نے ایک تاریخ میں دیکھا ہے کہ یہ معاملہ
 ۷۷۷ھ کا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر تاج الدولہ نے ۷۷۸ھ میں جیسا کہ اوپر آتی سفر کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے طلب کو بھی
 لے لیا۔ اور بلا شام پر مستولی و مسلط ہو گیا۔ لیکن اسکے بعد اس سے اور اس کے بھتیجے برکیاروق سے جس کا ذکر اوپر
 ہو چکا ہے جھگڑے اور کسی کسی بحث و مباحثہ شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ لڑائی کی نوبت پہنچی۔ تیش اس کے طرف
 گیا۔ شہر سے کے قریب بروز یکشنبہ ۱۷ صفر ۷۷۸ھ (فروری ۷۷۸ھ) میں صف آرائی ہوئی۔ تیش شکست کھا کر
 اسی روز میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس کی ولادت رمضان ۷۵۸ھ (اگست ۷۷۶ھ) میں ہوئی تھی۔ اس نے اپنے چچ
 فخر الملوک رضوان اور شمس الملوک ابو نصر دقاق دو بیٹے چھوڑے۔ رضوان تو ملک طلب پر مستقل ہو گیا۔ اور دقاق دمشق میں
 قابض رہا۔ رضوان سلج بخادی الاولی ۷۸۷ھ (نومبر ۷۸۷ھ) میں مر گیا۔ اسی کے نائبوں سے فرنگیوں نے ۷۹۲ھ میں
 انطاکیہ لیا تھا۔ دقاق ۱۸ رمضان ۷۹۹ھ (جون ۱۱۰۲ھ) کو مرا۔ اور ایک سجدین دفن ہوا۔ جو حکمران الفہادیں میں دمشق
 کے باہر بمذادی کے کنارہ واقع ہے۔ بہت مدت سے عیاں تھا۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسکی ماں نے انکو رکے خوشنوا
 میں اسے زہر دیا تھا جب یہ مر گیا تو اس کا آباؤ ابیہ الدین ابو منصور طغٹکین ملک کا مالک ہوا۔ اسکی ماں سے اس نے
 اس کے باپ کے ایام حیات میں ہی نکاح کر لیا تھا۔ اس کے باپ نے طغٹکین سے اپنی خبر و کناخ کرادیا تھا۔ وہ
 تیش کا آزا ذکر وہ غلام تھا۔ رحمہم اللہ تھا۔ اور جو ملک رضوان کی اولاد طلب کے باہر رہتی ہے وہ اسی رضوان کی
 اولاد ہے۔ یہ ظہیر الدین طغٹکین اپنی انیس عمر تک دمشق کا مالک رہا۔ بروز شنبہ ۸ صفر ۷۷۲ھ (فروری ۱۱۷۳ھ) کو وفات
 پائی۔ اسکے بعد اس کا بیٹا تاج الملوک ابو سعید بوری ملک کا مالک ہوا۔ اور بروز و شنبہ ۲۱ صفر ۷۷۲ھ (جون ۱۱۷۳ھ)
 کو باطنیہ فرقہ کے ایک شخص کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شمس الملوک اسمعیل حاکم ہوا۔ اور
 بروز چار شنبہ ۱۴ ربیع الآخر ۷۷۹ھ (فروری ۷۷۹ھ) کو اپنی ماں خاتون زمر و بنت جافلی کے ہاتھ سے مارا گیا۔
 جس نے اس کے بیٹے شہاب الدین ابو القاسم محمود بن محمدی کو تخت پر بٹھایا۔ یہ بھی چند روز دمشق میں حکومت کر کے شب
 جمعہ ۳۷ شوال ۷۷۹ھ (جون ۷۷۹ھ) کو مارا گیا اسے اسکے غلام التیش یوسف خدمتگار۔ و فراس خزانہ دار نے قتل

کیا تھا۔ صبح ہوئے ہی دوسرے روز اوسکا بہائی جمال الدین بوری بعلبک سے جہان کا وہ حاکم تھا آیا اور دمشق کا مالک ہو گیا۔
 بیچمی شب جمعہ ۸ شعبان ۵۳۴ھ (مارچ ۱۱۴۲ء) کو مر گیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا محیر الدین ابی بن محمد بن بوری بن طغٹکین
 مملکت دمشق کا مالک ہوا۔ ۱۱۴۹ھ یا ۱۱۵۴ھ (مین) نور الدین محمود بن زنگی نے اوس تاریخ جس کا ذکر لکھس کے تذکرہ
 میں آئندہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر گہرا۔ اور دمشق اوس سے لیکر اوسکے عوض میں حصہ اوسے دیدیا۔ یہاں چند
 مدت رکھ کر نور الدین کے حکم سے یہ پائس کو چلا گیا جو دیر سے فرات کے کنارہ ہے۔ ایک عرصہ تک یہاں قیام پذیر رہا۔ پھر
 بغداد میں جا رہا۔ یہاں امام مقتدی لامر اللہ نے اسکی بڑی خاطر داری کی۔ آئندہ مجھے نہیں معلوم وہ کب مراجعہ یہ دمشق میں
 (برسر حکومت تھا۔ اوسوقت ایک شخص معین الدین انزب بن عبد اللہ اسکے داوطلبین کا ایک غلام اس کا مختار کار تھا ایک
 شخص ہے جس کے نام سے اعمال دمشق کے بلا وغیرہ میں قصر معین الدین منسوب ہے۔ یہ معین الدین ۲۳ ربیع الآخر
 ۵۴۴ھ (اگست ۱۱۴۹ء) کی رات کو مر تھا۔ اسی کی بیٹی سے نور الدین محمود نے نکاح کیا تھا۔ اور اوسکے مرنے کے بعد
 سلطان صلاح الدین کے نکاح میں آئی تھی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ دمشق میں اس کا ایک مدسہ ہے۔ بعد میں مجیر الدین
 ابی کی وفات کی تاریخ بھی معلوم ہو گئی۔ اس کا میں نے نور الدین محمود کے حال میں جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انشاء اللہ
 تعالیٰ بیان کیا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔

(۱) بعض لوگ اسے تنس پڑھتے ہیں مگر غلط ہے۔

(۲) یہ نام اکثر نہیں ہے۔ اکثر ہے۔

(۳) دیجو آق مسقر حاجب کا تذکرہ ۹۹۔

(۴) یہ ایک غلطی ہے۔ انطاکیہ جنگ صلیبی والوں نے ۱۰۹۸ء میں لیا تھا۔

(۵) حاکم القہر بن احاطہ محافظین پلکان جکر اوس زمین کو کہتے ہیں جس کے گرد احاطہ کھنچا ہو۔ خلعا اور دیو جگر شاہان قسطنطنیہ
 کے یہاں اکثر چھتے پائے جلتے تھے اور انکو انسان کے مطلب کے موافق سگار کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔

(۶) سلطان صلاح الدین کے ایک بہائی کا بھی یہی لقب اور یہی نام تھا۔ دیجو اس سے اوپر کا تذکرہ ۱۱۸۔

(۷) باطنیہ اور اسماعیلیہ ایک ہی فرقہ ہے۔ اہل یورپ میں الحشیشہ کے نام سے وہ زیادہ مشہور ہیں۔

(۸) فراش کا کام ہے کہ اپنے آقا کے خیمہ نصب کرے۔ قالین وغیرہ پہاڑے۔ اور اثاثہ الہیت کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

۱۲۰ ام علی تقیہ بنت ابی الفرج غیث بن علی بن عبد السلام بن محمد بن

جعفر السُّلَمیُّ الارْمَازِیُّ الصُّوَرِیُّ

تاج الدین ابو الحسن علی بن فاضل بن سعد اللہ بن الحسن بن علی بن الحسین بن محسن بن ابراہیم بن موسیٰ بن محمد بن محمد بن صدوق بن صوریکی مان تھی۔ اور بڑی عالمہ فاضلہ تھی۔ قصائد اور مقاطع (دو چار شعر ذہنی چھوٹے چھوٹے نظمیں) اچھے کہتی تھی حافظ ابو الطاهر احمد بن محمد سنغی اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مدت تک سکندریہ میں رہی تھی۔ سنغی نے اپنے ایک تعلقہ میں اس کا ذکر کیا۔ اور بڑی تعریف کی ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے یہ قصہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے سکونت کے مکان میں ٹھوکر کہا کر گر پڑا۔ پیر کے تنوع میں چوٹ لگ گئی۔ ایک لڑکی نے مکان میں اپنے اوڑھنی کا کنارہ پہاڑا اور میرا پیر باندھ دیا۔ پھر تقیہ نے اسی وقت یہ اپنے شعر پڑھ کر سنائے۔

لَوْ وَجَدْتُ السَّيْلَ جَدَّتْ نَجْدِي عَوْضًا عَنْ خِمَارِ تِلْكَ الْوَلِيدَةِ

اگر مجھے کوئی راستہ ملتا تو اس لڑکی کے اوڑھنے کی عوض میں اپنے گال دیتے۔

كَيْفَ لِي أَنْ أَقْبَلَ الْيَوْمَ سَجَلًا سَكَتَ دَهْرُهَا الطَّرِيقَ الْحَمِيدَ

میں کج اس پاؤں کو چوم کر کیسے خوش ہوؤں گی جو اپنے تمام عمر ایسے طریق پر چلا ہے جو تعریف کے لائق ہے۔

اس مضمون کے بیان کرنے میں ہارون دین علی بن یحییٰ النخعی کا یہ قول اس کے نظر میں تھا۔

كَيْفَ نَالَ الْعَارَ مَنْ لَمْ يَزَلْ مِنْهُ مُقِيمًا فِي كُلِّ خَلْبٍ حَسِيمٍ

کیونکہ ٹھوکر کہا کر گرا وہ شخص جو ہمارے بڑے اہم معاملات میں ہمیشہ مستقیم اور راستہ باندھا ہے۔

أَوْ تَوَقَّى الْأَذَى إِلَى قَدَمِ كَرِيمٍ تَحْتِ الْأُتَى مَقَامِ كَرِيمٍ

اور کیسے ادویت اس قدم تک پہنچ سکتے ہیں جس نے مقام کریم (بزرگ اور عزت کی جگہ) کے سوا اور کسی طرف پاؤں ہی نہ بڑھایا ہو۔

اس کے سوا او مکتے اور بھی لپھے اچھے اشعار ہیں حافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ اس تقیہ نے ملک مظفر قلی الدین عمر سلطان صلاح الدین رحمہما اللہ تعالیٰ کے بھتیجے کی

مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔ یہ قصیدہ خمریہ (بجٹ شراب میں) تھا۔ مجلس (شراب) کے آلات اور شراب کے شعلہ

چیزوں کا اس میں وصف تھا جب ملک مظفر نے قصیدہ سنا تو کہنے لگا کہ اس بڑے بڑے کو یہ باتیں اپنے زمانہ طفولیت

سے یاد ہیں تقیہ نے سن کر کیا اور قصیدہ حرمیہ لکھا ہے۔ اور جنگ و پیکار کا اور اس کے تعلقات کا اس میں

د پہلے قصیدہ سے بھی) بہت اچھا بیان کیا۔ اور پھر ملک مظفر کے پاس پہنچ کر کہا ہر سچا کہ جیسے مجھے اوس کا علم ہے۔ سچا ہی اوس کا بھی علم ہے۔ مقصود اوس کا یہ تھا کہ جو الزام اوس کے چال و چلن پر ملک مظفر نے لگایا تھا۔ اوس سے برائت حاصل کرے۔ وہ صفر ۵۸۵ھ (اگست ۱۱۸۵ء) میں بمقام دمشق پیدا ہوئی۔ مگر حافظ سلفی کے قلم کا کہنا میں نے دیکھا ہے کہ محرم سنہ مذکور میں پیدا ہوئی ہے۔ اوائل شوال ۵۸۹ھ (جنوری ۱۱۸۷ء) میں وفات پائی۔ اوس کا باپ ابو الفرج مذکور آخر ۵۸۹ھ (جسے بعض نے کہا ہے صفر) میں مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ روایت میں ثقہ سمجھا جاتا ہے۔ تقیہ کا دا علی بن عبد السلام وقت چاشت روز یکشنبہ ۹ ربیع الآخر ۵۸۹ھ (اگست ۱۱۸۷ء) کو صور میں مرا۔ اس کا بیٹا ابو الحسن علی مذکورہ ۱۔ صفر ۶۰۴ھ (ستمبر ۱۲۰۲ء) کو بڑی عمر کا ہو کر سکندریہ میں مرا۔ وہ محل میں صور کے خاندان سے اور مصر کا رہنے والا تھا۔ بخوار علم قرأت میں بہت اچھا اور خطا میں بڑا خوشنویس اور جو کچھ لکھتا اوس سے صحیح لکھتا تھا۔ اوس کے باپ فاضل مذکور کی تاریخ ولادت شوال ۳۹۹ھ (ستمبر ۱۰۰۹ء) تھے دمشق میں پیدا ہوا تھا۔ یہ بات میں نے سلفی کے قلم کے کچھ ہوتے اور اوس سے نقل کی ہے۔ اور اوس کی وفات کی تاریخ ابتداء ربیع الاول ۶۰۸ھ (اکتوبر ۱۲۰۶ء) ہے۔ سکندریہ میں وفات پائی تھی۔ اوس کی کنیت ابو محمد تھی۔ تاریخ وفات میں نے اوس کے بیٹے ابو الحسن علی مذکور کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

آرمنازی، بفتح ہمزہ و سکون راء مہملہ و میم و نون و الف و زاء مجہد ارمنازی کی طرف منسوب ہے جو اعمال و مشقین ایک قریب ہے جسے بعض الفاظ کیہ کے اعمال میں بتایا ہے۔ مگر اول قول صحیح ہے۔ لیکن سمعانی کہتا ہے کہ وہ علاقہ حلب میں ہے۔ اور مجھ سے خود بھی ایک شخص جس نے ارمناز کو دیکھا ہے کہتا تھا کہ اوس کے اور اعزاز اعمال حلب کے درمیان جس سے ارمناز مغربی جانب کو ہے ایک میل سے بھی فاصلہ کم ہے۔

تصویری بضم صاد مہملہ و سکون واو و راء مہملہ شہر صور کی طرف منسوب ہے جو ساحل شام پر آباد ہے۔ اور الجبل الی فرنگ کے ہاتھ میں ہے۔ خذلم اللہ تعالیٰ ۵۸۵ھ (۱۱۸۵ء) میں اوس پر وہ سلطان بنے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اوس کی فتح آسان کرے

(۱) ایسے جلیل القدر اور عالم آدمی کے قلم سے جو یہ چند الفاظ کسے لڑکی کے نسبت نقل کئے تو اوس کی بہت بڑی عزت ہوگی۔ اس پر

وہ جس قدر فخر کرے سچا ہے۔ حافظ سلفی کے لئے دیکھو تذکرہ ۴۳۔

(۲) نزاکت اور نرمی رخسار شہر کا فرسودہ اور اعلیٰ درجہ کا مضمون ہے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۸۴ نوٹ ۱۱

(۴) فضلی ترجمہ۔ اپنے مکان کے صحن کے برابر۔

۱۸۶۹ء تک ابن خلکان کے مرنے سے سات برس بعد تک بھی مسلمانوں کا قبضہ نہ ہوا تھا۔

قرطبہ کا رہنے والا اگر مرسہ میں وطن اختیار کر لیا تھا۔ فن لغت میں امام تھا۔ اور اسکی روایت میں ثقہ مانا جاتا تھا۔ ویانہ وفد اور تورعین مشہور تھا۔ اسکی ایک کتاب لغت میں مشہور ہے۔ اختصار عبارت اور کثرت افادہ میں کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی۔ اسکا ایک قصہ مشہور ہے جس سے اسکی دیانت اور عظم معلوم ہوتا ہے۔ ابن افریقی نے بیان کیا ہے کہ امیر ابو الجیش مجاہد بن عبد اللہ عامری حید مرسہ پر قابض ہوا تو اس نے ابو غالب کے پاس جو وہاں رہا کرتا تھا ہزار دینار بکھریے۔ اپنے کتاب کے نام میں یہ الفاظ زیادہ کر دیے۔ ”یہ کتاب ابو غالب نے ابو الجیش مجاہد کے واسطے تالیف کی ہے۔“ ابو غالب نے وہ دینار واپس کر دیے۔ اور کہا کہ اگر تمام دنیا بھی تو مجھے وید سے تو ایسا کام میں کہی نہ کر دے گا۔ اور جھوٹا کروانہ رکھو گے۔ میں نے یہ کتاب خاص کر تیرے لئے نہیں بنائی ہے۔ علی العموم تمام مخلوق کے واسطے بنائی ہے مجھے اس رئیس کے علو ہمت اور اس عالم کی نزاکت نفس اور پاک باطنی پر تعجب آتا ہے۔ ابن حبان کہتا ہے کہ علم اللسان میں ابو غالب سب سے مقدم تھا۔ اور اسکی لغت دانی تمام اہل علم کے نزدیک مسلم مانی جاتی تھی۔ اسکی ایک اور کتاب لغت میں ہے جس کا نام اس نے تلخیص العین رکھا ہے۔ نہایت مفید کتاب ہے۔

مرہ میں ماہ جمادی الاول یا جمادی الآخر ۳۳۷ھ (۳۳۷ھ) میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لغت اس نے اپنے باپ سے اور ابو بکر الزمیدی سے پڑھا تھا۔ یتانی میر سے نزدیک تین دانجیر کی طرف منسوب ہے۔ یہ اسکی خرید و فروخت کرتا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۱۱) اس زمانہ میں لغت اس طرح کتابوں میں مدون نہ تھا۔ بلکہ لغت عرب سے مراد وہ زبان تھی جو بدوی عربوں کی زبان اسلام سے پیشتر یا ابتداء اسلام میں تھی۔ قبل اس سے کہ وہ علم والوں سے میل جول پیدا کریں۔ اور وہ

زبان جو اس زمانہ بنی عباس میں تھی قابل تمغیم نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے ضرور ہے کہ الفاظ کے معانی انہیں
محاورات کے موافق بیان کئے جاتے جو بدوی عربوں کے قدیمی زبان میں تھے۔ اس واسطے جو علم ہوتے وہ ان معانی
کے راوی ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ ابن خلکان کرتیانی کی بیان میں اس سے ثقہ بتلانے کی ضرورت پڑی ہے ثقہ
وہ شخص ہے جو اپنے روایت میں معتبر ہو۔ اور جو کچھ بیان کرے قابل اعتبار سمجھا جاوے۔

(۲۲) ابو الجحش مجاہد بن عبد اللہ العامری ہشام بن الحکم خلیفہ اندلس کے حاجب یا وزیر اعظم عبد الرحمن بن المنصور
کاموسی تھا۔ (۲۳) دشنام بن جزالہ ساردینہ وغیرہ پر چڑھ کر گیا تھا۔ جس کا حال کاندی نے لکھا ہے۔ واپسی کے
وقت بہت سے لڑائی اور جھگڑوں کے بعد دینیامر سیہ اور اسکے گرد و نواح کے شہر و دیہاتوں سے قبضہ کر لیا تھا۔ دینیامر میں جہان
کا کہ وہ والی تھا۔ (۲۴) میں وفات پائی وہ بہت بڑا مصنف مزاج اور لائق حاکم اور اہل علم کا بڑا قدردان
تھا۔ جسکی تعریف کی داستانیں اب تک مشہور ہیں اس سے قرطبہ میں لا کر دفن کیا تھا۔ ماخوذ از نئیات الملکین۔
(۲۵) رئیس غالباً اوس کا لقب ہو گا۔ اپنے زمانہ کا رئیس اللغزین اوس سے کہتے ہونگے۔

(۲۶) تلیق العین کے معنی ہیں باروئی چشم۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلیل بن احمد کے کتاب العین کا تمہ ہے یا اوکی شمس

۱۲۲ ابو علی تمیم المغرب المنصور بن القائم بن المہدی

کامیٹا تھا اوس کا باپ مصر اور مغرب کا حاکم تھا اور اوس نے قاہرہ معریتہ کو آباد کیا تھا جس کا ذکر حرف
میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اوس کے اہل بیت میں سے کچھ لوگوں کا حال تو ہم اور کچھ آئے ہیں۔ اور باقیوں
کا ہم آئندہ لکھینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ تمیم بڑا فاضل و شاعر اور بڑا لطیف و ظریف ماہر فن تھا۔ لیکن مملکت کا والی یہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کا بہائی عزیز
ولی ہو گیا باپ کے بعد وہ ہی حاکم ہوا تھا۔ اس عزیز کے بھی اشعار بہت اچھے ہوتے تھے۔ ابو منصور ثعالبی نے
یتیمہ میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے بہت مقایع نقل کئے ہیں۔ اس تمیم کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

مَا بَانَ عَدُوِّي فِيهِ حَتَّى عَذَمَا وَمَشَى الدَّبِي فِي خَدِّهِ خَتَمًا
میرا عداؤس کے (محبت کے) نسبت اوس وقت تک قابل پذیرا نہ ہوا۔ کہ اوس کے چہرہ کے گرد خط نہ نکل
آیا۔ اور اوس کے رخسار پر تاریکی نہ دوڑ گئی۔ اور جن و جنال اپنے کمال کو نہ پہنچ گیا۔

هَمَّتْ تَقْبَلُ عَنِّي قَرِيبٌ صَدِّقًا فَاسْتَسْلَفَ نَاطِرٌ عَلَيْهَا خَنْجَرًا

اوس کے کن پٹی کے کٹر دھون نے اوس کے بسون کا بوسہ لینا چاہا۔ لیکن اوس کے آنکھ نے اُس پر قفل کر نیک لے (خجرت کا)
 وَاللّٰهُ لَوْ اَنَّكَ لَا يَقَالُ تَفْخِيْرًا وَصَبَا وَاِنْ كَانَ النَّصَابِيُّ اَجْدَلًا
 واہذا اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے اوس کا (محبت میں) دماغ پھر گیا ہے۔ حالانکہ تصابی اور محبت سزاؤ

ترا اور اچھی چیز ہے۔

لَا عُدَّتْ تَفَاحُ الْخُدُّ وَدَبَقَتْهَا لَمَّا وَكَافُورًا التَّائِبُ عُنْدًا
 تو میں بوسہ لینے میں اوس کے سیون کو بفسر اور کافور سے (گورے) سینہ

کو غصہ سمجھتا۔

یہ بھی اوس کے ہیں۔

أَمَّا الَّذِي لَا يَمْلِكُ الْأَمْرَ غَيْرُهُ وَمَنْ هُوَ إِلَّا الْمَكْتُرُ اعْلَمُ
 یاد رکھئے قسم ہے اوس کے جس کے سوا کوئی کسی بات کا مالک نہیں اور اوس کے جو نہایت پوشیدہ ہیکہ کو بھی جانتا
 لَنْ كَانَ كَمَنْ الْمَصَائِبِ صَوْلًا لَأَعْلَاهَا عِنْدِي أَشَدُّ وَأَلَمُ
 اگرچہ مصائب کا پوشیدہ رکھتا بہت ہی تکلیف اور رنج دیتا ہے۔ تاہم اوس کا اظہار بھی میرے لئے اوس
 سے بڑا کرم تھا اور رنج دینے والا ہے۔

وَبِئْسَ كُلُّ صَائِبِكِ الْعَيُّونَ أَقْدَرُ وَإِنْ كُنْتُ مِنْهُ دَائِمًا تَبَسُّمُ
 مجھ پر وہ سب رنج ہیں۔ جن کا قلیل حصہ بھی آنکھوں سے آنسو نکلا دیتا ہے۔ حالانکہ میں اوس کے خاطر
 ہمیشہ متبسم اور خندان رہتا ہوں۔

صاحبِ قلم نے یہ بھی اوس کے شعر کہے ہیں۔

وَمَا أَمْرٌ خَشَفَ ظِلُّ يَوْمًا وَلَيْتَ بِلِقَاطِهِ يَدَ بِلِقَاطِهِ يَدَ بِلِقَاطِهِ يَدَ
 نئے سے ہرن کے بچے کی مان جو دن رات بے آب و گیاہ بیابان میں تشنہ و پیاسی رہی ہو۔
 بَلَى قَهِيمٌ فَلَا تَدْرِي إِلَى أَيْنَ تَكُنِّي صَوْلَةٌ حَيْرَتِي قُبُوبُ الْفَلَاقِ يَا بَلَى
 جو بھٹکتے پھرتے ہو اور نہ جانتے ہو کہ کہاں تک اوسے جانا پڑے گا۔ سرگشتہ و حیران بیابانوں میں چلے جاتے ہو۔

أَخْرَجَهَا حَرُّ الْهَيْبَةِ لَمْ تَجِدْ لَعَلَّهَا مِنْ بَارِدِ الْمَاءِ شَاكِفًا
 دوپہر کے گرمی نے اوسے صرغہ چھوٹی یا ہو۔ اور اوس نے اپنے پیاس بجھانے کے لئے ٹہنڈے پانی

کام ایک قطرہ بھی نہ پایا ہو۔
فَلَمَّا دَفَنْتُ مِنْ حُسْنِهَا الْعُطْفَتْ لَهْ
فَالْفَتْهُ صُلُوفُ الْجَوَانِحِ طَائِفَاتُ

پھر جب وہ اپنے بچے کے قریب آئے۔ اور محبت سے اوس پر جبکہ تو اوس سے سوختہ پہلو اور ہوکاٹ پایا ہو۔

بَاوُجَحٍ مِّنِّي يَوْمَ شَدَّتْ حُمُولُهُمْ
وَنَادَى صَادِي أُمِّي أَنْ تَلَا قِيَا

اُمی رنجور اور درد و دکھ میں مبتلا نہ ہو جس قدر میں د اپنے محبوب کی جدائی سے اوس دن ہو جب کہ اوس کے
اوپر کچا وہ کیس لگے۔ اور جس کے صنادی نے ندا کے کہ اب تیرے کہیں ملاقات نہ ہوگی۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ شعر بھی اوسی کا ہے۔

وَلَمَّا كَمُلَ الدَّهْرُ مِنْ اعْطَاءِ
فَلَمَّا أَمَلَا لَتَهُ مِنَ الْحَرْمَانِ

جس طرح روزگار ناہنجار اوس کے (دکرت) عطا سے ملول ہوتا ہے۔ اسی طرح اوس (دمدوح) کو اوس وقت
ملال ہوتا ہے جب کہ وہ کسی کو مجبوراً محروم کرتا ہے۔

اس کے اشعار سب اچھے ہوتے تھے۔ مصرعین وہ ذی قعدہ ۸۵۵ھ اپریل ۱۴۵۵ء میں مراہے رحمہ اللہ
تعلے۔ یہ صاحب الذوق المفقط کا قول ہے۔ مگر اکتفی نے اتنا اپنی تاریخ میں اور زیادہ کیا ہے۔ کہ وہ بروثر شہید

بوقت زوال ۱۳ ماہ مذکور کو مراہے۔ اور اوس کا بہائی عزیز تر ابن المغز اوس کے بستان میں نماز جنازہ میں موجود
تھا۔ قاضی محمد بن النعمان نے غسل دیکر ساٹھ کپڑوں کا کفن پہنایا۔ اور بستان سے مغرب کے وقت باہر لا کر قبر
میں نماز پڑھائی۔ قصر میں لیا کر اوس حجرہ میں اوسے دفن کر دیا۔ جہان اوس کے باپ مغز کے قبر تھی۔ محمد بن عبد الملک
ہمدانی نے اپنی کتاب المعارف المتآخرہ میں بیان کیا ہے۔ کہ وہ ۸۵۵ھ میں مراہے۔ واللہ اعلم۔ اور ان دونوں
کے سوا اور دن نے کہا ہے کہ ۸۳۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۶۹۸

(۲) مسلمانوں میں ابتداء اسلام سے جب سے کہ پردہ کا قاعدہ جاری ہوا ہے عورتوں کی نیت اشعار میں ذکر کرنا
معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس واسطے اشعار میں شعرا کے مخاطب نوع مراد کے ہوتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچ
گئی ہے کہ معشوق میں توخیر لڑکونکے ہے صفات استعمال کئے جاتے ہیں اس لئے یہاں عذار کا ذکر کیا گیا ہے علاوہ برین ان اشعار
سے اسلام میں اہل تصوف دوسرا کام لیتے ہیں وہ ان کے پڑھنے اور سننے سے وہ جوش پیدا کرتے ہیں جو صفائی
قلب کا ایک بہت بڑا آگہ ہے۔ اس واسطے الفاظ ظاہر میں کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ان کا مقصد اس معشوق سے معشوق

حقیقی ہوتا ہے۔ یہاں تذکیر و نثیت سب مفقود ہے

(۳) یعنی کاکھون نے۔ دیباچہ دیکھو۔

(۴) بنفشہ اور عذار کی مشابہت کے لئے دیباچہ دیکھو۔ عربی شعر کے نزدیک کافور سپیدی اور گرسے پن کے۔ اور شکر سیاحی کی علامت ہے۔ اور عنبر خوشبو اور سپیدی کے لئے مشہور ہے۔

عاجت اور کسی مصیبت سے۔ مگر مجبور کی حرمت و عزت نے اس کے چھپانے پر اسے مجبور کر دیا ہے۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۶۸ نوٹ ۳۔

(۶) ابو عبد الرحمن محمد بن عبد اللہ اصفہانی ایک کتاب موسوم تاریخ المغارِب کا مصنف ہے (ماخوذ از حشۃ الاسماء اللہ ہی) یہ کتاب ۳۸۵ھ میں تھلا از تاریخ الحکماء للزوزنی ثابت بن قرہ کے تذکرہ میں من نے ایک نوٹ لکھا ہے اس سے زوزنی کا حال دیا ہے۔ (دیکھو تذکرہ ۱۲۵ نوٹ ۷)

(۷) محمد بن النعمان قیروان بن ۳۵۷ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے ساتھ مصر کو آیا تھا۔ بیان عزیز نے ۳۵۷ھ میں اسے قاضی مقرر کیا تھا۔ اس سے قبل یہاں اس کا بہائی علی بن النعمان قاضی تھا۔ بیاسی سال مرا تھا۔ قاضی محمد نے ۳۸۹ھ میں وفات پائی۔ اس کے تقرر کے وقت جرمومات ادا کئے گئے اور ان کا بیان اس طرح کیا گیا ہے جب عزیز کے پاس سے ایک عبا اور ایک ثوبار اس کے واسطے آگئی تو یہ اپنے مکان سے شہر کو گیا۔ چنانچہ وہ عبا رہا۔ ایک خچر پر ایک سایہ دار کرسی رکھی گئی۔ اور اس میں اسے سوار کیا گیا۔ جب وہ جامع مسجد میں پہنچا۔ تو اس میں اس قدر طاق تھی جو مجلس میں بیٹھ سکے۔ اس لئے وہ اپنے بیٹے عبدالعزیز اور برادر زادوں اور شہرہ کو اسے رسومات کے لئے بھیج کر کان کو چلا گیا۔ اور لوگوں کی موجودگی میں بعد نماز جمعہ اس کے تقرر کا شاہی فرمان پڑھا گیا۔ اور اس کے ذریعہ سے سکندریہ مکہ مدینہ اور ملک شام کا قاضی مقرر ہو گیا۔ اسے مسجد میں نماز پڑھانے کا حق دیا گیا تھا۔ جو صوبہ نئے والیوں اور وزیر و نواح تھا۔ دارالضرب کا حاکم بھی وہی تھا۔ اور ان والیال کی نگرانی بھی اسی کے سپرد تھی جو پہلے عقب کے خدین ہوا کرتے تھیں۔ اس فرمان میں اس کے باپ اور بہائی کے بھی تعریف کی گئی تھی۔ (ماخوذ از تاریخ قصا مصر لایں حجر)

(۹) دیکھو تذکرہ ۲۴ نوٹ ۹۔

(۱۰) حاجی خلیفہ کے بیان کے مطابق ابن عبد الملک بغدادی ۵۲۱ھ (۱۱۲۷ء) میں مرا ہے۔

۱۲۳ ابوبکری تمیم بن المعتمر حمیری صنب جی

کما نسب عمادہ نے خریدہ میں اس طرح لکھا ہے۔ ابو یحییٰ تمیم بن المعز بن بادل بن المنصور بن یحییٰ بن زبیری بن مناد بن
منقوش بن زمارک بن زید الاصغر بن فاضل بن زعفران بن سہری بن وثلج بن شکیان بن الحارث بن عدی الاصغر المنقشی۔
دھیرما دیو سے (ابن المنصور بن یحییٰ بن مالک بن زید بن العوف الاصغر بن سعد جس کا نام عبد اللہ تھا) بن عوف بن عدی
بن مالک بن زید بن سعد بن زورع (جس کو حمیر بن اصغر بھی کہتے ہیں) بن سبا الاصغر بن کعب بن زید بن سہل بن عمرو بن
قیس بن معاویہ بن جثم بن عبد شمس بن دائل بن العوف بن جیدان بن قطن بن عوف بن عرب بن زبیر بن ائین بن التیسع
بن عمرو بن حمیر (جسے سہیل بھی کہتے ہیں) بن سبا الاکبر بن یثیب بن یثرب بن فحطان بن عابر علی حمیر جس کا نام ہو علیہ السلام
ہے) بن شالح (صلح) بن اوشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ یہ تمیم اپنے باپ معز کے بعد افریقیہ اور اس کے گرد نواح کا
مالک ہو گیا تھا۔ سیرت کا نیک اور اس کے کام قابل تعریف تھے۔ اہل علم کا دوست اور ارباب فضائل کا بڑا قدودان تھا۔ ابن السراج
صدیری وغیرہ سے شہرہ فہرہ در سے اوس کے پاس آکر جمع ہو گئے تھے۔ سب سے اول افریقیہ میں اوس کا دادا منقشی
بن المنصور گیا تھا۔ ابو علی الحسن بن ریش قیرانی نے اوسکی مدح میں بہت کچھ لکھا ہے چنانچہ وہ کہنا ہے۔

أَجْعُ وَأَعْلَى مَا سَبَقْنَا فِي الْعَدَى مِنْ الْخَيْرِ أَمَّا تَوْسِي مُنْذُ حَدِيثِ

سب سے زیادہ صحیح اور اعلیٰ درجہ کے بخشش کے چیز جو قدیم زمانہ سے پہلے آرہے ہیں وہ وہ۔

أَحَادِيثُ تَوْسِي السُّيُولُ عَنِ الْحَيَا عَنْ الْحَجْرِ عَنْ كَثِ الْأَمِيرِ تَمِيمِ

حدیثیں ہیں کہ بن کے روایت سیلاب باران سے اور باران بحر سے اور بحر امیر تمیم کے ہاتھ سے بیان کرتا ہے۔
امیر تمیم بھی اچھے اشعار کہتا تھا چنانچہ وہ کہتا ہے۔

أَنْ نَظَرْتُ مُعَلَّتِي لِمَقْلَتِهَا تَعْلَمُ مِمَّا أَسِيدُ نَجْوَا

اگر میری آنکھ اوسکے آنکھ کو دیکھ لے تو وہ جان جاتی ہے کہ میرا کس سے راز (دنیاز) کے ملاقات کا ارادہ ہے۔

كَأَنَّهَا فِي الْفَوَادِ نَظَرَةٌ تَكْشِفُ أَسْرَارَهُ وَفُحْوَاهُ

گویا اوسکے نظروں کے اندر دیکھ لیتی ہے۔ اور اوسکے اسرار و اشارات اور سیر نکشف ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی اوسی کہتے ہیں۔

مَسَلِ الْمَطْلُ الَّذِي عَمَّ أَرْضَكُمْ أَجَاءَ مَقْدَرِ الَّذِي فَاضَ مِنْ دُمْنِي

اوس کثرت باران سے پوچھیے جو تمہاری تمام ملک میں پھیلا ہے کہ اوسی قدر (کثرت سے) آیا ہے جس قدر کہ میرے
آنسوؤں سے بہا ہے۔

اِذَا كُنْتَ مَطْبُوعًا عَلَى الصَّدْرِ وَالْجَفَا
فَنَافِلُ ابْنِ صَبْرٍ فَاجْعَلْهُ طَبْعِي

اگر تیری طبیعت (اپنے عاشق سے) منہ پیر لینا ہے اور اس پر جفا کرنا ہوتی ہے تو چاہئے کہ میں بھی صبر کرنا اپنی طبیعت کروں۔ مگر میرے پاس وہ ہے کہان۔

یہ بھی اسی کے ہیں۔

وَخَمْرٌ قَدْ شَرِبْتُ عَلَى وَجْهِهِ
اِذَا وَصَفْتُ تَجَلُّ عَنِ الْقِيَّاسِ

بارہا میں نے (پری) چہرہ دے کے (حسن و جمال) سے شراب پی ہے کہ جب تک دیکھو بھرتی کے اگر صفت کیجائے تو قیاس سے بڑھ جاتی ہے۔

حَدُّ وَدَّ مَثَلُ وَدِّ فِي شُغُوبِ
كُدِّ مَثَلُ شُعُوبٍ مَثَلُ السِّبْ

(داونکے) رخسارہ مثل گلاب کے (نگاہ کے) (داون کے) (دانتوں میں) (دسپیدی) مثل موتی کے اور بالوں میں (دسپیدی) اس کے ہے۔

کتاب ایل میں عماد کا تب نے اس کا ذکر کیا اور یہ شعر اس کے لکھے ہیں۔

فَكَرْتُ فِي نَارِ الْجَحِيمِ وَحَرِّهَا
يَا وَيْلَتَا هُوَ لَاتَ حِينَ مَنَاصِ

میں نے آتش و دوزخ اور اس کے (شدت) حرارت کا (اور دوزخوں کے پکا کا) خیال کیا۔ کہ افسوس ہم پر مخلصی کا وقت ہی نہیں رہا۔

فَدَعَوْتُ مَبْنَى ابْنِ خَيْرٍ وَسَيَلْتِي
يَوْمَ الْمَعَادِ شَهَادَةَ الْإِخْلَاصِ

تو اپنے پروردگار سے دعا کے کیونکہ یوم معاد میں اوسکے نزول رحمت لکھنے میرا سب سے بہتر وسیلہ اخلاص کی شہادت ہے اوسکے اشار اور نیز اوسکے فضائل و خوبیاں بہت کثرت سے ہیں۔ وہ جب بخش کرتا تو بڑے بڑے انعام عطا دیا کرتا تھا۔ اوسکے عہد حکومت میں مہدی محمد بن قورث جس کا ذکر آئندہ آئیگا انشاء اللہ تاملے۔ بلاد مشرق سے واپسی کے وقت افریقیہ میں ہو کر گزرا تھا۔ اور جن لوگوں کو اس نے دیکھا کہ سنن شریعت پر نہیں چلتے انہیں ناپسند کیا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ مکرش پر گیا اور جو واقعات کہ وہاں گذرے وہ مشہور ہیں۔

یہ امیر محمد بروز و شنبہ ۱۳۔ رجب ۳۲۲ھ (جولائی ۱۳۱۸ء) کو بلاد افریقیہ کے شہر منصورہ میں جسے مشہور بھی کہتے ہیں پیدا ہوا تھا۔ اور باپ نے ہمدیہ کی ولایت او سے صفر ۳۲۲ھ میں سپرد کی تھی۔ پھر جب اس کا باپ ۴۰۔ شعبان ۳۲۵ھ (اگست ۱۳۱۸ء) میں مر گیا۔ جیسا کہ آئندہ اس کے بیان میں آئیگا انشاء اللہ تاملے تو یہی کل ملک کا مالک ہو گیا۔

اور اخیر عمر تک برابر بادشاہی کرتا رہا شب شب نصف چوب ششم دفروری سنہ ۱۱۱۰ھ کو وفات پائی۔ پہلے اپنے ہی قصر میں مدفون ہوا مگر بعد میں منشی شہر کے قصر السید میں لجا کر دفن کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جس کے توارس نے کوئی سو سے اوپر بیٹے اور ساٹھ بیٹیاں چھوڑی تھیں جیسا کہ اوس کے پوتے ابو محمد عبدالعزیز بن شہزاد بن الامیر نسیم نے کتاب اخبار القیروان میں لکھا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے آبا و اجداد کے نام تو حرم اور ضبط کر آئے ہیں یا وہ باقی طول کے سبب سے چھوڑ دئے ہیں۔ میں نے اپنے قلم سے ان ناموں کو ٹھیک ٹھیک لکھ دیا ہے جس کو صحیح نقل کرنا میرے لکھنے کو بیکھر نقل کرے میں نے انہیں بڑے بڑے فضلاء کے خط سے نقل کیا ہے۔ صہبائی کا بیان اوپر ہم لکھا ہے میں منشی کا ذکر حرف ہا میں نوٹھیری کے بیان میں آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) یہ نسب نامہ ابن خلکان کے خاص دستخطی نسخہ سے لیا گیا ہے۔ اور عثمان الدین نے خریدہ میں جو دیا ہے اس سے بھی مقابلہ کر لیا گیا ہے اور نویری نے خاندان زہری کے جو تاریخ لکھی ہے اوس سے بھی نکالیا ہے۔ نویری کہتا ہے کہ میں نے یہ نسب نامہ الجمع والیان فی تاریخ المغرب والقیروان مصنفہ نسیم بن المعز بن بادیس سے لیا ہے جس کا نام عزالدین ابو محمد عبدالعزیز بن شہزاد تھا بچے اس نسب نامہ کے بھڑے ہونے کا شبہ ہوتا ہے یہ زہری سلاطین کے خوشامدین بنایا گیا ہے۔ جو قدرتی طور پر عربی نسل سے ہونا پسند کرتے تھے۔ اس میں بہت سے نام تو بربری زبان کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس سے اس کا ثبوت پایا جاتا ہے کہ قبیلہ صہباجین اوسوقت عربی زبان عام نہ تھی۔ ایسے نسب نامہ اور بہت مشہور ہیں جو اپنے آپ کو حمیری شجرہ اور خطان کے نسل سے بتاتے ہیں۔ لیکن ایسے کوئی فہرستیں نہیں ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہوں۔ مگر یہ عجیب نسب نامہ ہے جو قبیلہ صہباجہ کا برابر حمیر تک مسلسل چلا گیا ہے۔ اور اگر یقیناً ثابت ہو جائے تو شمالی افریقیہ کے تاریخ میں ایک عظیم الشان چیز ہوگی۔ اس امر کو واقعی بہت سے مورخین نے تسلیم کیا ہے۔ لیکن صرف اس بنا پر کہ شجرہ نسب ناموں میں صہباجہ کا عربی نسل ہونا پایا جاتا ہے میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

(۲) قلمی نسخوں میں ان ناموں کے حروف پر نقطہ لگانے میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ زناک کو زیاک و اشغال کو اشفاک و غشی کو غشی و غشی کو غشی و غشی کو غشی۔

(۳) یا وائل۔

(۴) یہ شاید حدان ہو

(۵) خریدہ میں قطن ہے۔

(۶) فارس میں شجیب ہے۔

(۷۰) ابن شداد مورخ دیکھو نوٹ ۱ کہتا ہے کہ اوسکے خاندان میں سے شعی بن مسور ب سے اول شخص ہے جو مغرب اوس وقت چلا گیا تھا جب کہ اہل حبش نے ملک میں نئی حمیر سے لے لیا تھا۔ ایک عارف نے اوس سے پیشین گوئی کی تھی کہ تمہاری نسل میں سے ایک شخص کو وہاں کی بادشاہی ملیگی۔

(۷۱) شعرے عرب سخاوت کو سیل یا بحر سے مشابہت دیا کرتے ہیں اور اکثر اوسے رطوبت کی علامت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی واسطے یہ شاعر سیل کے پانی کو معدوح کے ہاتھ سے نکلا ہوا پاتا ہے۔ اور پھر سندرت بارش کی طرقت اور بارش سے سیل کی طرف آیا ہوا ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے یہ رطوبت یا سخاوت ایک قدیمی حدیث کے مشابہ ہوئے چونکہ بعد نسل چلے آتی ہو۔

(۷۲) شعرے عرب سیاہی میں اکثر بالوں کو اس سے مشابہت دیا کرتے ہیں۔ اور اس سے استعارہ اکثر بال مراد ہوتے ہیں

(۷۳) یہ سورہ جس کے تیسرے آیت کا ایک جزو ہے۔

(۷۴) دیکھو تذکرہ ۱۰۵ نوٹ ۲۔

(۷۵) دیکھو تذکرہ ۱۰۱ نوٹ ۱۱۔

(۷۶) دیکھو نوٹ ۱۵۔

(۷۷) ۱۱۴۷ سنہ تا قون نے اعراب اور اوسے ہیں۔

(۷۸) دیکھو تذکرہ ۴۹۔

۱۲۴ ملک معظم شمس الدولہ توران شاہ بن ایوب بن شادی بن مروان

ملقب فخر الدین

کے باپ اور اس کے بہائی تاج الملک کا ذکر اوپر کر آئے ہیں۔ یہ سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ کا بہائی اور عمر میں اوس سے بڑا تھا۔ سلطان اسکی بہت تعریف کرتا اور اپنے اوپر اوسے ترجیح دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سلطان کو خیر پوچھی کہ عبد البہی بن مہدی نام ایک شخص میں ایسا پیدا ہوا ہے جو کہتا ہے کہ میری بادشاہی تمام دنیا میں پھیل جائیگی۔ اور میں کا بڑا حصہ اوس کے قبضہ میں آگیا ہے۔ قلعہ کا مالک ہو گیا ہے۔ اور خطبہ اپنے نام کا پڑھ رہا ہے جب سلطان کی حکومت اوس وقت خوب مضبوط ہو چکی۔ اور لشکر قوی ہو گیا تو اوس نے اپنے بہائی شمس الدولہ کو اچھا لشکر دیا اور دیار مہر سے جب شمس الدین میں کی طرف روانہ کیا۔ شمس الدولہ وہاں پہنچا خدا تعالیٰ اوسے فتح عطا فرمائی۔ میں کا خارجی مارا گیا۔

یہ اس کے بڑے حصہ کا مالک ہو گیا۔ اور خلق کثیر کو اپنے داد و دوش سے مال مال کر دیا۔ وہ دل کا کریم تھا۔ احسان سے خوش ہوتا تھا۔ یہ بہرین سے لوٹ کر آیا تو سلطان اس وقت حلب پر محاصرہ کئے پڑا تھا۔ یہ دمشق میں ذی الحجہ ۷۸۵ھ میں پہنچا۔ جب سلطان محاصرہ سے واپس ہو کر دیا مصر کو جانے لگا تو اسے دمشق کا حاکم مقرر کر دیا کچھ مدت وہاں رہ کر پھر یہ بھی مصر چلا آیا۔ ابن شداد نے سیرت صلاح الدین میں ذکر کیا ہے کہ اس نے بروز پنجشنبہ غرہ صفر کو اور اسی سیرت میں دوسری جگہ پر ہے کہ ۷۸۵ھ (جون ۱۱۸۸ء) کو سکندریہ میں وفات پائی۔ پھر اس کی علاقائی بہن ست الشام بنت ایوب اسے دمشق کو لے گئی۔ اور جو بدرہ کہ اس نے شہر کے باہر بنایا تھا اس میں یہاں کو دفن کر دیا۔ وہاں اس کی قبر ہے۔ اور ست الشام کی اور اس کے بیٹے حام الدین عمر بن لاجین اور نیز اس کے شوہر ناصر الدین ابو عبد اللہ محمد بن اسد الدین شیر کوہ صاحب حص کی بھی وہیں قبر تھی۔ لاجین کے بعد اس نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ جمعین۔ اس حام الدین کی وفات شب جمعہ ۱۹ رمضان ۷۸۵ھ (اکتوبر ۱۱۹۱ء) کو ہوئی تھی یہی حام الدین بشل الدولہ کا نور بن عبد اللہ الحسامی خادم کا آقا ہے جس نے مدرسہ و خانقاہ شیعہ دمشق کے باکھڑہ قاسیون کے راستہ پر بنائی ہے یہ دونوں چیزیں وہاں بہت مشہور ہیں بشل الدولہ نے کثرت سے اوقاف جاری کئے اور خیراتی کاموں پر توجہ کے جو دنیا دین تمام مخلوق کے لئے اور دین میں (خود اس کے اور تمام مسلمانوں کے واسطے) نافع و مفید ہیں۔ اس کی وفات رجب ۷۸۳ھ (جولائی ۱۲۲۶ء) میں ہوئی تھی اور اپنی قبر میں جو مدرسہ کے برابر ہے مدفون ہوا تھا۔ ناصر الدین محمد بن شیر کوہ کا ذکر حرف نشین میں اس کے باپ کے بیان میں آئیگا۔ انشا اللہ تعالیٰ ست الشام (سیدہ شام) مذکورہ ۱۶ ذی قعدہ ۷۸۵ھ (جنوری ۱۲۸۲ء) کو مری ہے۔

جب یہ بیان میں لکھ چکا تو مجھے ایک فاضل کے ہاتھ کا لکھا ہوا جو اس فن سے خوب واقف تھا یہی حال جس کا میں نے یہاں ذکر کیا ہے بلکہ اس سے کچھ اور زیادہ مل گیا۔ اس لئے جو کچھ میں نے یہاں لکھ دیا ہے اسے تو چھوڑ دیا۔ اور یہ زیادہ حال یہاں نقل کرتا ہوں وہ کہتا ہے کہ جب بلاد میں شمس الدولہ کا مطیع ہو گیا۔ اور وہاں کا اس نے اچھی طرح انتظام کر لیا تو اسے وہاں رہنا پسند نہ کیا کیونکہ وہ بلاد شام کا پرورش یافتہ تھا جو کثیرۃ النیر ملک ہے۔ (جہاں انسان کے مرغوب چیزیں انواع و اقسام کے میوہ جات پیدا ہوتے ہیں)۔ حالانکہ بلاد میں ایک نہر خطہ ہے۔ ان میں سے کسی چیز کا وہاں تپا بھی نہیں اس نے اپنے بہائی صلاح الدین کو لکھا کہ میرا استعفا منظور ہو۔ بلاد شام کی جانب واپسی کا مجھے اذن دیا جائے۔ اور اسی کے ساتھ اپنے حال زار کے اور اذن تحالیف کی شکایت کی۔ کہ عدم حصول مایحتاج زندگانی سے اسے اوتھنا پڑیں صلاح الدین نے اس کے پاس ایک قاصد (کے ہاتھ خط بھیجا جس میں وہاں کے قیام کے مرغوب دی تھی اور لکھا تھا کہ وہ ملک کثیرۃ الاموال اور بہت بڑی سلطنت ہے جب شمس الدولہ نے اس خط کو سنا تو

اپنے متولی خزانہ (خانا مان) سے کہا کہ ہزار دینار لاؤ جب وہ لایا تو صلاح الدین کے قاصد کی موجودگی میں اپنے استاد الدار (توشہ خانہ کے داروغہ) سے کہا کہ یہ تہلی بازار کو بھیج کر اس سے برف کا ایک ٹکڑا مول منگاؤ۔ داروغہ نے عرض کیا یونہی یہ تو یمن کا ملک ہے یہاں برف کہاں سے آیا۔ اچھا جانے دو۔ اون سے کہو کہ بادشاہی منگڑا کو کا ایک طبق لاؤ۔ داروغہ نے کہا یہ بھی یہاں کہاں ہوتا ہے۔ اسی طرح اوس نے دوشق۔ کے تمام انواع و اقسام کے پہلوئے ایک ایک کر کے نام لئے اور داروغہ اس پر قویب کرتا گیا جب وہ کسی قسم کی چیز کو کہتا تو کہتا مولانا یہ چیز یہاں کہاں ہوتی ہے جب یہ سب باتیں تمام ہوئیں تو شمس الدولہ نے قاصد سے کہا کہ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا تو کیا اچھا تھا کہ یہ مال دو دولت (جو اس ملک میں ہے۔ میں اپنے کس کام میں لا سکتا ہوں جب کہ میری خوشیاں اور میری خواہشیں یہاں پوری نہیں ہو سکتیں۔ روسیہ پیسہ تو بعینہ کچھ کہانے کی چیز نہیں۔ اس سے تویہ فائدہ ہے کہ انسان اپنے اغراض کو پورے سکے۔ (سودہ یہاں میسر نہیں)۔ قاصد صلاح الدین کے پاس واپس آیا اور حال گزرا تھا سب عرض کر دیا۔ صلاح الدین نے بہائی کو داپسی کی اجازت دی قاضی فاضل نہایت عمدہ عبارت میں اسے خط لکھا کرتا۔ اور شوق ملاقات کا اظہار کیا کرتا چنانچہ اس کے یہ ایات شہر ہرین جہاں اس نے اپنے ایک خط میں لکھے ہیں۔

لَا تَصْخِرَنَّ مِمَّا آتَيْتُ فَنَانَهُ
صَدْرَ كَالسَّارِ بِالصَّبَابَةِ نَيْفُهُ

جو کچھ میں نے کیا اوس سے تو ملول و آزرده نہ ہو۔ کیونکہ دافوس میرا سینہ اسرار عشق و محبت کو (مخلوق میں) فاش کر دیتا ہے۔

أَمَّا فِرَاقُكَ وَاللِّقَاءُ فَنَانٌ ذَا
مِنْ صَوْتٍ وَذَاكَ مِنْهُ بَعْدُ

لیکن رہا تیرا فراق اور وصل۔ سودہ (فراق) ایسا (جان کن) ہے کہ اوس سے مر جاں ہوں اور یہ ایسا (تازگی بخش) ہے کہ اس سے میں جی اوٹتا ہوں

خَلَفَ الزَّهْمَانُ عَلَى تَفَرُّقٍ تَمْلِينَا
فَتَى يَرْقِي لَنَا السَّمَانُ وَيُجَنِّتُ

زمانہ نے ہماری جماعت میں تفرق ڈالنے کے قسم کھالی ہے۔ نہ معلوم وہ ہم پر کب مہربان ہوگا۔ اور اپنی قسم توڑیگا۔

كَمْ فِيلِبَّاتٍ بِحِمِّ الذِّى مَا نَفَسُهُ
قَدِ وَلَّى الْفَاسَ كَمْ يَلْبَثُ

وہ جسم کب تک موجود رہ سکتا ہے کب جس میں جان نہ ہو۔ اور کب تک رہیگا جس میں سانس نہ ہوں۔

حَوْلَ الْمَضَاجِ كَتَبْتُكُمْ فَكَأَنِّي
مَلَسْتُكُمْ وَهِيَ السَّرَقَاةُ الْفَتَى

تمہارے غلو میرے بستر کے گرد پیسے ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں تمہارا مار گزیر رہا ہوں۔ اور وہ فتر

پڑھنے اور پوسنکے ولے ہیں۔ (۶)

غرض جب وہ تاریخ مذکور پر مشق ہو چکا۔ اور صلاح الدین نے دیا رخصت کو معاودت کے لیے تو یہ وہاں اپنے بہائی کی طرف سے قائم مقام ہوا۔ پھر یہی ۶۷۰ھ میں گھڑ لایا اس سے پیشتر کہ وہیں گئے جہاں ۶۶۸ھ (۱۲۷۳ء) میں صلاح الدین نے اسے ملک نوبہ کی فتح کو پہنچا تھا۔ مگر جب وہاں گیا تو اس ملک کو اس لائق نہ پایا کہ اس کے محنت کا کافی معاوضہ حاصل ہو۔ وہ تینوں گڑھوں آیا تاہم لوطہ میں غلام بہت کثرت سے لایا صلاح الدین نے اس کے واسطے بہت سی جاگیریں دی رکھی تھیں۔ اسی کے ثواب میں خراج وصول کر کے اسے بھیجتے تھے۔ لیکن اسپر بھی جب مرے تو اس پر کوئی (خزانہ شاہی کے) دو لاکھ دینار قرض تھے صلاح الدین نے وہ سب قرضہ ادا کر دیا۔ پھر استاذ شیخ مہذب الدین ابو طالب محمد بن علی معروف بابن ابی علی (رحمۃ اللہ علیہ) جو مصر میں آ رہا تھا اور بڑا ادیب و فاضل تھا مجھے بیان کرتا تھا کہ شمس الدولہ توران شاہ بن ایوب کو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کی مدح میں میں نے کچھ مثنوی کہی ہیں اور وہ مرزا ابو مرادہ قبر میں پڑا ہے۔ یہ سنکر اس نے اپنا کفن لپیٹا۔ اور مجھ پر ہنس دیا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

لَا تَسْتَقْلِنَ مَعْرُوفًا سَحَّتْ بِهِ مِثْنًا فَأَمْسَيْتَ مِنْ عَارِيَا يَدِي

چھوٹا نہ سمجھو اس بخشش کو جو میں نے مٹتے ہوئے کی حالت میں کی ہے۔ کیونکہ اس سے میرا بدن برباد ہو گیا ہے۔

وَلَا تَقْلَنَنَّ جُودِي مَشَابَهَ مُجَلٍّ مِنْ بَعْدِ بَدَلِي مَلِكِ الشَّامِ وَالْمِثْنِ

یہ نہ خیال کرو کہ بخل میری بخشش میں کچھ داغ لگا سکتا ہے جب کہ میں نے ملک شام اور میں (کے دولت کو ادا کر دیا ہو۔

إِنِّي خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْيَا وَلَيْسَ مَعِيَ مِنْ كُلِّ مَا مَلَكَتْ كَفِّي سِوَايَ كَفِّي

جب میں دنیا سے نکلا تو کچھ میرے دست قدرت میں تھا۔ اس سے سوائے کفن کے میرے ساتھ کچھ نہ تھا۔

(۹) جب وہ میں میں تھا تو زبید میں اس نے اپنی طرف سے سیف الدولہ ابو المیون المبارک بن منقذ کو جس کا ذکر حرف مہم میں آگیا انشاء اللہ تعالیٰ ناب مقرر کر دیا تھا۔

توران بضم تاء فوقانیہ و سکون واو و راء مہملہ و الف و نون عجمی لفظ ہے۔ و شاہ بضم شین عجمی زبان میں ملک کو کہتے ہیں۔ توران شاہ کے معنی میں مشرق کا بادشاہ مشرق کو توران اس سبب سے کہتے ہیں کہ وہ ترکوں کا ملک ہے اور عجمی لوگ ترک کو ترکان کہتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ترکان سے بگڑ کر توران ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) دیکھو تذکرہ ۱۰۴ و ۱۱۸۔

(۲۶) دیکھو تذکرہ ۸۷ نوٹ ۲

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۱ نوٹ ۶۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۲۷۷۔

(۵) شیش لوزی کا ترجمہ میں نے بادامی قسم کا زرد آلو کیا ہے۔ یہ شام کے ٹک کا ایک سیوہ ہے۔ بہت خوبصورت اور بہت مزہ دار ہوتا ہے گٹلی بھی اسکی شیرین ہوتی ہے۔

(۶) قاضی فاضل یہ اوس جاہلانہ رسم کی طرف عالمانہ اشارہ کرتا ہے جو ایام جاہلیت میں عربوں میں پہلے ہوئے تھے جب کسی شخص کو سانپ کا ٹکھا تا تو منتر پڑھنے والے بولے جاتے اور وہ زخم پر منتر پڑھ کر پھینکتے۔ اور طرح طرح کی رسمیں عمل میں لاتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ اس سے بیمار اچھا ہو جائیگا۔ ایک اور بھی بڑا مروج قاعدہ تھا کہ اس مریض کو سونے سے روکتے تھے۔ اور اس غرض سے جہانجن اور ٹکے کے طوق جنہیں غور میں پہنتی ہیں۔ تمام رات اوس کے مکان پر بچا رہتے۔ یا مریض خود ہی بچا تا تھا۔ چنانچہ نالغۃ الذبیانے شاعر گہتا ہے۔

کَيْتَهْرُ مِنْ لَيْلِ النَّهْمِ سَلِيمًا بِحَلِيِّ النَّسَاعِ فِي مَكْرِ بَيْهٍ قَعَاخُ

اوس کا بیمار ڈسا ہو ایما رات بھر جاگتا ہے۔ اور جہلم ہنسانی کی آواز اوس غور توں کے دیوہ سے نکلتے ہے

جواد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

(۷) اٹھارہ لاکھ روپیہ پیرہ دار۔

(۸) دیکھو تذکرہ تلج الدین الکنڈی زید بن الحسن ۲۳۵

(۹) دیکھو تذکرہ ۵۲۵۔

حرف الثانی

۱۲۷ ابوالحسن ثابیت بن قرہ بن ہارون (یا زہرون) بن ثابیت بن کرایا

بن یارینوس بن مالاجریوس حرانی

(۱) ایک بڑا محاسب (ریاضی دان) اور حکیم تھا۔ ابتداً وہ حران میں صرانی کا کام کیا کرتا تھا۔ پھر بغداد کو چلا آیا۔ اور علوم و ادب کی تحصیل میں مشغول ہو گیا تھا۔ جن میں اوس نے بڑا کمال حاصل کر لیا خصوصاً طب میں اپنے زمانہ میں سب سے

بڑھ گیا۔ مگر فلسفہ کا بڑا شوق تھا۔ اسکی تالیف اس کثرت سے ہن کہ مختلف فنون میں کوئی میں کتابیں اسکی تالیف سے ہونگی۔ اس نے اور سابقہ میں کی عبارت کو درست کیا جسے جنس بن اسحاق عبادی نے عربی میں ترجمہ کیا تھا۔ اور فضولیات کو نکال کر امور مستقیم و منہج کی توضیح بھی کر دی۔ اپنے زمانے کے بہت بڑے فاضل ہیں تہا مگر اس سے اور اس کے اہل مذہب سے کچھ ایسی شخصیں ہونی تھیں جنہوں نے اپنے مذہب میں برا تصور کرتے تھے۔ وہ سب مکر اسے اپنے رئیس کے پاس لے گئے اور اسکی شکایت کی۔ اس نے اس کے قول کو اپنا نہ کیا۔ اور بیکل میں آنے سے منع کر دیا۔ و نیز برا ثابت نے توہمی۔ اور اون باتوں سے باز آیا۔ مگر چند مدت بعد پھر وہ ہی اقوال کہنے لگا۔ آخر اون لوگوں نے اپنے مجمع میں آنے سے بالکل منع کر دیا جس سے وہ حیران سے نکل کر کفر تو ثانی میں چلا آیا۔ اور وہاں رہنے لگا۔ اسے میں کچھ مدت بعد محمد بن موسیٰ بلادرہم سے بعد او کو واپس آتا تھا۔ اس سے (اتفاقاً) ملاقات ہو گئی۔ وہ اسے ایک بڑا فاضل اور فصیح و بلیغ سمجھتا تھا۔ ساتھ ہی اسے لایا اور اپنے ہی مکان میں ٹھہرایا۔ پھر خلیفہ کی خدمت میں پیش کیا جس نے اسے اپنی مجلس میں داخل کر لیا۔ اور سوقت سے یہ بندہ او میں رہنے لگا۔ وہاں اسکی اولاد بھی ہوئی۔ اور اب تک نسل بھی موجود چلی آتی ہے۔

کفر تو ثانی یقیناً کان و سکون فادح راے ہمد و ضم سے فوقانیہ و ثانیہ مثلثہ جزیرہ فراتیہ میں دار کے قریب ایک بڑا قریب ہے۔ ثابت ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۸ء) میں پیدا ہوا اور بروز پنجشنبہ ۲۶ صفر ۱۲۸۵ھ (فروری ۱۸۶۸ء) میں وفات پائی۔ صابی مذہب تھا۔ ابراہیم اسکا ایک بیٹا بھی تھا۔ یہ بھی علم و فضل میں اپنے باپ کا ہی ہم سر تھا۔ بہت اچھا طبیب حاذق اور فن طبابت میں اپنے زمانہ میں سب سے مقدم شمار کیا جاتا تھا ایک مرتبہ اس نے سری ریوگر شاعر کا علاج کیا مرض کو آرام ہو گیا۔ رفا نے اسے حق میں یہ شعر کہے۔ یہ اشعار اون سب اشعار سے حسن میں جلیل کی نسبت کسی نے کہی کہی ہوں۔

هَلْ لِّلْعَالَمِ سِوَى ابْنِ قُرَّةٍ شَاقٍ بَعْدَ اِلَالَةٍ وَهَلْ لِّلْعَالَمِ كَافٍ

اللہ تعالیٰ کے بعد بیمار کے لئے کوئی شافی ہے ابن قرہ کے سوا اور اگر وہ نہ ہو تو کیا اسکے لئے کوئی کافی ہو سکتا ہے

اَحْيَا لَنَا مَسْرَ الْفَلَسِيفَةِ الَّذِي اَوْدَىٰ وَاَوْضَحَ سَمَّ حَبِطِ عَاقِي

فلاسفہ کے آثار جو ہلاک ہو چکے تھے اس نے ہمارے لئے پہر زندہ کیا۔ اور طلب کی نشانیاں جو مٹ گئی تھیں اونہیں واضح و روشن کر دیا۔

وَكَا نَا عَيْسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ نَاطِقًا نَهَبَ الْحَيَاةَ بِأَيْسَرِ الْأَوْصَافِ

گویا وہ عیسیٰ بن مریم (عزیزان سے) بول کر نہایت آسانی کے ساتھ (مرد و کمر) زندگی دیا کرتے تھے۔

سَلَّكَ كَذَافًا دُسِّي فَكَلَى بِهَا مَا أَكُنَ بَيْنَ جَوَانِحِي وَشَعَائِفِ
میں نے اپنا قارورہ دکھایا۔ تو اوس نے اوس سے وہ حالات دیکھ لئے جو میرے پہلوں کی درمیان اور دل کے
غیر پوشیدہ تھے۔

مَيْدُوكُ الدَّلُّ لِحَقِّي كَمَا بَدَا لِلْعَيْنِ مَرَضُ الْغَدْرِ الصَّافِي
اسکو مرض پوشیدہ ایسا دکھائی دیتا ہے۔ جیسے تالاب میں جس کا پانی صاف شفاف ہو، تہہ پر ٹپکے نظر آتی ہے
یہ بھی اُسی سری کے شعر اوسکے بیٹے کے شان میں ہیں۔

يُورِ ابُو اِهْيَمُ فِي عِلْمِهِ فَزَاحَ يَدُّغِي وَارِثُ الْعِلْمِ
ابراہیم کو علم میں وہ کمال حاصل ہو گیا ہے کہ جس سے اوسے وارث العلم کا لقب دیا گیا ہے۔

اَوْضَحَ فَجَّ الطَّبَّشِ مَعَشَشَ مَا نَالَ فِيهِمْ دَارِسُ السِّمِ
اوس نے غلو میں طب کا راستہ روشن اور واضح کر دیا جسکے اندر ایک مدت دراز سے ادب میں مٹا گئے تھے۔

كَانَ مِنْ لَطْفِ افْكَارِهِ يَحُولُ بَيْنَ الدَّامِ وَالْحَيَاةِ
اوسکے لطف افکار سے آپ یہ خیال کریں گے کہ بیمار یوں کو بخوبی دریافت کرنے کے لئے وہ گویا خون اور گوشت
کے اندر ہوا گزر جاتا ہے۔

اِنْ غَضِبْتَ رُوحَ عَلٰى جِسْمِهَا اَصْلَحَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجِسْمِ
اگر روح اپنے جسم سے ناخوش ہو جائے تو وہ مدح اور جسم کے درمیان اصلاح کر دیتا اور دونوں کو ایک دوسرے
سے راضی کر دیتا ہے۔

اسی ثابت کا ابو الحسن ثابت بن سنان بن ثابت بن قرة ایک پوتا بھی تھا جو صابی مذہب تھا۔ اور ایام معز الدولہ بن
بویہ میں جسکا ذکر اوپر آچکا ہے بغداد میں رہا کرتا تھا۔ یہ بھی بڑا اچھا طبیب عالم فاضل تھا۔ لوگ اوس سے بقراط اور
جالینوس کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ معانی کی تحقیقات میں بہت غور و خوض کرتا۔ اور اپنے دادا ثابت کے مسلک پر چلتا
تھا۔ اویس کے طرح اوس نے طب فلکہ ہندسہ اور جیہ اقسام ریاضیات قدما میں کمال حاصل کیا۔ اسکی ایک کتاب
تاریخ میں بھی ہے جو اوس نے بہت اچھی لکھی ہے۔ یہ بھی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آیات مذکورہ بالا سری رفقا
نے اسی کی شان میں بھی ہیں۔ واللہ اعلم۔

سمرانی حران کی طرف منسوب ہے جو جزیرہ میں ایک مشہور شہر ہے۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی

اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ہارن حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے چچا نے یہ شہر آباد کیا تھا۔ اور اوس کے نام سے موسم ہو گیا تھا۔ پھر عرب ہو کر حران ہو گیا۔ یہ ہارن بنی سارہ زوجہ ابراہیم علیہ وسلم سے بیٹا افضل الصلوٰۃ والسلام کا باپ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی ایک بھائی کا نام ہارن تھا جو حضرت لوط علیہ السلام کا باپ تھا جو صہری نے اپنی کتاب الصحاح میں لکھا ہے کہ حران شہر کا نام ہے نسبت اوس سے حرانی خلافت قیاس آتی ہے۔ قیاس کے مطابق حرانی ہونا چاہئے تھی جو عوام کی زبان پر جاری ہے۔

(۱) علوم ادا ل کے لئے دیکھو تذکرہ ۶۵ نوٹ ۲

(۲) یہ صابی مذہب تھا جو عیسائی مذہب کی ایک شاخ ہے۔

(۳) محمد بن موسیٰ کے لئے دیکھو تذکرہ ۶۹۔ اور تاریخ ابوالفدا جلد دوم صفحہ ۲۴۱

(۴) زورنی کہتا ہے کہ محمد بن موسیٰ نے ثابت بن قرہ کو جس خلیفہ کے خدمت میں پیش کیا تھا وہ معتقد تھا۔

(۵) ان اشعار کے ابن خلکان نے گو بہت بڑی تعریف کی ہے۔ لیکن میں تو یہی کہوں گا کہ نہ تواذن کی عربی ہی کچھ پاکیزہ ہے اور نہ مضمون ہے کچھ دل چپ ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۷۱۔

(۷) علمائے ازمنہ و وسطے کے نزدیک ریاضیات جسے علوم یقینیہ بھی کہتے ہیں حاجی خلیفہ کے قول کے مطابق چار قسم پر مبنی حساب اقلیدس، موسیقی اور میات۔ یہاں حساب میں جبر و مقابلہ اور اقلیدس میں مساحت بھی داخل سمجھنا چاہئے۔

(۸) یہ ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ خلیفہ الطیع بن عباسی کے زمانہ اور اطع معز الدولہ احمد بن بویہ کی عہد حکومت میں تھا جس کا ذکر تذکرہ ۷۱ میں آچکا ہے۔ اوس سے پہلے خلیفہ الراضی کے پاس رہتا تھا۔ جہاں کمال نظم طلب کے باعث اس کی بڑی قدر تھی۔ وہ فن کے اصول کا بہت بڑا عالم اور اوس کے کتابوں کے مشکلات کو خوب حل کر سکتا تھا۔ شفا خانہ بغداد کا سب سے بڑا فاسر تھا۔ ہلال بن الحسن بن ابراہیم الصابی اس کی بہن کا بیٹا تھا۔ اس نے جو اپنے

شہور و معروف تاریخ لکھی ہے وہ تمام دیگر تواریخ سے معلومات میں زیادہ ہے۔ اور نہ لکھنے کے کچھ بعد سے شروع ہو کر ۶۳۰ تک ختم ہوئی ہے۔ اسی سال اس کا مصنف مر گیا تھا۔ پھر اس کے بعد اس کے بھانجے ہلال نے اپنے زمانہ

کا حال اس میں اور زیادہ کیا ہے۔ اگر یہ تاریخ نہ ہوتی تو بہت باتیں اوس زمانہ کی معلوم بھی نہ ہوتیں۔ اگر آپ کو تاریخوں کا ایک عمدہ

اور نہایت ہی اچھا سلسلہ دیکھنا منظور ہو تو پہلے ابو جعفر محمد بن جریر الطبری کی تاریخ کو دیکھو جس میں اول تو مختصر آجندہ

افرنیش وغیرہ کا کچھ حال دیا ہے۔ پھر ابتداء اسلام سے تاریخ شروع کر کے ۳۰۹ھ پر ختم کر دی ہے۔ اسلام کی

اوس زمانہ کی تاریخوں میں یہ سب سے زیادہ معتبر اور اچھی تاریخ ہے۔ پھر تاریخ کے سلسلہ میں اس کے بعد احمد بن ابی طاهر اور اوس کے بیٹے عبید اللہ کی تاریخ دیکھنا چاہئے۔ جنہوں نے خاندان عباسیہ کا خوب حال لکھا ہے۔ اور ان تفصیل کو بھی لکھا ہے جو تاریخ طبری میں نہیں پائی جاتیں۔ یہ تینوں کتابیں تقریباً ایک ہی زمانہ کی تاریخیں ہیں البتہ طبری کے تاریخ کچھ آگے بڑھ جاتی ہے۔ پھر ان کے بعد ثابت بن سنان کی تاریخ ہے۔ اس نے اپنی کتاب طبری کے اختتام سے کچھ ہی پہلے زمانہ سے شروع کی اور ۱۳۳۱ھ تک پہنچ کر کہتا ہے۔ اس کے ساتھ آپ الفرخانی کی کتاب بھی، مالک بن جوہر کی تاریخ طبری کا قبل ہے تو یہ سلسلہ بہت اچھا ہو جائیگا۔ کیونکہ بعض باتیں اوس نے ثابت کی نسبت زیادہ تفصیل سے لکھی ہیں۔ پھر ان کے بعد ہلال بن الحسن العسکری کی کتاب آتے ہی جس نے اپنے ماموں کی تاریخ کے خاتمہ سے شروع کر کے ۳۲۱ھ تک اپنے کتاب ختم کی ہے جس طرح اس نے سلاطین کے عہد اسرار کو قلم بند کیا اور ان کے تذکرے پہنچا ہے۔ اس طرح اس کے معاصرین میں کوئی نہیں پہنچا یہ باتیں اوسے اپنے بزرگ اعلیٰ ثابت بن قرہ سے معلوم ہوئی تھیں جو محکمہ انشاکا افسر تھا۔ (دیکھو تذکرہ ۴۴، نوٹ ۶) اور اپنے عہدہ کے لحاظ سے اوسے تمام حالات معلوم ہو جایا کرتے تھے اور خود بھی اسی دفتر میں مامور تھا۔ اسے خود بھی یہ حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ اس سے اوسے تاریخی مواد بہت اچھا مل گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے غریس النعمان محمد بن ہلال کی تاریخ ہے۔ جو ۳۵۲ھ تک تو اچھی ہے۔ مگر اس سے بعد اخیر تک کچھ اچھی نہیں یہ کیوں اوس کا سبب خدا خوب جانتا ہے۔ پھر اس تاریخ کو محمد بن عبد الملک الہمدانی نے لیا ہے اور ۳۵۲ھ تک بڑا کیا ہے۔ اسی کو الراغونی نے بھی لیکر ۳۵۲ھ تک پہنچا یا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کوئی مورخ نہ تھا۔ اس کی تاریخ اچھی نہیں ہے۔ پھر عقیف الدین صدقہ اللہ کو نے اوسے لیا ہے اور ۳۵۲ھ سے بھی آگے تک لے گیا ہے۔ پھر ابن الجوزی نے ۳۵۵ھ تک اور ابن القادسی نے ۳۵۲ھ تک پہنچائی ہے۔ ہلال بن الحسن کہتا ہے کہ بروز چار شنبہ ۱۱ ذی قعدہ ۳۶۵ھ (جولائی ۳۸۱ھ) کو ابو الحسن ثابت بن سنان ابن ثابت بن قرہ مورخ مر گیا۔ (ماخوذ از تواریخ الحکام مصنفہ محمد بن علی الخطیبی الزوزنی) جس کتاب سے کہ یہ خلاصہ لیا گیا ہے وہ محمد بن علی الخطیبی الزوزنی کے کتاب ہے جسے اوس نے ۳۷۲ھ میں لکھا ہے۔ اس میں اوس نے تہذیب حروف تہجی اور یونانی شاہی عربی ہندوستانیوں اور یہودیوں کے نام دے ہیں جو علم طب میات اور ریاضی میں نہایت مشہور تھے۔ اس کے ایک نقل کتب خانہ اسکوریل میں بھی موجود ہے۔ اوس نے اپنے کتاب کے جلد اول کے صفحہ ۴۰۲ وغیرہ میں کچھ خلاصہ بھی دے ہیں۔ ابو الفرج نے اپنی کتاب میں اس کتاب سے علمی مضامین لینے میں بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اگرچہ اس میں بعض کلمہ کہنا غلطیاں بھی ہیں تاہم طالب علموں کے لئے اس کے مفید ہونے میں کوئی شک

شک نہیں کر سکتا ہے۔ افسطولن اور اسطو کے کتابوں سے اس نے بڑی لینے لینے فقر و نکاح ترجمہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جو قلمی نسخہ بلیا شنگ ڈورائے میں ہے اس کے اخیر میں شاعری کے ایک نوٹ کی نقل بھی ہے۔ یہ نوٹ ڈاکٹر رسل کے نسخہ سے لیا گیا ہے جو حلب کی تاریخ کا مصنف ہے۔ اس واقعہ کا ذکر ڈاکٹر رسل کے دوسرے جلد کے ضمیمہ میں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے میں نے اتفاقاً حلب میں سنا کہ اس کتاب کا قلمی نسخہ وہاں موجود ہے۔ اس میں نے بڑی دشواری سے اجازت لیکر ایک نقل لے لی۔ مگر جب اس کتاب کے قدروقیمت اس سے دو سال بعد تک بھی نہ تک معلوم نہ ہوئی جب تک کہ فرانسیسی قونصل نے ایک پیرس کے خط لکے آنے پر یہ درخواست کے کشا ہی کتب خانہ کے واسطے میرے کتاب سے ایک اس کے نقل کر لینے کی اجازت دیجاسے۔ جس کے نقل ۸۴ء میں بلیا شنگ ڈورائے میں پہنچی۔ جسے اور اسکے ساتھ اور پانچ کتابوں کو مسٹر لگھٹینڈسکر میٹرانٹر پرنٹ ڈورائے نے وراثت میں چھوڑا۔

ابوالفضل احمد بن ابی طاهر طیفور ایک خراسانی غلام کا بیٹا تھا جو غلامیہ عیال کے خدمت میں یا کرتا تھا یا بندہ میں تیار (۸۱۹ء) میں پہنچا۔ یہاں پہنچ کر کتاب لکھ کر کتابت کیا کرتا تھا پھر ان کی غرتہ لگئی اوس دریا درجہ کے غرتہ باب کتاب فروشوں کے بازار میں ایک دکان کھول لی۔ اوس نے مختلف مضامین پر کوئی پچاس کتابیں لکھیں جن کے نام کتاب الفہرست میں ہیں ۸۳۲ء میں مرا ہے۔ اوس کا بیٹا اور الحسن عبید اللہ نے بھی اپنے باپ کے قدم بقدم پیروی کی۔ یہ بھی مصنف و مؤلف اور پورا تاریخوں کا اپنے مابعد والوں کے لئے پہنچانے والا تھا۔ اوس نے اپنے باپ کے تاریخ بندہ کا ذیل لکھا ہے اور خلیفہ المہدی کے زمانہ تک بیان کرتا چلا گیا ہے۔ اور اوس میں المتعمد المتقصد المتکفی المتقدر کے حالات لکھے ہیں۔ کتاب الفہرست نمبر ۸۷ صفحہ ۱۹)

ابوالحسن عبداللہ بن الراغونی جو بغداد کا رہنے والا اور حنبلی فرقہ کا ایک شیخ تھا ۵۲۷ھ (۱۱۳۲ء) میں مرا ہے۔ وہ محدث بھی تھا۔ اور قرات سبعہ کا قاری بھی تھا علم کلام اور اپنے فرقہ کے فقہ سے خوب واقف تھا کچھ کتابوں کا مصنف بھی تھا جس سے اس کی بڑی عزت ہو گئی تھی (ماخوذ از ایاضی)

۹۵) حران عربی زبان میں حائے حلی سے لکھا جاتا ہے اور ہاران ہاے ہوز سے۔

۱۲۶ ابوالفیض ثوبان بن ابراہیم (دیا الحسیف) بن ابراہیم مصری

معروف بہ ذوالنون^(۱)

مشہور صانع اور بڑا مہرِ حق سے تھے۔ علمِ کورسِ حال و قال اور ادب میں کیا سے زمانہِ تصدیق کئے جاتے تھے۔ ان لوگوں میں بھی اون کا نام شہر کیا جاتا تھا۔ جنہوں نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے موطائی روایت کی ہے۔ ابنِ یونس اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ذوالنون بڑے حکیم اور فصیح تھے اور کچھ باپِ نوب کے رہنے والے (یا مصر صعیب) اخیر ذوالنون میں سے اور قریش کے بنی تھے کسی نے ذوالنون سے اونکی توبہ کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں مصر سے نکل کر کہیں کسی کا لون کو جاتا تھا۔ راستہ میں ایک محل میں سو گیا۔ آنکھ کھولی تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک قندچ پر بندہ جس کے آنکھیں کھلی بھی نہ تھیں (بہنو سلسلے سے زمین پر گر پڑا۔ اسی زمین میں شتی ہو گئی۔ اور دوطبق اوس سے باہر اسے ایک سونے کا دوسرا چاندی کا ایک میں تل کے دانے تھے اور دوسرے میں پانی بھرا تھا۔ چڑیا اس میں سے دانہ کھانے اور اوس میں سے پانی پینے لگی۔ دیکھ کر میں نے کہا کہ میں مجھے بکائی ہوئے توبہ کر کے اوس کے دروازہ کو ایسا پکڑا کہ اوس نے خلعت قبولیت مجھے عطا فرماتا۔ متوکل خلیفہ بن ہشام کو گمان ہے ان کے ایک مرتبہ کچھ چلی کہانی خلیفہ نے اونہیں مصر سے طلب کیا جب ذوالنون متوکل کے روبرو پہنچے تو انہوں نے ان کو دیکھا تو متوکل نے ان کو روک دیا اور بڑی تعظیم و اکرام کے ساتھ اونہیں اپنے وطن کو واپس کر دیا۔ اس نے جب جب یہی متوکل کے سامنے اہل دروغ کا ذکر ہوتا تو روپا کرتا تھا اور جب کہ اہل دروغ کا ذکر نہ تو کہتا تھا کہ ذوالنون کو ذوالنون و النون جسم کے پتلے دبلے اور رنگ کے سرخ تھے۔ دائرہ میں اسپید دال) نہ تھے مہرِ حق میں ان کا شیخ متوکل عابد تھا۔ یہ اوس کا کلام ہے جب مناجات شہیک دل سے نکلتی ہے تو اعضائے جوارح آرام کرتے ہیں۔ اسماعیل بن ابی امامیم الشرحسی کہ میں کہتا تھا کہ ذوالنون ہاتھ میں ہتکڑی اور پیرون میں بیڑیاں پڑے ہوئے تھے۔ کوجار ہاتھ لگے تو دین رو رہے تھے۔ اور وہ کہتا تھا یہ بھی خدا کی بخشش و عطا ہے جتنی اوس کے کام ہیں وہ سب شیریں شہیک اور اچھے ہیں پھر شعر پڑھے۔

لَكَ مِنْ قَلْبِي الْمَدَامُ الْمَصُونُ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى فَيْكِ يَهُونُ

تیرے واسطے میرے دل میں ایک محفوظ مکان ہے۔ جو ملامت کو تیرے واسطے ہر روز بھیر کے جاتی ہے وہ سب خفیف و ہلکی ہے۔

لَكَ عِزٌّ بِأَنْ أَكُونَ قَتِيلًا فَيْكَ وَالْمَبْرُ عَنْكَ مَا لَا يَكُونُ

تیرے عرش کرنے کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تیری راہ میں قتل ہو جاؤں۔ مگر تیری جہالت پر صبر یہ ایک ایسا امر ہے کہ گلن نہیں ہے۔

ایک مجموعہ میں مجھے ذوالنون مصری رحمہ اللہ تاملے کے کچھ اور حالات بھی معلوم ہوئے ہیں۔ اوس میں لکھا تھا

کہ ایک فقیر جو اس کے شاگردوں میں سے تھا مصر میں اون کے پاس سے چلا آیا اور بعد ازاں وہاں کہیں سماع کی محفل میں اوس کا گزیر ہوا جب لوگ خوش میں آئے اور وجد کی حالت اور نرطاری ہوئی تو یہ فقیر بھی ہنسنے لگا چکر لگا لگا مانتا پھر ایک نعرہ مار کر گر پڑا۔ ملا تو دیکھا کہ مر گیا ہے جب یہ خبر اوس کے شیخ ذوالنون کو پہنچی تو اپنے اصحاب سے کہا تیساری کرو۔ بعد ازاں کہتے ہیں پھر اپنے اثنال و ضروریات سے فارغ ہو کر بعد ازاں کی طرف چلے جب بغداد میں پہنچے پہنچتے ہی شیخ نے کہا اوس منی کو میرے پاس لاؤ لوگ اوسے بلا لے۔ کیا تا اوس سے فقیر کا سا حال پوچھا تو اس نے سب قصہ بیان کیا۔ کہا خدا اوسے مبارک کرے۔ پھر خود بھی اور اوس کے اصحاب نے غنا شروع کیا۔ اور غنا کی ابتدا میں ہی شیخ اس منی پر آیا چلا یا کہ وہ منی کو مری گرا۔ شیخ نے کہا قتل کے بدلے قتل۔ ہم نے اپنے آدمی کا بدلے لیا پھر دیا مصر کی طرف واپسی کا سامان درست کرنے لگی۔ بعد ازاں وہیں ٹھہرے۔ فوراً لوٹ گئے۔ ایک بات ایسی ہی میرے زمانہ میں بھی ہوئی۔ اوس کا بیان بھی یہاں مناسب ہے۔ شہر اربل میں ہمارے سے یہاں ایک مفتی تھا جو گانے میں نہایت خوش آواز دار استاد تھا۔ اوس کا نام شجاع جبریل بن الاؤنی تھا۔ وہ سماع کی محفل میں آیا۔ سماع سے قیل کا ذکر ہے۔ مجھے واقعہ یاد ہے۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ میرے گھر والے اور اور لوگ اوس زمانہ میں اوس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ شجاع مذکور نے ایک سر بلا نہایت عمدہ قصیدہ گایا جو سبط بن التتادیزی شاعر نے جس کا ذکر حرف میم میں محمدؑ کے ساتھ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ لکھا تھا اور جس کا اول یہ ہے۔

مِثْقَاکَ سَامِرٍ مِّنَ الْوَسْمٰی هَتَّانَ وَلَا سَأْتُ لِلْعَوَادِی فِیْکَ اَجْفَانُ

خدا کرے کہ جھڑی کا بادل رات کے وقت موسم بہار میں برسر کر تجھے سیراب کرے۔ اور جو بار تجھے برسانے کے لئے صبح ہی صبح آتا ہے اوسے نظر نہ لگ جائے۔

پھر گاتے گاتے وہ یہاں تک پہنچا۔

وَطَّیْ اِلَی الْاَبَانِ مِّنْ رَّغْلِ الْحِجْی وَطَّیْ فَاَلِیَوْمَ لَا السَّلَّ یُحْیٰی وَلَا الْبَانُ

ایک دن وہ تھا کہ مجھے اوس بان کے جو حلی (یعنی قیل کے محفوظ زمین) کے ریت میں تہا برے آرزو تھی مگر ایک دن آج ہے کہ ریت مجھے عشق و محبت کی تحریک کرتا ہے اور نہ بان۔

وَمَا عَسٰی یُذْکِرُکَ الْمَشَاقُّ مِّنْ وَطَّیْ اِذَا بَکِی السَّبْعُ وَالْاَحْبَابُ قَدْ بَالُوا

اور مشاق اپنے دل کے آرزو کو بخراپا سکتا ہے جب کہ قیام گاہ (خالی پڑے پڑے) پر رہا ہے اور اچھا وہاں سے چلے گئے ہیں۔

كَانُوا مَعَافِي الْمَغَافِرِ وَالْمَنَاسِلِ أَصَوَاتُ إِذَا كَرِهَ مَحَبَّتِي فِيهِمْ مَدَّ كَانُ

وہ لوگ مکانات کے سامنے تھے جب منازل میں کوئی رہنے والی ہے نہ رہنے تو وہ مردہ ہیں۔

لِلَّهِ كَدُّ قَمَرَاتٍ لَيْتِي بِمَجْرِكَ أَشْأَسَا وَكَمَ غَارُ لَشِي فِيكَ عَزْلَانُ

اللہ اللہ کہتے چاندون کے سے گہرے والیوں نے پیاری قیام گاہ تیرے آسمان میں میرے دل کو چند مہینا یا
اور کہتے سرخون نے جو تیرے رخ میں رہتے تھیں مجھے پہلایا ہے۔

وَلَيْسَ بَاتَ يَجْلُو السَّاحَ مِنْ يَدِهِ فِيهَا أَغْنَى خَفِيفُ الشَّوْخِ جَدْلَانُ

وہ کیا رات تھے کہ اوس (ساتی) کے دگرے آہاتھ سے شراب میں داؤ بھی ہلکا لگتے تھے جو سبک روی اور
خوشی و خرمی کے ساتھ گارہ تھا۔

خَالٍ مِنَ الْهَمِّ فِي خُلْطَالِهِ حَرَجٌ فَقَلْبُهُ فَاسِعٌ وَالْقَلْبُ مَلَانُ

وہ تو غم و غم سے خالی تھا۔ لیکن اوس کے (پیردن کے) خلخال بڑے تنگ تھے۔ اوس کا دل دھبت سے بھائی تھا
اور (میرا) دل بھرا ہوا تھا۔

يَذْكُ الْجَوِّي بَارِدٌ مِنْ تَغْرِشِيمٍ وَيُوقِظُ الْوَجْدَ طَرَفٌ مِنْهُ وَسْنَا

اوس کے منہ کا چشمہ سر و سرش عشق کو بھڑکانا۔ اور چشم خواب آلود وجد کو بیدار کرتی ہے۔

إِنْ مِيسَ سَيَّانٌ مِنْ عَاءِ الشَّبَابِ فَلِي قَلْبٌ إِلَى سَرِيقَةِ الْعَمَلِ طُمَاتُ

اگر وہ جوانی کی آب و تاب سے تروتازہ ہو رہا ہے۔ تو میرے پاس بھی ایک دل ہے جو اوس کے شہدائے عجب ہیں
دین السیوف و غنیہ مشامکے

تھوار دن میں اور اوس کے آنکھوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مشارکت ہے۔ اسی سے (تھوار کے) میاؤ کو

اُجَان دھلک کہتے ہیں۔

جب شجاع الدین اس بیت پر پہنچا تو حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اور بلا شجاع جو تو نے پڑھا ہے بھر
پڑھ۔ شجاع نے دو تین مرتبہ اوسے دوسرا شیخ وجد کی حالت میں تھا۔ پھر ایک خوفناک چیخ مار کر گر پڑا۔ لوگوں نے جانا کہ

میں ہوش ہو گیا ہے۔ لیکن جب جس منقطع ہو گئی تو حاضرین نے جاکر اوسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو مر گیا ہے۔ شجاع نے
کہا کہ میرے سماع میں اس قسم کا واقعہ ایک مرتبہ اور بھی ہو چکا ہے۔ ایک شخص اور بھی پہلے مر گیا ہے۔ یہ قصیدہ

نبات ہی عمدہ قصائد سے ہے۔ اور بہت طویل ہے۔ امام ناصر الدین اللہ ابو العباس احمد بن السقفی امیر المؤمنین

لعبی سی کی مدح میں تقریب جن حیدر حضرت شمس الدین شاعر نے لکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

شیخ ذوالنون کے نحاس بہت کثرت سے ہیں۔ مصر میں ماہ ذی قعدہ ۷۸۸ھ یا فروری ۱۳۸۶ء میں وفات پائی بعض نے ۷۸۸ھ یا ۷۸۹ھ بھی بتا ہے۔ خرافہ صغریٰ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ قبرستان کی بہت مشہور بنا ہوا ہے۔ اور اس میں اور بھی بہت صاحبین آسودہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ میں نے اس کی کتنی ہی مرتبہ زیارت کی ہے۔ ثوبان بفتح ثا سے منسلک و سکون و ذوق با سے موصدہ والف و نون۔

۱) ذوالنون (چھٹی والا) سنی نوٹ کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کا لقب ہے۔ اسے لقب سے ثوبان بھی مشہور ہو گئے ہیں۔

۲) دیکھو تذکرہ ۱۱، نوٹ ۱۵، علم سے مراد یہاں غالباً فقہ ہے۔ ۱۴، دیکھو تذکرہ ۱۰، نوٹ ۳

۵) اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حنفیوں کا یہ قاعدہ تھا کہ کتب میں آہستہ تھے۔ مگر کائنات وغیرہ پر نہ لکھتے تھے۔ یہ کتابیں وہ اپنے شاگردوں کو زبانی پڑھایا کرتے تھے۔ ان شاگردوں کو کچھ لیتے یا وہ بھی اسی طرح زبانی ہی دوسروں کو پونچھا دیتے تھے۔ موطا دینا مال کی جہاں اس سے فقہ کا ایک نہایت مشہور کتاب ہے۔

۶) قبرہ کو کوئی نوا جاتا ہے۔ کوئی نسل لکھ رہے ہیں۔ غالباً یہ بہاری ہندوستان کا جانور نہیں بلکہ اور کوئی کفیلہ پرندہ ہے۔

۷) تعلقہ حمرہ کے لفظی معنی ہیں کہ اس کے بدن کا رنگ سرخ تھا جیسا کہ اکثر حبشیوں کا دیکھا جاتا ہے۔

۸) شقران غالباً کائنات وفات معلوم نہیں بلکہ اس کے قبر کے پاس ہے (ماخوذ از تاریخ قاہر شاہ)

۹) اس کا یہ مطلب ہے کہ جب دل کو دل سے راہ چھوڑ جاتی ہے تو پھر زبان کے گھٹکے اور اشاروں کی ضرورت نہیں رہتی۔

۱۰) مطلق بندہ کا سب سے بڑا تہذیب خانہ تھا۔ دیکھو تذکرہ ۵، ۱۱) یہاں محبوب ذات باری تو لگتا ہے۔

۱۲) اسماع کے لفظی معنی ہیں سننا مگر یہاں وہ مذہبی نالج کا نام ہے جو چشتی صوفیہ کے مجالس میں مروج ہے۔

۱۳) ابن خلکان کی عمر اس وقت بارہ سال کی بھی نہ تھی (۱۱۴) دیکھو تذکرہ ۶، ۱۵) ہاں سے مراد یہاں نازک اور پتلی کر کے جو جان معشوق ہے

۱۶) دیکھو تذکرہ ۱۶، نوٹ ۱۶، معانی نئی مکانات کی رونق تھی انھیں سے وہاں چھل چھل تھی (۱۷) دیکھو تذکرہ ۲۳، نوٹ ۱۲۔

حرف ابجیم

۱۲۶۔ ابو حرزہ جریر بن عطیہ بن الحظیفی حبش کا نام حذیفہ یا حذیفہ ہے اور حطیفی لقب ہے (ابن بد)

بن سلمہ بن عوف بن کلیب بن یوسف بن حنظلہ بن مالک بن زید بن تمیم بن مرثد بن شاعر

اسلام کے نہایت نامی گرامی شعرا سے ہے۔ اس سے اور فرزدق شاعر سے مہاجاۃ اور بٹھا سخی رہا کرتی تھی۔ کبھی یہ یہ اوکی بھوکھتا کبھی وہ اسکی کہتا تھا۔ مابین فن سخنوری میں ہے اکثر فنی راے ہے کہ یہ فرزدق سے بڑھ کر ہے۔ اور اس بات پر عمل کا اتفاق ہے کہ شعرا اسلام میں جیسے فرزدق اور غزل میں شاعر دیکھے برابر کوئی اور چڑھا نہیں ہوا کہتے ہیں کہ نظم (عرب) میں چار مضمون ہوا کرتے ہیں۔ نثر مدح جو نسیب (عورتوں کے بیان) چارون میں خبر تمام دیگر شعرا پر بقت ہے۔
فخر بن اوس کا قول ہے۔

اِذَا غَضِبْتَ عَلَيَّكَ فَيُوقِبِي حَبِطَ النَّاسُ كُلُّهُمْ غَضَابًا

جب مجھے تم پر غصہ ہو تو تو بیان لے کہ دینا کے تمام آدمی تجھ پر غصہ کرنے والے ہیں۔

اور مدح میں اوس کا قول ہے۔

اَللّٰهُمَّ خَيِّرْ مِّنْ رَّكِبِ الْمَطَايَا وَانْدَى الْعَالَمِينَ بَطْوَنَ سَاحِ

اے تمام لوگوں کو گون سے جو اونٹوں پر سوار ہوئے بہتر نہیں ہو۔ اور تمام عالم کے لوگوں سے ہاتھ کی نیلیوں کی طرح زیادہ سخی نہیں ہو۔
اور یہ جو میں کہتا ہے۔

فَهِنِ الطَّرْفُ اَنْتَ مِنْ مُّيْدٍ فَلَا كِبًا بَلَغْتَ وَلَا اِكْلَابًا

پس آنکھ دھرم سے آنی کر لی تو تو فیما بین میں سے ہے۔ نہ تو کلب تک (درجہ میں) پہنچا ہے اور نہ کلاب تک۔
اور نسیب میں کہتا ہے۔

اِنَّ الْغِيُوْنَ اَلَّتِي فِيْ طَلْفِهَا حَوْسٌ قَتَلْنَا ثُمَّ لَمْ يُحْيَيْنَا قَتَلْنَا

اون آنکھوں نے سخی نگاہوں میں جاہلی ہے میں قتل کر دیا۔ لیکن پھر ہماری قتلوں کو زندہ نہیں کیا۔

يَصُوْعُنَ ذَا اللبِّ حَتَّى لَا حَرَاكَ بِهٖ وَهَنْ اَضْعَفَ خَلْقِ اللّٰهِ اَرْكَانًا

یہ عشق عقل والے کو پھاڑ کر چت کر دیتے ہیں کہ وہ پھر حرکت بھی نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ اللہ کے مخلوق میں قوتوں کے لحاظ سے ضعیف و کم زور ترین ہیں۔

ابو عبیدہ عمر بن لُثْنی جس کا ذکر آئندہ آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک حکایت بیان

کرنا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جریر اور فرزدق ایک نافرست پر سوار ہو کر شام میں عبد الملک اموی کے پاس ایک مرتبہ روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں وہ رصافہ میں تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے حبیر تھا۔ اسے حاجت کے لئے اوتر پڑا۔ اونٹنی (لوٹ لوٹ کر) اپنے سوار کو دیکھنے لگی۔ فرزدق نے

اوسے ذکر کریشعر پڑھے۔

وَحَايِرُ النَّاسِ كَلِمَةً أَحَدَى
اَلْاَمْرَ فَتَكْتُمُونَ وَ اَنْتَ تَكْتُمِي

اور تو کیوں لوثی ہے جب کہ تو میرے سنیچے ہے۔ اور اوس طرف چل رہی ہیں جو سب سے چھپاؤنی بہارے آگے ہے۔

مِنَ الْقَهْقَرِيِّ وَالْذَّكَاءِ الْفَاحِشِ
عَتِي تَرِدِي الرِّصَادَ فَتَنْصَرِفِي

جب تو رصافہ میں امرگئی تو لگئی میں چلنے اور پیٹھ کے خون آلود زخم سے آرام پانگنی (عجزین کے گھسرنے پڑ گئی ہیں) پھر راول میں کہ اب جریر آیا اور میں یہ بیتیں اسے سنائیگا تو وہ کہیگا۔

اِلَى الْكَافِرِينَ وَالْفَاسِ الْكُفَّاءِ
تَلَقَّيْتُ اَنْتُمْ كَحَتِّ اَبْنِ فَكَيْنِ

چونکہ وہ ایک بہتر زادہ کے نیچے ہے اس لئے وہ پٹ پٹ کر دھوکھیں کے اور کھٹلے کھٹاڑی کی طرف دیکھتی ہیں ٹوٹ کر دیکھنا

فَتَنِي تَرَدُّ الرِّصَادَ فَتَنْصَرِفِي
كَحَتِّ نَيْكٍ فِي اَفْوِاسِهِ كُلِّ عَامٍ

جب وہ رصافہ میں پہنچ گئی تو اوس میں ذیل و خوار ہو گئی جیسے کہ لٹکوں میں ہر سال تجھے رسوائی ہوتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اتنے میں جریر بھی آگیا۔ دیکھا تو فرزدق ہنس رہا ہے۔ پوچھا ابو فراس کیوں ہنستا ہے اوس نے دونوں پہلی بیتیں سنائیں۔ جریر نے دونوں کچھلی بیتیں سنائیں۔ فرزدق نے کہا واللہ یہ تو میں نے کہی ہیں جریر نے کہا تو نہیں جانتا کہ ہم دونوں کا شیطان ایک ہی ہے۔ ہر دے کا مل میں ذکر کیا ہے کہ کسی نے فرزدق کے سامنے جریر کا یہ شعر پڑھا۔

تَرَى بَرَصًا يَأْسُفُ اَنْ لَمْ يَكْتُمِهَا
كَعَاقِبَةِ الْفَرَسِ زِدْ حِينَ بَا

تو اوس کے نیچے اندام نہانی کے کنارہ پر برص (کا سپید داغ) دیکھے گا جس طرح کہ بڑھی داڑھی فرزدق کی چمکتی ہے۔

جب پڑھنے والے نے بیت مذکور کا مصرعہ اول پڑھ لیا تو فرزدق نے اپنی ڈاڑھی پر اس انتظار میں ہاتھ پھیرا کہ دیکھئے دوسرا مصرعہ اوس کا کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا اوس نے سوچا تھا۔

ابو عبیدہ نے یہ بھی حکایت بیان کی ہے۔ کہ جب جریر کی ماں حل سے تھی تو اوس نے خواب میں دیکھا کہ اوس کے پیٹ سے سیاہ بالوں کی ایک سری پیدا ہوئی ہے جب وہ نکھر نیچے گری تو اوجھلتی اور لوگوں کی گردنوں میں پڑتی اور گلا گھوٹنے لگی۔ اس طرح کہتے ہی جو اس مردوں کے کام تمام کئے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوئی تو نہایت خوف غالب ہوا۔ لوگوں سے تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ تو ایک لڑکا جنے گی۔ جو بڑا شاعر ہوگا مگر ایسا شریر اور بدکرش ہوگا کہ مخلوق پر ایک بلاے بے دریاں کی طرح تصور کیا جائیگا جب اس کے لڑکا پیدا ہوا تو اوس نے

جریر ہی اوس کا نام رکھ دیا۔ جیسا کہ اوس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جریر ہی کو کہتے ہیں۔

ابو الفرج اصفہانی سے کتاب الاغانی میں جریر کے بیان میں نقل کیا ہے۔ کہ کسی شخص نے جریر سے پوچھا کہ دنیا میں کون بڑا شاعر ہے۔ کہا اوتھ میں جواب دوں گا۔ اور ہاتھ پکڑ کر اپنے باپ عطیہ کے پاس لایا۔ اوس نے اپنے باپ سے اوس وقت ایک بکری پکڑی۔ اور ٹانگیں باندھ کر تھنوں سے اوس کا دودھ پیا تھا۔ جریر نے کہا تو دنیا باوا جان باہر آئیے۔ گھر میں سے ایک بڑھا نکلا جس کی صورت بھی بُری تھی۔ اور ہیئت بھی بُری۔ جریر نے دودھ ڈال دیا۔ جریر نے کہا تو نے دیکھا کہا ہاں۔ کہا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہے۔ کہا نہیں۔ کہا یہ بڑا شاعر ہے تو جانتا ہے کہ یہ بکری کے تھنوں سے دودھ کیوں پیتا ہے۔ کہا اس اندیشہ سے کہ اگر کوئی دودھ دیتا۔ کی آواز سنیکا تو کہیں مانگنے کو آجائیگا۔ کہا دیکھ وہ شخص دنیا میں بڑا شاعر ہے۔ جس نے اس شاعر کے باپ سے اشی شاعروں سے مقابلہ کیا۔ اور خر کر کے سب کو نیچا دکھا کر نوک دم بھگا دیا۔

صاحب الجلیس (الانیس) (نیرم اور دوست) نے اپنی کتاب میں محمد بن حبیب سے کہا اور اوس نے غزل کہی۔
بن ہلال بن جریر سے روایت کی ہے کہ تیرے دادا نے جو یہ شعر کہا تو اوس کا مطلب کس بات کے کرنے کو تھا۔
لَوْ كُنْتُ أَخْلَعُ أَنْ أَشْرَحَ لَهْمٍ يَوْمَ الرَّحِيلِ فَعَلْتُ وَالْمَاءُ أَفْهَلُ
اگر میں جانتا کہ اونکی روانگی کا دن اون سے ملنے کا آخری دن ہے تو میں وہ کام کرتا کہ میں نے کبھی نہیں کیا
کہا کہ وہ اپنی آنکھیں نکال ڈالتا تاکہ اپنے احباب کو رخصت ہوتے نہ دیکھتا۔

صاحب الاغانی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مسعود بن بشر نے کہا میں ابن منذر سے پوچھا کہ دنیا میں بڑا شاعر کون ہے۔ کہا وہ شخص جو چاہے کھیل کی باتیں کہے (اور افسانہ لکھے) چاہے ٹھیک ٹھیک باتیں (اور واقعات بیان کرے) مگر جب کھیل کو دیکھے تو تو سمجھے کہ میں اس تک پہنچ سکتا ہوں۔ مگر جب پہنچنا چاہے تو وہ اتنی دور ہٹ جائے کہ تو وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ اور جب ٹھیک ٹھیک باتیں کہے تو تجھے اوس تک پہنچنے میں بالکل مایوسی ہو جائے۔ پوچھا تو بھلا ایسا کون شخص ہے۔ کہا جریر جو کھیل کے طور پر کہتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَنْ غَدَقُ بِنَبَاتِكَ غَدَارُفًا جَهْدًا
وہ (معتشوق) جو صبح ہی صبح جلتے وقت تیرا دل لے گئے وہ ایک بڑا چشمہ چھوڑ گئے ہیں۔ جو تیری آنکھ سے ہمیشہ بہتا رہتا ہے۔

فَيُضِنُّ عَبْرَاتِهِ وَقُلْنَ لِي مَاذَ الْقَيْسِ مِنَ الْهَوَىٰ وَلَقَيْنَا

وہیں نے اپنے آنسو روک لئے اور مجھ سے کہا جو کچھ تجھے عشق میں پیش آیا ہے۔ میں بھی پیش آیا ہے
پھر جب ٹھیک ٹھیک کہنے پر آیا تو یوں کہا۔

إِنَّ الَّذِي حَزَمَ أَمْرًا لَمْ يَكُنْ تَغْلِبًا جَعَلَ الذَّبَّوعَ وَالْخِلَافَةَ فِينَا

اوس شخص نے تمام کام اور بزرگیاں نبی تغلب پر حرام کر دی ہیں۔ ہم میں ہی نبوت اور خلافت دیدی ہے۔

يُخْضِرُ الْبَابَ وَأَبُو الْمَلُوكِ فَهَلْ نَكَمُ يَا خَزْرَ تَغْلِبَ مِنْ آدَمَ كَابِيْنَا

میرا باب ہے اور بادشاہ کا باب ہے۔ کیا اے نبی تغلب چنڈے لوگو تو ہمارا باب بھی ایسا ہی ہو جیسا کہ ہمارا

هَذَا ابْنُ عَمِّي فِي دَمِشَقٍ خَلِيفَةً لَوْ شِئْتُ لَسَا قَكَ لَوْ شِئْتُ لَسَا قَكَ لَوْ شِئْتُ لَسَا قَكَ

دیکھو یہ میرے چچا کا بیٹا ہے جو دمشق میں خلیفہ ہے۔ اگر میں چاہوں تو وہ غلام بنا کر تم کو میری طرف چلا دے گا۔

راوی کہتا ہے کہ جب یہ حال عبدالملک بن مروان کو معلوم ہوا تو اوس نے کہا ابن المراءعہ نے مجھے اپنا

نکسبل^(۱۲) بنایا ہے۔ اگر وہ کہتا کہ اگر وہ چاہے تو تم کو میرے پاس غلام بنا کر بھیجے تو بے شک میں اونہیں اس کے

پاس بھیج دیتا یہ اشعار جو اوپر مذکور ہوئے۔ ان میں جریر نے اَحْطَلُ تَغْلِبَی المشہور شاعر کی جو کہ ہے۔ یہ جو وہ کہتا ہے

کہ خدا تعالیٰ نے نبوت و خلافت ہم کو دی ہے۔ یہ اس لئے کہتا ہے کہ جریر تمہیں التلب ہے اور تمہیں مضمر بن تراب بن سعد

بن عدنان جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جالمتا ہے۔ اس سے نبوت و خلافت اور نبی تمہیں مضمر بن جا

لتے ہیں۔ اور یا خزرج تغلب میں خزرج بضم خاء و سکون زلے مجھہ درلے ہملہ جمع اخزرج کی ہے۔ اخزرج اوسکو کہتے

ہیں جسکی آنکھیں تنگ اور چھوٹی ہوں۔ یہ عجمیوں کی صفت ہے۔ اس سے اوس نے تغلبیوں کو عجمی بنایا ہے۔ اور

عرب سے نکالا ہے۔ عربوں کے نزدیک یہ سب سے بڑی بُرائی ہے اور یہ جو اوس نے کہا کہ دمشق میں جو

خلیفہ ہے وہ میرا ابن عم ہے۔ اس سے عبدالملک بن مروان اموی مراد ہے جو اوس وقت خلیفہ تھا۔ تکتین

بفتح قاف خدام اور اتباع کو کہتے ہیں۔ عبدالملک نے جو اسے ابن المراءعہ کہا۔ اوس میں مراءعہ بفتح میم و را

مہملہ و الف وغین معجمہ لقب ہے جریر کی ماں کا۔ اَحْطَلُ مذکور نے یہ جو میں کہا تھا کہ اوس کی ماں لوگوں کی مراءعہ

اس طرح کے ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔ مطلب ادا کرنے کے لئے مجبوراً ہمیں کہنا پڑا۔

یہ بھی جریر کے حالات میں لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان

کے پاس گیا اور ایک قصیدہ سنایا جس کا اول یہ ہے۔

أَتَضَعُكُمْ فَوَإِذَا ذَاكَ غَيْرُ صَاحِي عَشِيَّتَهُ هَمَّ صَحْبُكَ بِالرَّوْحِ

نہج کرنا

(میرے رفیقوں نے مجھے پوچھا) کیا تو ہرش میں ہے یا تیرا دل اس شام سے کہ تیرے ساتھ والوں درستی
نے کوچ کا ارادہ کیا ابھی تک پریشان ہے اور ہرش میں نہیں ہے۔

تَقُولُ الْعَادِلُ لَكَ شَدِيدُ
اهَذَا الشَّيْبُ يَنْدَعِي مَرَا حِي
وامت کرنے والیاں کہتے ہیں۔ کہ تجھ پر بوڑھا پاچھا گیا ہے۔ تو کیا یہ بوڑھا پاچھے مزاح اور ہنسی سے منع کرتا ہے
تَعَزَّتْ أُمُّ خُزَيمَةَ لَمَّا قَالَتْ رَأَيْتُ الْمُؤْمِنِينَ ذَوِي لِقَاسٍ

(مریری بنی) امر خزہ کو آخر کار صبر آیا اور تسلی ہوئی پھر (اسے چھوڑ کر میرے جاس نے پیرا غنی ہوئے اور کہا میں
دیکھتے ہوں تمہارے نوکر (خلیفہ کی بخشش سے) اونٹنیوں کا گدہ لئے ہوئے پانی کی جگہ پر ہنکالتے لائینگے۔

لَقِيَ اللَّهَ لَيْسَ شَيْءٌ يَكُ
وَمِنْ عَذَابِ الشَّيْطَانِ بِالْبَاطِلِ
خدا پر بھروسہ کر جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ خلیفہ کے پاس سے مجھے علاج کی امید ہے۔

سَأَشْكُرُ إِنْ رَدَدْتَ إِلَيَّ رِيشِي
وَأَنْبَتَ الْعَوَاجِدَ فِي جَنَاحِي
(اے امیر) اگر تو میرے پر پر بھی مجھے پھیر دیکھا۔ اور میرے بازوؤں میں پردوں کی کھونٹیاں بڑھنے دیگا
تو میں تیرا شکر گزار ہوں گا۔

أَلَسْتُ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا
وَأَنْدَى الْعَالَمِينَ بِطَوْنِ رَاحٍ
کیا تم اون سب لوگوں سے جو اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں بہتر نہیں ہو۔ اور باتھ کی ہتیلیوں کی طرح عالم
میں بڑی بخشش کرنے والے نہیں ہو۔

جریر کہتا ہے کہ جب میں اس بیت پر پہنچا تو عبد الملک جو نکیہ لگاے بیٹھا تھا: دیکھ کر سیدھا بوجھٹا
اور کہنے لگا جو شخص تم میں سے ہماری طرح کرنا چاہے تو اس طرح سے مع کیا کرے۔ نہیں تو زبان کو مہر سکوت
لگا کر بیٹھ جائے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا جریر بنی کلب کے مویشی کے سونا توں سے کیا۔ اُمّ خزہ
کی پیاس تجھ جا بگی۔ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین اگر اس سے پیاس نہ بجھے تو خدا اس کی پیاس کبھی
نہ بجھائے۔ خلیفہ نے کہا اسی سو سیاہ چشمی اونٹنیاں دیدو۔ میں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین ہم سب بورہی
ہیں کسی کے پاس کوئی اونٹنی فاضل نہیں اور اونٹ بھٹک جانے والی چیز ہے۔ براہ مہربانی کچھ راعی بھی
عنایت فرمائے۔ اس پر آٹھ راعی بھی عطا فرمائے اس کے رو برو اس وقت طلائی پیالہ رکھے
ہوئے تھے۔ اور ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین دودھ دوہتے کیلئے

کچھ برتن چاہیے اور ایک پیرائے کی طرف اشارہ کیا۔ خلیفہ نے تپتھری سے میری طرف سر کیا اور کہا لے لے۔
خدیجہ نے برا کر کہے۔ اسی قصیدہ کی طرف جریر نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے۔

أَخْلَعْنِي هَذَيْنِ تَخْتَلِدُ وَهَاتَيْنِ أُنِيَّةً نَارُ عَصَا خَيْرِ مَنْ كُنَّ وَتِلْكَ دَسْمَةٌ

انہوں نے ایک ہنیدہ دزیکٹا، دیا جسے آٹھ آدمی ہنکا کر سہجئے، اون کی بخشش میں احسان جتایا نہیں
جانا اور دس دسے نریاؤں سے سخت کرتے ہیں۔

ہنیدہ، بضم الہا، بصدیقہ تصغیر سوکا علم ہے۔ اسی لئے اکثر علماء نے دس کی بجائے سہ کے لئے کہ اوس پرالف
نام تصریف کا نہیں داخل ہونا چاہیے۔ تاہم بعض سے اس کا جزا بھی آیا ہے۔ ابو الفتح بن ابی حنیفہ الشافعی
تکلیبی مشہور شاعر ایک قصیدہ میں کہتا ہے۔

آيْتَهَا الْقَلْبُ لِدَيْكَ كَأَنَّ فِي وَحْشٍ أَوْ لِي نَصْفُ الْهَنْدِ عَذْرَا

لے دل نصف ہنیدہ کی عمر لے اور معشوقوں کی طغانات کے شوق کے لئے جن کے چہرہ پر خط نمودار
ہو گیا ہے اب تیرے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا ہے۔

یعنی پچاس برس نے جو سو کا نصف ہوتا ہے۔ وائسرا علم۔

جب فرزدق مرگیا۔ اور جریر نے مرثیہ بہت روایا اور بولا۔ میں جانتا ہوں اوس کے بعد میں بھی بہت زندہ نہیں رہونگا
ہم ایک ہی ستارہ کے عمل میں پیدا ہوئے تھے اور ہم دونوں میں سے ایک دوسرے سے مشغول رہا کرتا تھا۔ ایسا
بہت ہی کم ہوا ہے کہ کسی کا کوئی مخالف یا اوس کا دوست مرگیا ہو اور دوسرا بچا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شاعر
(مرثیہ) میں ہی جو یہ بھی مرگیا جس میں فرزدق مرا تھا۔ چنانچہ اوس کے بیان میں اپنے موقع پر ذکر آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
ابو الفرج بن الجوزی نے لکھا ہے کہ جریر نے مرثیہ میں وفات پائی تھی۔ ابن قتیبة کتاب المعارف میں کہتا ہے۔ کہ
جزیر اپنی ماں کے پیٹ سے سات ہی ہفتے میں پیدا ہوا تھا۔ فرزدق کے بیان میں جریر کی موت کا کچھ ذکر آئیگا
انشاء اللہ تعالیٰ وہاں دیکھنا چاہیے۔ جریر کی وفات ۱۲۳ھ میں ہوئی تھی۔ اس وقت اوس کی عمر کچھ اوپر انیس سال
کی تھی۔ حرزہ بفتح حاء ہلہ و سکون زلے مجھ وراے ہلہ و حاء ساکنہ۔ خطفی بفتح خاء مجھ و۔
طائے ہلہ و فاء و یاء تھانیہ۔ یہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ وہ اوس کا نائب تھا و اللہ اعلم۔

و، ان تینوں شاعروں کے حالات کتاب الاغانی میں اچھی طرح دئے ہوئے ہیں۔ ابیہامک جابر علیہ السلام میں بھی
مشرام کا سن پر سول نے ان کے سوانح عمری لکھی ہے۔

(۲) ان چار مضامین کے سوا عرب کے شاعری میں تعریف یعنی ایسا بیان کہ جس سے کوئی خاص شخص سجدے میں آجائے اور نصیحت بھی دو مضمون اور ہیں جو اکثر اشار میں بیان کئے جاتے ہیں مگر یہاں ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

(۳) عربی مذاق کے مطابق معشوق کی تکلیفیں تیز اور اوپر نہ دیکھنے والی ہونا چاہئیں۔ لیکن بیمار اور اوپر نہ دیکھنے والا اور ضعیف و کم زور کے ایک ہی سے معنے ہیں۔ بعض شعرا اور کچھ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں بیمار آنکھوں سے نہیں، ارڈالا ہے۔

(۴) دیکھو تذکرہ (۶۰۲)۔

(۵) رصفانہ شہر زریہ سے ایک منزل مغرب کو رقبہ کے مقابل اقمہ تھا۔ ابراہم اللہ نے اس کا عرض بلد ۳۰ درجہ شمال کو بتلایا ہے۔ اسے رصفانہ شاعر بھی کہتے تھے۔ کیونکہ اس کا بانی ہشام بن عبد الملک تھا جس نے اس میں اپنا گروہی مکان بنایا تھا۔ اور طاعین سے بچنے کیلئے وہاں ہارنا تھا۔ جو اس زمانہ میں شام میں پھیلا ہوا تھا (طاعین) (۶) عرب میں جاہلیت کے زمانہ میں سالانہ عکاظ وغیرہ پانچ مقامات پر میلہ لگا کرتے تھے۔ ان میں عرب کے شاعر جاتے اور اپنے اشعار سنایا کرتے تھے۔ دیکھو شرح دیوان امر القیس کا دیباچہ۔

(۷) ابو فراس الفرزدق کی کیفیت ہے۔

(۸) جو چھکو اور چھکو ایک ہی سے خیال بتاتا ہے۔

(۹) یہ تشبیہ فرزدق کی ذات کے واسطے ہے۔

(۱۰) کشف الظنون میں اس کتاب کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

(۱۱) اس کے نسبت فرانسیسی زبان میں نوٹ دیا ہے جس کو میں نہیں سمجھتا ہوں۔

(۱۲) یہاں اصل شعر میں ضمیر مخاطب متصل ہوئی ہے جس کا ترجمہ میں نے بھی غلطی ہی کیا ہو لیکن درحقیقت یہاں ضمیر مخاطب سے مراد ضمیر منکلم سے ہے۔ عربی اشار میں ایسی صورت بکثرت ملتی ہے۔

(۱۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ۔ نہ خیال کر کہ جو کچھ غش میں پیش آتا ہے اسے ہم تمہاری محسوسات سے مشابہ کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ بھی اس اثر کو ضروری محسوس کرتے ہوں گے۔ لیکن اپنے ضعف کو مشابہ نہیں کرتے ہیں۔

(۱۴) ہم نے شرطی کے معنی یہاں کانسٹبل کے لئے ہیں۔ متنبہ الفاظ میں اس کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ اصل میں شرطی کو توالی کے ایک سپاہی کو کہتے ہیں۔

(۱۵) خطل ایک عیسائی شخص تھا۔ بنی تغلب نصرانی تھے اسی واسطے بنی تغلب اگرچہ عربی نسل سے تھے۔ مگر زکوۃ سے

کشتے تھے وہ اپنے مویشی میں سے چالساواں حصہ نہیں دیتے تھے۔ لیکن جن مشترکہ عاکب میں وہ رہتے تھے وہاں اون کو جزیرہ دینا پڑتا تھا۔

(۱۶) مراخہ و دگہ میا جو زکونع ذکر ہے۔ ذیل ماحشہ۔

(۱۷) سیاہ چشمی اونٹنیوں سے اچھی نسل کی اونٹنیاں مراد ہیں۔

(۱۸) پیادہ پائیں چل سکتے۔

(۱۹) لفظی ترجمہ وہ تھے نفع دے عربی میں اکثر دعا کو بددعا کیہ الفاظ میں بولنا کرتے ہیں۔ مگر اون سے مطلوبہ اچھا خیال ہوتا ہے۔

(۲۰) ہنیدہ عرب میں بعینہ ایسی ہے جیسے اردو میں کوٹری ہیں۔ کھلے یا درجن بارہ کے لئے بولتے ہیں۔
(۲۱) یعنی عشق و محبت کا زمانہ اب جا رہا ہے۔

(۲۲) دیکھو تذکرہ (۵۵۷)۔

(۲۳) یا ما ایک خطہ اور ایک شہر کا نام ہے جو کوسطہ کے مشرق میں واقع ہے اور الکلیف واقع ساحل بحر عمان سے چار منز کے فاصلہ پر ہے (ابوالفدا)۔

۱۲۸۔ ابو عبد اللہ جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین

بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین

مذہب امامیہ والوں کے بارہ اماموں میں سے ایک امام اور سادات اہل بیت سے تھے۔ انہیں صادق صدق کلام کے سبب سے کہتے تھے اون کے فضائل اس قدر مشہور ہیں کہ ذکر کی حاجت نہیں۔ انہوں نے فن کیمیا اور زہر (شگون) اور فال میں ایک کتاب بنائی ہے۔ ابو موسیٰ جابر بن حیان صوفی طرسہ لیلیٰ اون کے ایک شاگرد تھے۔ انہوں نے ہزار ورق کی ایک کتاب بنائی تھی جن میں جعفر صادق کے رسائل درج ہیں ان رسائل کی تعداد کوئی پانچ سو ہو گئی آپ (ع) میں جو سیل انجاث (سخت سیل) کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا ہے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب ۳۰ ماہ رمضان ۳۳۰ کو پیدا ہوئے تھے اور شوال ۳۳۰ (ع) میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ یقین میں جہاں اون کے باپ محمد الباقر اور اون کے

داو اعلیٰ زین العابدین اور ان کے دادا کے چچا حسن بن علی رضی اللہ عنہم اچھٹوں کی قبر ہے۔ مرقیہ ہے۔ اللہ عزوجل
کیا ہے شرف و اکرام ہے وہ قبر کو جہاں ایسے ایسے بزرگ آسودہ ہیں۔ ان کو ان اہم فروع ہمت تھہم بن محمد بن ابی بکر
الصديق رضی اللہ عنہم جھیں تھی۔ ان دو دنا موس میں سے ہر ایک کا ذکر اپنے اپنے مرقع پر اسے گا انشاء اللہ
تذکرے۔ کتبہم نے کتاب انصاف و انوار میں ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت موس نے اقام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے
پوچھا کہ اگر کسی کفر میں نے ایک ہرن کے راجعہ (کچھیاں) توڑ ڈالیں تو اس کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں۔ حضرت امام
ابو حنیفہ نے فرمایا ان رسول اللہ میں تو اس مسئلہ سے واقف نہیں۔ حضرت حماد قرظی نے کہا تم تو ایسے بڑے عالم
ہو اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہرن کے راجعہ (کچھیاں) نہیں ہوتیں اس کے فطرتاً ہی جو اکرئی ہے۔

(۱) صادق سچا جو جھوٹ نہ رہتا ہو۔ مستحیجہ و محبوب دانوں۔ نہ پانچ خالات کے مطابق خطیبانہ لقب۔ ان کو دیا ہے۔
(۲) جابر بن حنیان ایک مشہور کیمیا گر کا نام ہے جسے ابن بریجہ جو جس کے نام سے بولا کرتے ہیں۔ کیمیری کے نام سے اس کا
کچھ حال لکھا ہے جو اس نے تاریخ اھلکام سے لیا ہے شکیں اور غالی کی نسبت جو کتاب میں بنائی گئی ہیں وہ بالکل
جھوٹی ہیں۔ بلکہ اسلام کے خلاف ہیں ان کو ماننا اور سچ سمجھنا اسلام کو جھٹلاتا ہے۔

(۳) سنہ میں گاہ شہر میں ایک میل آیا تھا جس سے کچھ آدمی تباہ ہو گئے تھے۔ اسی واسطے یہاں سیل اٹھا
بقدم جیم پتائے تھلی) کہلاتا تھا (عیون التاریخ ابن شاکر)

(۴) ابو الفتح محمود بن اسدین مخاطب کشاجم ایک مشہور شاعر اور لغوی متنب کا مہر تھا۔ اس کے تصنیف سے
ذیل کی کتابیں ہیں۔ ادب القندیم (جس میں پاس بیٹھنے والوں کے صفات کا ذکر ہے) المصائد والمطارد (جال اور
شکار) جس کے نسبت قیاس چاہتا ہے کہ اس میں دل لگی اور ظرافت آمیز قصص و حکایات لکھے گئے ہونگے مجموعہ
رسائل و دیوان اشعار بھی اسی کے یادگار سے باقی ہیں۔ سنہ ۶۹۶ھ میں اس نے وفات پائی ہے
(فہرست ذہبی کے تاریخ الاسلام)

(۵) دیکھو تذکرہ - ۳۶

(۶) جو شخص حج کا احرام باندھ لیتا ہے تو پھر شکار وغیرہ کے اجازت نہیں ہوتی۔ احرام حج کے ایام میں بغیر سلاہوا
کپڑا حجاج پہنا کرتے ہیں۔ فقہ میں اس کے تمام قواعد درج ہیں۔

(۷) اونٹوں کے منہ میں کترنے کے واسطے کھلیوں کی قسم کے دانت اور داڑھیں ہوتی ہیں لیکن اکثر چوپایوں کے منہ
میں کترنے کے دانت اور داڑھیں ہی ہوا کرتے ہیں یہ بات خصوصیت کے ساتھ بدو عربوں کو ہی معلوم تھی۔

بارون الرشید کا وزیر تھا۔ علقہ راقدا، حکمران ہندی بہت اور غمت محل و جلالت مترسرتین بارون الرشید کی نگاہ میں کوئی اور اس کا ہم و شریک نہ تھا۔ ہر کسی کے ساتھ بالکل شرفانہ پیش آتا خندہ پیشانی کشا وہ روی اسے دیتین کرتا جرد و سخا اور نیک و عطائیں وہ اس قدر مشہور تھا کہ بیان کی حاجت نہیں۔ وہ بہت بڑا فصیح تھا اور بلا لسانی میں مشہور و معروف تھا کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک رات تین بارون الرشید کے سامنے ہزار درخواستوں سے زیادہ پڑھ کر مان گئے۔ مگر باوجود اس کثرت کار کے ایک بھی غمہ کے خفا نہ تھا اس کے باپ نے اسے تھا ابو یوسف حنفی کے سپرد کیا تھا۔ انہوں نے اسے علم چڑھایا اور فقہ سنبھالی تھی۔ یہ بات ابن القادی نے کتاب اشباہ الزمرا میں بیان کی ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے اپنی خطا کا ذکر کیا تو جعفر نے کہا کہ ہم نے جو معافی میدی، اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے تجھے ہمارے سامنے خدا کے سامنے غنی کر دیا ہے۔ اور ہم کو تیرے ساتھ اس قدر محبت ہے کہ تجھ پر بدگمانی کسی طرح ممکن نہیں۔ ایک مرتبہ کسی عامل کی اس کے پاس شکایت آئی تو اس نے کہا کہ تیرے شاکی بہت ہیں۔ اور احسان نہ بہتہ نہیں۔ اگر تجھ سے عدل ہو سکتا ہے تو بہتر و نہ کام سے علیحدہ ہو جاؤ اس کی فطرت و دانشمندی کی باتوں میں یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ اسے ایک مرتبہ خبر پہنچی کہ آن رشید بہت مغموم ہے۔ کسی یہودی نے اس سے کہہ دیا کہ اسی سال رشید مر جائے گا۔ وہ یہودی خلیفہ کے پاس ہے جعفر ابویوسف سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو واقعی وہ نہایت غمگین بیٹھا ہوا ہے۔ جعفر نے یہودی سے پوچھا کیا کہنا ہے۔ امیر المؤمنین فلان فلان تاج اور دن کو مر جائیگا۔ کہا ہاں۔ پوچھا کہ تیری کتنی عمر ہے۔ کہا اس قدر جو ایک بڑی مدت تھی۔ جعفر نے رشید سے کہا کہ اسے مار ڈالنے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹا ہے۔ جیسے اپنی عمر کی نسبت اس کی بات جو ٹھٹھائی۔ ایسے ہی آپ کی نسبت بھی ہوگی۔ پھر کھجلی نے اسے قتل کر دیا۔ اس سے رشید کا غم ختم ہوا۔ اور جعفر کا بڑا شکر گزار ہوا اور یہودی کو کسی جگہ قتل کر دیا۔ اس پر اسے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔

سُيْلُ التَّرَكِيبِ الْمُؤَنَّى عَلَى الْجُذُوعِ هَلْ رَأَى لَوَاكِبٍ نَحْمًا يَدَاغِيْرَ أَعْوَمِرَ

اس سوار سے پوچھو جو اوس کچھڑ کے شل پڑ گیا ہو اس سے پوچھو سوار سپہ اوس کا
ستارہ کسی خرابی کے سوا اچھا کچھڑ بھی دیکھ سکتا ہے۔

وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ مِّنْ خَيْرٍ لَّا يَكُنْ تَوَدُّهُ اَوْسَ كَوَاوِسَ الدَّيْرِ
لَا خَيْرَ لَهُ عَنْ سَائِرِ الْمَتَحِيرِ

اور اگر کوئی شے نہ ہو موت کی خبر تیار کرنا تو وہ اوس کے چیران پریشان سرگرمی ہی خبر بنا دیتا۔
وہ سرگرمی موت کی خبر سے نہ ہوتا ہے اگر کیا وہ اس سے ہم کو ایران کے کمر کا اور روم کے قیصر کی اولاد
کا پیو سکا دیتا ہے۔

اَشْهَدُ بِكَ بِمَنْ لَّيْلٍ لِّمَنْ لَّيْلٍ شَرِيَّةٌ وَبِحَمَلِكُ بَادِي النَّشْرِ يَأْتِي شَرْهَ الْخَيْرِ
کیا تو غیروں کی بچتی ہے کبھی بہترین سنا ہے۔ حالانکہ اسے شہر بہترین خبر تیرا ستارہ خود ہی خبر دیتا
اس طرح بیان منجھ نے حاکم سے اپنا خون بہا دیا جعفر بڑا کریم اور بڑی بخشش کرنے والا تھا جیسا کہ
شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے لئے جاتا تھا کہ عشق مقام پر ہو کر گر ہوا۔ اس زمانہ میں وہاں قحط
ہو رہا تھا یہی کلاب کی ایک عورت اور بے بی۔ اور یہ شہر پڑ ہے۔

اِنِّي مَرَرْتُ عَلَى الْعَقِيْقِي وَاهْلِيهِ
یَسْتَحْشِرُونَ مِنْ مَدْرِكِ النَّاسِ فَرُوسًا
میرا عشق مقام پر ہو کر گر ہوا۔ وہاں اوس کے باشندہ شکایت کر رہے تھے کہ ربیع اور موسم بہار کی بارش
کلم ہوئی ہے۔

مَا خَلَقَ هَذَا اِلَّا جَعَلَ جَائِسَ لَهْمٍ
اَنْ لَا يَكُونُ رَیْعُهُمْ مَمْلُوءًا
اب جب کہ جعفر اون کے ہم سایہ ہو رہا ہے تو اگر اون کے موسم بہار میں بارش نہ بھی ہو تو اون کو حصر نہ ہوگا
جعفر نے اسے بہت کچھ دیا یہ دوسری بیت منھا کہ بن سئل الخفاجی کے آیات میں سے لی ہوئی ہے
وَلَوْ جَاوَزْنَا الْعَامَ مَعَ الْكَلْبِ
عَلَى جَدِّ بَنَانٍ لَا يَصُوبُ سَيْحٌ
اگر اس سال سمر ہماری جہاں میں ہوتی تو اگرچہ ہم پر قحط پڑ رہا ہے ہم اس کے پر دا بھی نہ کرے کہ موسم
ہمارا کبابی تھا خبر میں نہ رہا ہے۔

سبحان اللہ یہ خبر کیا ہے شیرین ہے۔ یعنی اوس کا قول غلطی ہو بنا دھاری تھک رہی ہو اہل بیان اس
قسم کے مشکو کو خوشو اللہ نیک کہتے ہیں۔

ابن اسماعیل نے کتاب الاغانی میں اسماعیل بن عبدالمطلب کی سند سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے
یہ حکایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ جعفر بن محمدؑ اپنے گھر میں تھے اور فداوس کے بعد ان کے گھر میں بھی آئے
میں موجود تھا جعفر نے حریری کیڑے پہنے بدن کو خوشبو لگائی اور جین بھی پہنے وہی لباس پہنا یا اور خوشبو لگوائی
اور دربان کو حکم دیا کہ عبدالمطلب بن جعفر کے سوا جو اس کے خانہ سالان تھا اور کسی کو اندر نہ لے دے۔ وہ
نے عبدالمطلب کا لفظ تو سنا مگر بن جعفر ان کا لفظ نہ سنا اس میں جعفر بن محمدؑ کے صاحبزادے کو معلوم ہوا کہ جعفر
بن محمدؑ آج اپنے مکان میں ہے۔ وہ سوار ہو کر جعفر کے خانہ کو آیا۔ دربان نے اس کو نہ بھجوا دیا کہ آیا ہے۔
جعفر نے کہا آئے دو۔ وہ بھی کہ عبدالمطلب بن جعفر ان سے راز سونپتے ہماری حیرت و پریشانی کا حال نہ پوچھو کہ
کیا ہوا جب کہ تم نے دیکھا کہ عبدالمطلب بن محمدؑ شہداء لباس میں ہیں پہنچا اور درختان پر چڑھے اندر داخل ہوا
جعفر کا رنگ فنی پڑ گیا۔ ابن صالح بن عیسیٰ نے بیان کیا تھا رشید نے اس سے فیض پیمائے کہ کہا تھا۔ مگر اس نے
انکار کیا تھا جب عبدالمطلب نے جعفر کی حالت دیکھی تو اپنے غلام کو بلا لیا۔ اور اپنا سیاہ لباس اور قبا سفید
اتار کر اس کے حوالہ کی اور مجلس کے دروازہ پر آیا۔ جہاں ہم سب بیٹھے تھے۔ اور سلام کر کے کہا۔ اپنی مجلس میں
بھی شریک کرو۔ اور جو لباس وغیرہ تم نے پہنا ہے جین بھی دو۔ اس پر فداوس آیا۔ اور ایک حریری لباس اس سے
پہنا دیا پھر اس نے کہا مگر کہا کیا۔ اور ایک رطل (آدھ سیر) فیض بھی لیکر لیا۔ پھر جعفر سے کہا۔ اس سے پہلے
یہ چیز میں نے کبھی نہیں پی ہے۔ ذرا کم دینا۔ جعفر نے ایک گہراؤ سے اس کے سامنے رکھ دیا جس قدر چاہے خود لیکر اؤں
سے پی لے۔ اس نے خوشبو بھی لگائی۔ اور ہمارے ساتھ ہر طرف مجلس میں مشاں رہا جس قدر وہ اس قسم کا کام
کرتا گیا۔ جعفر اسی قدر خوش ہوتا گیا جب عبدالمطلب نے جانا چاہا تو جعفر نے پوچھا کہ آپ کی کچھ ضرورت اور حاجت
ہو تو فرمائیے میں موجود ہوں۔ گو آپ نے جو بھیہر مہربانی کی میں اس کی عوض تو کر ہی نہیں سکتا۔ بہن عبدالمطلب نے
کہا۔ امیر المومنین کے دل میں میری طرف سے کچھ کمزورت ہے اسے نکال دیجئے۔ اور نجد سے پہلے کی طرح اس سے
خوش کر دیجئے۔ کہا امیر المومنین آپ سے خوش ہو گئے۔ اور جو کمزورت اس کے دل میں تھی وہ سب رفع ہو گئی۔
پھر کہا کہ مجھے چالیس لاکھ درہم قرض میں جعفر نے کہا یہ بھی دیدے جائینگے۔ اور وہ ابھی حاضر میں۔ گو امیر المومنین
کے ہاتھ سے دیا جانا آپ کے لئے بہتر ہو گا۔ اور اس سے معلوم ہو جائے گا کہ امیر المومنین آپ سے رشتہ
ہے عبدالمطلب نے کہا میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے بیٹے ابراہیم کو خلیفہ کے خاندان کی کوئی لڑائی بھی مل جائے
میں سے اس کا درجہ بلند ہو جائے جعفر نے کہا کہ امیر المومنین نے اپنی بی بی عالیہ نام حیر سے بیٹے کو دیدی

عبدالملک نے کہا میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اگر میرا بیٹا اس کے ساتھ جائے گا تو اس کا خیر ہوگا۔
 سب کو معلوم ہو گیا کہ امیر المومنین نے اس سے اس کے ساتھ لڑنے کی اجازت دی کہ وہ جہاد میں حصہ
 لے۔ لیکن اس نے غلغلہ سے اس کے لئے غیر ایسے بڑے شہر سے اس کا اقرار کر لیا۔ نہایت تعجب تھا جس کو سب
 رشید کے پاس مبارک سوار ہو کر گئے جعفر اندر گیا۔ ہم باہر سے رہتے۔ ایک ساعت میں گزری تھی کہ اندر سے
 حکم آیا۔ قاضی ابویوسف اور محمد بن الحسن اور ابراہیم بن عبد الملک کہ چیدہ وہ پہرا ابراہیم اندر گیا۔ اور بہت ہی بلند آواز سے
 آگے آگے بولنے ہوئے نکلا۔ عالیہ بنت الرشید سے اس کا کھانچ ہو گیا۔ وہیں بھی ساتھ ساتھ چلی آئی۔ اور
 ہمیں کے ساتھ عبدالملک بن صالح کے مکان کو جا ہی تھی۔ پھر جعفر نکلا۔ اور ہم سے اس کے گھر کو ساتھ چلے تو کہا۔ چنانچہ
 ہم اس کے ساتھ گئے۔ جب وہاں پہنچے تو کہا عبدالملک کی سہیلی باتن تو تم سن چکے ہو نہیں یہ غرور خیال ہو گا کہ
 اکی چلی باتن بھی نہیں۔ ہم نے کہا ہاں بے شک کیا میں امیر المومنین کے روبرو گیا۔ اور عبدالملک کے حصہ اول سے آخر
 سب سنایا۔ وہ سنتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا بہت اچھا بہت اچھا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ تو نے کیا کہا۔ میں نے وہ
 سب باتیں کہیں جن کا میں نے اس سے اقرار کیا تھا غلطی سے اس سے پوچھ لیا۔ اور حکم دیا کہ اس کو سزا دی جائے
 پھر جو کچھ ہوا وہ تم نے دیکھ ہی لیا۔ ابراہیم بن الہدی کہتے ہیں میں نے اس کا کس بات پر میں زیادہ تعجب کیا کہ وہ
 ایک عبدالملک کے مینہ پینے اور اس کے لباس پہننے پر جو نہیں چاہتا تھا۔ وہ تو بڑا پرہیزگار اور صاحب وقار و
 ناموس تھا۔ اس قسم کے کام اس سے نہایت عیبیدہ تھا۔ بشر کے لئے تو اس پر جو اس نے رشید کی طرف
 سے لئے۔ یا رشید کی اس رضا مندی پر جو اس نے اپنے خلیفہ کے اقرار کرنے کے بعد اس میں غماز کیا۔

کہتے ہیں کہ جعفر اور ابو عبیدہ الشقی بیٹے ہوئے تھے کہ ایک گھر کا کچھ اور ابو عبیدہ کی طرف آیا جعفر
 نے کہا کہ اسے بہکا دو اور ابو عبیدہ نے کہا رہنے دو گیا تب سے مجھے اس کے کچھ فائدہ ہو گیا
 کہتے ہیں کہ وہ مبارک ہوتا ہے۔ جعفر نے ابو عبیدہ کو ہزار دینار دے۔ اور کہا لوگوں کا قول سچ ہو گیا اسے ہٹا
 مگر وہ کثیر اچھر ابو عبیدہ کی طرف آیا جعفر نے پھر اسے ہزار دینار دے۔

ابن القادسی نے اخبار الزماہین بیان کیا ہے کہ جعفر نے ایک مرتبہ ایک چمکری چالیں ہزار دینار میں
 چمکری نے اپنے فردخت کرنے والے سے کہا کہ تو نے جو مجھ سے معاہدہ کیا تھا کہ میں تجھے کہیں نہ چھو گا وہ یاد
 ہے کہ نہیں یہ سنتے ہی اس کا مالک رو پڑا اور کہنے لگا۔ لوگو! گواہ رہو۔ میں نے اسے آزاد کیا۔ اور اپنے ساتھ
 نکاح کر لیا۔ جعفر نے سکر جس قدر نقد دیا تھا اسے صاف کر دیا۔ اور کچھ بھی اس سے واپس نہ لیا۔ اس نے

جس نے خوف سے اس کا کہنا نہ مارا جب عباسہ کا کوئی اکیلہ اس طرح نہ چلا تو اس نے مکر و فریب پر مبنی باندی اور جعفر کی ماں عتابہ سے کہلا بھیجا کہ تو مجھے جعفر کے پاس اون لوٹہ یون کی طرح بھیجے۔ جنہیں تو ہمیشہ پہنچا کرتی ہے۔ اس کی ماں کا قاعدہ تھا کہ ہر جمعہ کو ایک یا دو دوشیز لڑکی اس کے پاس بھیجا کرتی تھی اور وہ نوٹدی سے اس وقت تک بہا شرت نہ کرتا جب تک جو بیڑہ نہ پھینکا تھا۔

جعفر کی ماں نے اس کو نہ مانا عباسہ نے کہا اگر تو نہ مانے گی تو میں اپنے بہائی سے کہو گی کہ تو نے ہی مجھ سے ایسے ایسے درخواست کی تھی۔ سو اسے سکے اگر میرے پیٹ سے تیرے پیٹ کا بیٹا پیدا ہو جائے تو تمہارا لئے باعث شرت و عزت ہوگا۔ اور اگر فرض کرو کہ بہائی میرا جان بھی گیا تو کیا کرے گا۔ اس لئے مجبوراً جعفر کی ماں نے اس کی بات مان لی۔ اور اقرار کیا کہ جعفر کے پاس اسے نوٹدی کی طرح بھیج دے گی۔ پہر اپنے بیٹے سے کہا کہ اسے ایک نوٹدی بھیجی گے جو حسن و جمال اور اخلاق و اصناف میں ایسی ہی ہے۔ جعفر کو اس سے اشتیاق پیدا ہوگا اور اپنی ماں سے اس سے موعودہ نوٹدی کو بار بار طلب کرنے لگا جب ماں نے جانا کہ اس کا اشتیاق بڑھ گیا تو عباسہ سے کہلا بھیجا کہ اب تیار ہو جائے فلاں رات کو اسے پہنچو گی۔ عباسہ تیار ہو گئی اور جعفر کے پاس پہنچی۔ وہ اس کی صورت کو شناخت نہ کر سکا۔ کیونکہ رشید کے سامنے کے سوا اسے اور کبھی نہ دیکھا تھا اور وہ ان خوف کے سبب سے نگاہ اوٹھا کر اسے نہ دیکھ سکتا تھا جب جعفر اپنا کام کر چکا۔ تو عباسہ نے کہا۔ کہ یاد شاہن کی بیویوں کی چالاکیاں دیکھیں۔ پوچھا تو کس بادشاہ کی بیٹی ہے۔ کہا میں تیری نوٹدی عباسہ ہوں۔ یہ سنتے ہی جعفر کے دماغ سے سب نشہ اڑ گیا۔ خورماں کے پاس دوڑا گیا۔ اور کہا واللہ تو نے مجھے مفت برباد کر دیا اور عباسہ کو جعفر سے مل رہا گیا اور جب بچہ ہوا تو اسے ایک غلام ریاض نام اور ایک دایہ سماء بڑہ کے سپرد کر دیا اور جب افشاے راز کا خوف ہوا تو انہیں مکہ بھیج دیا۔ اس زمانہ میں رشید کے قعر کی نگرانی یحییٰ بن خالد کو سپرد تھی۔ حرم سر کا انتظام وہ ہی کرتا تھا جب گہر کو جاتا تو قعر کے دروازہ مقفل کر کے کنجیاں لیجا یا کرتا تھا رشید کی حرم اس سے نہایت تنگ تھی۔ زبیدہ نے اس کی اپنے شوہر رشید سے شکایت کی۔ رشید نے یحییٰ سے کہا۔ باوا جان وہ اسی طرح اس سے بولا کرتا تھا زبیدہ آپ کی شکایت کرتی ہے۔ یحییٰ نے کہا امیر المؤمنین کیا مجھ پر آپ کی حرم کی نسبت کچھ تہمت لگائی گئی ہے۔ کہا نہیں کہا تو اس کی بات کچھ نہ سنا چاہئے۔ پہر یحییٰ زبیدہ پر اس کے بعد اور بھی سختی تشدد کرنے لگا۔ زبیدہ نے رشید سے یحییٰ کی یہ شکایت کی۔ رشید نے کہا یحییٰ سر نزدیک کسی اتہام کے قابل نہیں۔ زبیدہ نے کہا اگر وہ نہیں ہے تو اس نے اپنے بیٹے کو کیوں نہیں روکا۔ کہا

اس بات سے زبردستی عیساؑ کا تمام قصہ سنایا۔ رشید نے پوچھا کہ اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہا کہ یہ سب روایات اور ثبوت کیا اور کار ہے۔ پوچھا کہ ان سے کیا وہ اسی جگہ تھا۔ مگر جب افشا سے راز کا خوف ہوا تو اسے کلمہ جہید یا کلمہ کہا تیرے سوا کوئی اور بھی اس امر سے واقف ہے۔ کہا قصہ میں کوئی ایسی نوٹدی نہیں۔ جسے یہ بات معلوم نہ ہو۔ خلیفہ خاصوش ہو گیا اور حج کا ارادہ ظاہر کیا۔ پہر حج کو روانہ ہوا۔ جعفر بھی ساتھ ساتھ چلا۔ عیساؑ نے خادم اور دیہ کو کہا کہ وہ لڑکے کو لیکر مین کو چلے جائیں۔ اسی میں رشید کہہ پہنچا۔ اور لڑکے کی تلاش کے لئے ایک معتبر آدمی کو مقرر کیا۔ جس نے اسے صحیح وسلامت ڈھونڈ نکالا۔ اسی سے رشید کے دل میں برا کہی کی خراف سے رنج پیدا ہو گیا۔ ابن عبد اللہ نے نبی الافلس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ میں لکھا ہے۔ اس کی شرح میں ابن بدرون نے اس معاملہ کا ذکر کیا ہے۔ اس قصیدہ کا اول یہ شعر ہے۔

الدَّهْرُ يَفْجَعُ بَعْدَ الْعَيْنِ بِالْأَكْثَرِ فَمَا الْبِكَاءُ عَلَى الْأَشْبَاحِ وَالْقُصُورِ
وہر اصلی (بد نصیبی) کا گم کرنے کے بعد اس کے اثر سے سنا مار رہتا ہے۔ تو کین کوئی سایہ اور در پر چھائیوں اور
جھوٹے صورتوں پر رویا کرے۔

اس قصیدہ میں ابن بدرون کے اس قول کی شرح میں ابن بدرون نے جعفر کا ذکر کیا ہے۔
وَأَمَّا قَتَّ جَعْفَرًا وَالْفَضْلَ بِرُمَّةٍ وَالشَّيْخَ عَجَّيَّ بِرَيْقِ الصَّامِرِ الذَّكْرِ
بدقسمتی نے جعفر کو تلوار سے موت کا مزہ چکھایا۔ حالانکہ فضل اور بھڑا عجمی اس سے دیکھ رہی تھی۔
اور ابو نواس کے بھی بعض آیات میں جن میں اسی معاملہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ جسے ابن بدرون نے لکھا ہے وہ آیات یہ ہیں۔

الْأَقْلَاقُ لَا يَبِينُ اللَّهُ وَابْنُ الْقَادَةِ السَّائِ إِذَا مَا نَاكَتَ سِرِّكَ أَنْ تَفْقِدَ الرَّسَدَ
بہا کہہ دالہ کے امین اور آل امیر ان لشکر اور شہر یاروں سے کہ جب کوئی تیرے دہید کا توڑنے والا ہے
سکھ کی غفلت و رزی کہے کہ تو اس کا سر کھو دینا توڑ دینا چاہیے۔

فَلَا تَقْهَرُ بِالسَّيْفِ وَتَرْجُوهُ لِعِبَاسَةٍ
تو اسے تلوار سے قتل نہ کر کہ عیساؑ سے اس کا خوف کر دے

اس راوی کے سوا اور دوسرے اس قصہ کے اس طرح کہہ رہے ہیں کہ ابو جعفر عجمی بن عبد اللہ بن حسین (انوار) حضرت علی (ع) ایک شخص تھا جس نے رشید سے مناد کی گئی۔ اس نے گرفتار کر کے جعفر کے سپرد کر دیا۔ مگر

پاس قید رہے۔ یحییٰ نے جعفر کو اپنے پاس بولایا۔ اور کہا جعفر میرے معاملہ میں خدا سے ڈر۔ اور میرا نہ کر کے میرا
 ناما محمد رسول اللہ علیہ وسلم تیرا دشمن ہو جائے۔ دانشمندان سے کہ کوئی بڑا کلمہ نہیں کیا ہے۔ اس سے جعفر
 کے دل میں رحم آیا۔ اس سے کہا جہان تیرا دل چاہے وہاں چلا جا۔ یحییٰ نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمیں راستہ میں
 لوگ پکڑ لیں اور پھر بیان لے لیں۔ اس نے جعفر نے اس سے اپنے آدمیوں کے ساتھ امن کی جگہ میں پہنچا دیا جب
 یہ خبر رشید کے پہنچی تو اس سے بولایا۔ اور بڑی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ اور کہا جعفر یحییٰ کہاں ہے۔ اس نے کہا وہاں
 تھا وہیں ہے۔ کہا میری جان کی قسم۔ اس پر جعفر حیرت میں آ گیا اور کچھ نال کر کے کہنے لگا رہا نہیں ہے بلکہ تیری جان
 کی قسم میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔ رشید نے کہا بہت ہی اچھا
 کیا۔ جو میرے دل میں تھا تو نے اس کے خلاف نہیں کیا ہے۔ جب جعفر اوتھ کر چلا تو اس سے دور تک دیکھتا رہا۔
 اور بولا کہ اگر تجھے میں نہ مار ڈالوں تو خدا مجھے بھی مار ڈالے۔ کہتے ہیں کہ کسی نے سید بن سالم سے پوچھا کہ یحییٰ
 نے کیا گناہ کیا تھا جس سے رشید اُن سے ناراض ہو گیا تھا۔ کہنے لگا کہ جو کچھ کام رشید نے اُن کے ساتھ کئے
 اُن کا کوئی بھی پایا نہیں جاتا۔ بجز اس کے کہ اُن (کے عروج) کا زمانہ بہت لمبا ہو گیا تھا۔ اور جو بات دیر تک
 رستی ہے لوگ اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ واللہ وہ لوگ بھی جو تمام دنیا کے آدمیوں سے اچھے تھے حضرت
 محمدؐ کے زمانہ کے طول سے جس میں عدل اس کا دروسعت اموال اور فتوحات ایسے ہوئے ہیں جس کا نظیر نہیں
 اور ایسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے طول سے ایسے ناراض ہو گئے تھے کہ اُن دو کو قتل
 کر دیا۔ علاوہ برین رشید نے دیکھا کہ انعام و اکرام برکیوں کی عادت ہو گئی ہے۔ اور لوگ ان کی بہت تعریف کرتے
 ہیں اور ان کو اپنی امید براری کا سر شمع جانتے ہیں۔ رشید کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں کرتا۔ بادشاہوں کو اس قسم
 کی ادنیٰ بات بھی گران گزرتی ہے۔ اس سے اس کے دل میں بدی مانگی اُن کی خرابی کے درپے ہوا۔ اور یحییٰ
 اُن کی ڈھونڈنے لگا۔ اس کے سوا اُن سے خاص کر جعفر اور فضل سے کچھ گستاخیاں بھی ہوئیں۔ یحییٰ تو بڑا
 حائل تھا اور امورات و نیوی میں اس سے بڑا تجربہ حال تھا اس نے تو ایسی باتوں سے پرہیز کیا۔ پھر ان کے دشمن
 بھی رشید کے پاس بہت ہو گئے تھے۔ فضل بن الریح وغیرہ اُن کی اچھی باتیں تو اس سے چھپاتے اور بُرائیاں
 بیان کر دیتے تھے۔ آخر ان سب باتوں کا نتیجہ جو ہوا وہ ہوا۔ اس کے بعد رشید کے روبرو جب کوئی اُن

کو بُرائی کرتا تو وہ یہ قول پڑھتا تھا۔

مِنَ الْيَوْمِ أَوَسَدُ الْمَلَائِكَةِ سُدًّا

أَقْلُوا عَلَيْهِمْ لَا أَبَا لَيْعٍ كُمْ

نعت ہو تھا اسے باپ دادا لون پراون پر طاقت کم کر دیا جس مکان کا اونھین نے رہستہ روکا تھا اسے کہہ کر
یہ بھی کہتے ہیں برکیون کی خرابی کا سبب یہ ہوا تھا کہ کسی ایسے شخص نے جس کو نوگ جانتے نہ تھے۔ روک کر کہا
نوشہ دیا جس میں ذیل کے اشعار بھی تھے۔

قُلْ لَا مِثْلَ اللَّهِ فِي أَمْثَلِهِ وَسِنَّ إِلَهِ الْحُلِّ وَالْعَمْدِ

دنیا میں اللہ کی طرف سے جرمین ہے اور جس کے ہاتھ میں امور سلطنت کے حل و عقد کہوئے باندھنے
کا اقتدار ہے کہہ دو۔

هَذَا بَرُِّي حَتَّى قَدْ عَدَا مَا كَلَّا مِثْلًا مَا بَيْنَكُمْ أَحَدٌ

یہ بھئی کا بیٹا جعفر ملک اور سلطنت کا تیرے ہی طرح مالک ہو گیا ہے (اس وقت) تم دونوں کے اقتدار
میں کوئی فرق باقی نہیں رہا ہے۔

أَمْرٌ مَرَدُّهُ إِلَى أَمْرٍ وَأَمْرٌ لَيْسَ لَكَ دُ

تیرا حکم اس کے حکم کے سامنے توڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے حکم کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

وَقَدْ بَيَّ الدَّارَ لَتِي مَابَنِي الْفَرَسِ لَهَا مَثَلًا وَلَا الْهِنْدِ

اوس نے جو مکان بنایا ہے وہ ایسا ہے کہ نہ تو ویسا اہل فارس نے بنایا نہ کہیں ہندوستان میں نے
الدُّرُّ وَالْيَا قُوْتٌ حَصْبًا وَهَآ وَتَرُفُّهَا الْعَنْبَرُ وَالنَّدَى
اوس میں گنگریوں کی بجائے موتی اور یاقوت کی گچی کی گئی ہے۔ اور اوس کے فرش کی مٹی غنبر و

عوود کی بنائی گئی ہے۔

وَنَحْنُ نَحْشَى أَنْ نَوَاسِدَ مَلِكِكَ إِنْ غَيَّبَكَ الْحَدُّ

ہم کو اندیشہ ہے جب تو قبر میں جا کر چھپ جائے گا تو وہی ملک کا وارث ہو جائے گا۔

وَلَكِنْ يَبَاهِي الْعَبْدُ أَرْبَابَهُ إِلَّا إِذَا مَا بَطِيَ الْعَبْدُ

کوئی غلام اپنے ارباب اور مالکوں سے برابری نہیں کر سکتا۔ مگر اسی وقت جبکہ وہ غلام گستاخ ہو گیا تو

جب رشید نے اسے پڑھا تو دل میں جعفر کے برائی کا خیال پیدا ہو گیا۔ ابن بدرون بیان کرتا ہے کہ رشید

براہمہ کے جگڑی سے چھوٹ گیا۔ تو علیہ نبی الہدیٰ نے ایک روز اوس سے پوچھا کہ میں آپ کو کبھی پورا نہیں

نہیں دیکھتی جب سے آپ نے جعفر کو قتل کر دیا ہے۔ بہلا آپ نے اوسے کیون قتل کر ڈالا۔ کہا اسے میری

اگر اس سید کو میرا شقیص بھی جانتا تو میں دوست بنی جا کر ڈالتا۔

رشید نے جعفر کو برادر شنبہ سلخ المشرک کو اور جعفر کو برادر شنبہ صفر شنبہ آخر جنوری ۸۰۳ھ کو اولیٰ مقام پر قتل کیا تھا جو علائکہ انبار میں ٹھہر کے نام سے مشہور ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ رشید نے جب ۸۰۳ھ میں حج کیا۔ براکھار کے ساتھ تھے تو ان کے ساتھ ایک جبروین محرم شنبہ میں پہنچا۔ چند روز عوف العبادی کے قصہ پر قائم رہا۔ پھر کشمیریوں میں بٹیکر روانہ ہوا۔ چلتے چلتے علائکہ انبار کے مقام پر پہنچا جہاں شنبہ کی شام سلخ محرم کی پہنچی۔ تو اس نے ابوالشام سرور خادوم کو مع ابو عصفہ حماد بن سالک کے کچھ سپاہیوں کے ساتھ بھیجا کہ انہیں انبار کے جعفر کے مکان کو گھیر لیا۔ سرور اندر گیا جعفر کے پاس ابن یحییٰ شیبہ اور ابو زکریا کا گھوڑا منحنی بیٹھے تھے۔ اور وہ کھل میں مشغول تھا۔ وہاں سے سرور نے اسے پکڑ کر نکالا۔ کہنیا ہوا رشید کے دربار تک لے آیا اور قید کر دیا۔ پیروں میں گدہ سے کی بیڑیاں ڈال دیں اور رشید کو اس کے آنے کی خبر دی۔ رشید نے حکم دیا کہ گردن مار دی جائے۔ پھر طبری نے یہاں جعفر کے پورے حالات تحریر کئے ہیں۔ واقعی کہتا ہے کہ رشید کے سے مراجعت کر کے علائکہ انبار کے مقام عمرین ۸۰۴ھ میں اگر قیام پذیر ہوا اور براکھار سے بڑے بیٹھا جعفر کو غزوہ صفور قتل کر کے بغداد کے پل پہنکوا دیا۔ ایک کنارہ پر اس کا سر تھا اور دوسرے کنارہ پر اس کا جسم تھا۔ مگر اس نے کہا ہے کہ پل پر صراطا نہر کے سامنے لٹکوا دیا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سندی بن شاہک کہتا تھا کہ میں ایک روز بدرقہ کے بالاخانہ پر مغربی طرف کو شب میں سو رہا تھا خواب دیکھتا کیا ہوں کہ جعفر بن یحییٰ میرے سامنے کھڑا ہے۔ اور زبورنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور یہ پڑھتا ہے۔
كَانَ كَرِيْمًا مِّنَ الْجَوْنِ اِلَى الصَّفَا اَنِيْسٌ وَلَمْ يَسْمَعْ بِمَكْتَبَةِ سَامِرٍ
 ہم ایسے اوجڑ گئے کہ جحش میں صفامقام تک کوئی انیس وغنوار تھا ہی میں اور کہ میں کہی کسی شب میں بات کرنے والے نے بات ہی نہ کی تھی۔

بَلَىٰ مَنُ كُنَّا اَهْلَهَا فَاَبَا دَنَا حَوْفُ اللَّيَالِي وَالْجُدُّ وَالْعَوَاثِرُ
 ہاں ہم وہاں رہا کرتے تھے مگر گردش ایام اور قسمت کے ٹھوکروں اور غرضوں نے ہمیں اوجا کر برباد کر دیا گہر کر میں خواب سے اوٹھا اور اپنے ایک خواص سے اس کا ذکر کیا۔ اس نے کہا یہ پریشان خیال ہیں۔
 یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ خواب میں انسان دیکھے اس کے ضرور کچھ معانی ہی ہوں۔ میں اپنے بستر پر اگر لیٹ گیا۔ ابھی میری آنکھ میں پھر نیند نہیں آئی تھی۔ کہ اسی میں سپاہیوں اور چوکیداروں کی ہر بڑی اور ڈاک کے گھونکی

اگسوان کی کبوتر کٹر سنائی دی اور کسی سنہ بلا نیکو نہ کر۔ ارزہ بنایا میں نے کہا، و ارزہ کہو لو کہہ سکتے ہی سلام
 الابرش خادم اوپر کو چڑھا رہا رشید اس سے بڑے سخت کاموں کی انجام دہی کو بھی کرتا تھا۔ میں گہرے بام بدن کانپنے
 لگا۔ اور جانا کہ رشید اس سے مجھ پر پڑا ہے۔ گروہ میں سے پاس آگیتا گیا۔ اور میں نے ایک کاغذ دیا۔ اسے کہو لو
 میں نے دیکھا تو لکھا تھا کہ یہ ہم اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنی مہر لگا کر سلام الابرش کے ہاتھ تیرے پاس بھیجے ہیں۔ اسے
 پڑھ کر قبل اسکے کہ تو ہاتھ سے لکھے یحییٰ بن خالد کے گھر کو جا۔ سلام میں تیرے ساتھ رہے گا۔ یحییٰ کو پکارا اور زنجیر
 سے جکڑ کر شہر منصور میں جو جس الزادہ کے نام سے مشہور ہے لیا کر اسے قید کر دے اور بادام عبد اللہ اپنے
 نائب کو حکم دے کہ وہ اس کے بیٹے فضل کے یہاں آوے۔ وہی وقت جات جس وقت کہ توحیحی کے یہاں جاسے اور
 شیر کے شائع ہونے سے پہلے یہ کام کر دے۔ اور جس طرح توحیحی کے ساتھ عمل کرے۔ اسی طرح وہ فضل کے
 ساتھ عمل کرے۔ اسے بھی جس زمانہ قہ میں لیجانا جب ان دونوں کے کام سے فراغت حاصل ہو جائے۔ تو پھر
 یحییٰ کی اور اس کے بہائین کی اولاد اور اس کے قرابت والوں کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے آدمیوں کو
 چاروں طرف پہلا دے۔

ابن بدرون براکہ کی تباہی کی حالت کچھ تفصیل سے لکھنا ہے۔ اوپر کے بیان سے اس میں کچھ زیادہ ہے
 میں یہاں چاہتا ہوں کہ اسے مختصر صورت میں بیان کروں۔ اپنے پہلے بیان کے بعد وہ کہتا ہے۔ پھر رشید
 نے سندی بن شاہک کو بولایا۔ اور بنداد کو جالے اور براکہ اور اون کے منشیوں اور اہل قرابت کو گرفتار کرنے کا
 حکم دیا۔ اور کہا کہ یہ کام مخفی طور پر کرے۔ اس سندی نے ایسا ہی کیا۔ رشید انبار کے علاقہ میں اس مقام پر
 تھا جسے عمر کہتے ہیں۔ اور جعفر بھی اس کے ساتھ تھا جعفر اپنے گھر میں تھا۔ اس نے ابو زکرا اور بنو نڈیوں کو بولا
 محض نشانہ عقد کی تھی اور پروردہ بندہ ہوا دے۔ ابو زکرا گار ہاتھا۔

مَا يُرِيدُ النَّاسُ مِنَّا مَا يَمْنَأُ النَّاسُ عَنَّا

لوگ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ وہ ہم کو برابر دیکھتے ہی رہتے ہیں۔

اِنَّمَا هُمْ هُمْ اَنْتَ نَظَرُوا سَاقِدُ دَقْنَا

ان کا خیال یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو خوشیاں چھپا کر کرتے ہیں انہیں وہ دیکھ لیں اور غصہ کریں۔

رشید نے اپنے غلام یا سر کو بولایا اور کہا میں نے تجھے ایسے کام کے لئے منتخب کیا ہے کہ جس کیلئے نہ تو محمد
 کو منتخب کرتا ہوں اور نہ عبد اللہ اور نہ قاسم کو۔ سو تو میرے خیال کو پورا کر۔ اس میں مخالفت نہ کرنا ورنہ جان سے

جائے گا۔ یاسر نے کہا اگر تو مجھے حکم دے کہ میں اپنی جان کہو دون تو بھی مجھے کچھ غدر نہیں کہا جعفر بن یحییٰ کے پاس جا۔ اور افسی اوس کا سر کاٹ کر لانا۔ یہ سنتے ہی وہ حیرت میں رہ گیا جواب نہ دے سکا۔ رشید نے کہا سخت مجھے کیا ہڑا کہا بہت ہی بڑا کام ہے۔ افسوس کہ اس سے پہلے ہی میں کیوں نہ مر گیا۔ رشید نے کہا جا میرے حکم کی تعمیل کر یا سر گیا۔ اور جعفر کے گھر میں داخل ہوا۔ بوزگارا گرا ہوا تھا۔

فَلَا يَبْعُدُ وَكُنْ فِيمَا سَيَرَانِي عَلَيْهِ الْمَوْتُ يَطْعَى أَوْ يَغَادِي

دور نہ جا اور زمین نہ چھوڑ۔ ہر ایک شخص کو موت آتی ہی رہتی ہے کوئی رات میں چل جاتا ہے کوئی دن میں۔

وَكُنْ دَخِيرًا لَا يَدْرِي مَا وَإِنْ نَقِيتَ تَصِيرُ إِلَى نِقَادٍ

جتنے ذخیرہ ہیں۔ اگر کتنے ہی مدت باقی رہیں ایک دن ضرور تمام ہو جائینگے۔

وَلَوْ قُودِيتْ مِنْ حَدِيثِ اللَّيَالِي فَدَيْتُكَ بِالطَّرِيفِ وَبِالتَّلَادِ

اگر تو راتوں کے حواث (گروہ شہدائے) سے فدیہ دیکر چرجاے تو میں اپنے اہل پادادوں کی دولت تیرے فدیہ میں دے دوں گا۔

جعفر نے کہا یا سر تیرے آنے سے تو میں خوش ہو گیا۔ مگر تیرا اندر بے اذن چلا آیا اس سے مجھے رنج ہوا یا سر نے کہا ان باتوں سے معاملہ بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ امیر المومنین نے مجھے ایسا ایسا حکم دیا ہے جعفر سنتے ہی بڑا اور یا سر کے قدموں پر گر پڑا اور کہا مجھے اجازت دے کہ میں اندر جا کر وصیت کراؤں۔ کہا اندر جانے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ ہاں وصیت کر دے جو مجھے منظور ہے۔ کہا تجھ پر میرا حق ہے اور اسی وقت اوس کے ادا کرنے کا موقع ہے۔ پھر کہی نہ ہو گا۔ کہا میں موجود ہوں۔ اوس حد تک کہ امیر المومنین کی مخالفت لازم نہ آوے۔ کہا تو امیر المومنین کے پاس جا اور اوس سے کہو کہ میں نے اوسے قتل کر دیا۔ اگر اوسے اوس وقت افسوس ہوا تو تیری ہاتھ سے میری جان بچ جائیگی۔ ورنہ میری نسبت اوس کا جو حکم ہو وہ کرنا۔ کہا یہ تو میں نہیں کر سکتا کہا تو اچھا میں اوس کے خیمہ تک تیرے ساتھ چلتا ہوں تاکہ میں اوس کی بات سن سکوں۔ اگر اوس نے اصرار کیا تو جو حکم دے وہ کرنا۔ یاسر نے کہا ہاں ممکن ہے۔ اور رشید کے خیمہ کی طرف گیا جب رشید نے اوس کے آنے کی آہٹ سنی تو پوچھا کیا کرا یا۔ اوس نے جعفر کی سب باتیں سرائیں خلیفہ نے چلا کر کہا کہ بخت اگر تو اور کچھ جواب دے گا تو میں تجھے اوس سے پیشتر دوسری دنیا میں لے جا دوں گا۔ یاسر نے لوٹ کر جعفر کو قتل کر دیا۔ اور سر لاکر سامنے رکھ دیا۔ رشید دیکھ کر اوسے افسوس کرنے لگا۔ پھر کہا یا سر تیرے قتل شدہ شخصوں کو بولا لا جب وہ دونوں آسے تو کہا یا سر کی بھی گردن بار دو۔ میں جعفر

کے قاتل کا منہ دیکھتا نہیں چاہتا رہتی کلام فی ہذا الفصل۔ یہ بھی اوس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ جب جعفر کو حج کے زمانہ میں رشید کی بارہنہ کا حال معلوم ہوا اور لوٹ کر حیرہ میں پہنچا تو جعفر ایک عیسائی کنیہ کو کچھ کام کے لئے لے گیا۔ وہاں ایک پتھر دیکھا۔ کچھ اوس پر لکھا تھا۔ مگر پڑا نہیں جاتا تھا اوس خط کے پڑھنے والوں کو بولایا۔ اور رشید سے جو اوس کا معاملہ ہو رہا تھا اس بارہ میں پتھر کے نوشتہ سے فال نکالی کہ آئندہ میرے لئے کچھ خون ہے۔ یہاں سے پڑھایا تو اس میں یہ مضمون لکھا تھا۔

إِنَّ بَنِي الْمُنْذِرِ عَامًا أَنْقَضُوا حَيْثُ شَاءَ الْبَيْعَةُ الرَّاهِبِ

اوس سال جب کہ بنی منذر نیت و نابود ہو گئے اوس جگہ پر جہاں پادری گرجا بنا لیا ہے۔
أَصْحُوا وَلَا يَرْجُوا هُمْ رَاغِبِ يَوْمًا وَلَا يَرْهَبُهُمْ رَاهِبِ

تو یہ حالت ہو گئی کہ آج اونس کے پاس کوئی ضرورت والا نہ تو امید لیکر آتا ہے اور نہ کوئی دینی والا دھرم اونس سے
تَتَفَعَّ بِالْمَلِكِ ذُنُوبَهُمْ وَالْعَبْدُ الْوَرْدُ لَهُ قَاطِبِ

اون کی چوٹیوں سے شک کی اور غنیر کی جس پر گلاب کے پھول کو بھی رشک آتا خوشبو نکلتی تھی۔
فَاَصْبَحُوا اَكْلًا لِدُودِ النَّزْلِ وَأَنْقَطَعَ الْمَطْلُوبُ وَالضَّالِّبِ

آخر مٹی کے کیردن کا وہ کہا جا بن گئے اب وہ شخص ہے جس سے لوگ مانگتے تھے اور نہ وہ مانگتے والا
ہی باقی ہے۔

اس سے جعفر کو رنج ہوا اور کہا واللہ ہماری بات جانی رہی۔ صبحی کہتا ہے کہ جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو مجھے بولایا۔ میں اوس کے پاس گیا۔ تو کہنے لگا۔ کچھ آیات میں جو میں تجھے سنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین کی مہربانی ہے یہ آیات اوس نے مجھے سنائیں۔

لَوْ أَنَّ جَعْفَرَ أَخَافَ سَبَابَ الرَّحْمَنِ لَنَجَّابَ مِنْهَا طَيْرٌ مَلْجَمٌ

اگر جعفر ہلاکت کے اسباب سے اندیشہ کرتا تو اوس سے کوئی گام گماڑا کہ پڑا بچا کر لے جاسکتا تھا۔
وَلَوْ كَانَ مِنْ حَدَثِ الْمَنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرْجُوا لِلْحَقَّاقِ بِدَالِ الْعَقَابِ الْقَشْعُمُ

موت کے اندیشہ سے اگر فکر کرتا تو وہ اوس جگہ پہنچ جاتا کہ اوس تک بڑا تجربہ کار عقاب پہنچنے کے بھی امید نہیں کر سکتا تھا۔

لَكِنَّمَا أَقَالَ يَوْمٌ لَمْ يَدْفَعْ الْحَدَّثَانِ عَنْهُ صَفْحٌ

لیکن جب اوس کا دایرہ ان گینا تو کوئی سچم اور ستارہ شمس بھی اوس سے آفت کو دفع نہ کر سکا۔
اس سے من نے جانا کہ یہ اشعار اوس کے ہیں۔ میں نے کہا۔ اس مضمون میں وہ بہت ہی لپٹے بیٹات
میں۔ پھر مجھے رشید نے کہا۔ ابن قریب اچھا اب جاتا ہے تو اپنے گھر کو جا۔

کہتے ہیں کہ جعفر نے ایک روز اپنے آخری اہام میں چاہا کہ رشید کے دربار کو جاسے۔ اصطرلاب مانگا کہ اچھا تو
بیچے۔ اپنے گھر میں وہ دہد کے کنارہ اس وقت بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص کشتی میں جا رہا تھا۔ اوس نے جعفر
کو نہیں دیکھا تھا اور نہ یہ اسے معلوم تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ مگر یہ بیت پڑھنے لگا۔

يَدُ تَرِي الْجَوْمُ وَيَكْسِي دُمَيَّ وَرَبِّ الْجَمْرِ فَعَلُ مَا يَرِيدُ
وہ ستارہ کو دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا کہ ستارہ و نکار جہاں رہتا ہے وہ خود کو ڈالتا ہے۔

یہ سنتے ہی جعفر نے اصطرلاب زمین پر دسے مارا اور سوار ہو کر چل دیا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ علی بن عیسیٰ بن بابان کے قصر کے دروازہ پر خراسان میں اوس شب کی صبح کو جب جعفر
بارگیا علی قلم سے یہ لکھا ہوا ملا۔

اِنَّ اَنَا كَيْنَ بَنِي بَرْمَكُ صَبَّ عَلَيْهِمْ غَيْرُ الدَّهْرِ

ہمارے برمک خاندان کے لوگوں پر زمانہ کے تغیرات کے مصیبت اپڑی۔

اِنَّ لَنَا فِي اَمْرِهِمْ عِزَّةً فَلْيَعْتَبِرْ سَاكِنُ ذَا الْقَصْرِ

اوس کے حالت کو دیکھ کر ہمیں عبرت پکڑنا۔ اور جو شخص کہ اس مکان میں رہتا ہے اوسے ہوشیار رہنا چاہیے۔

جب جعفر کی خبر سفیان بن عیینہ کو پہنچی کہ وہ مارا گیا۔ اور برکیون کی یہ حالت ہوئی تو اوس نے اپنا منہ

قبلہ کی طرف کر کے کہا کہ اسے اللہ اوس نے مجھے دنیا کی سختی سے بچایا تھا۔ تو اوسے آخرت کی سختی سے بچا

جب جعفر مارا گیا تو شعر نے اوس کے اور اوس کے ادراک کی بہت مرثیہ لکھے۔ رقاشی کے چنا بیات یہ ہیں

هَذَا الْخَالُونَ مِنْ شَجْوَى اَفْنَانِ وَعَيْنِي لَا يَلَا بِمَهَا مَنَامُ

جن لوگوں کے دل رنج و غم سے خالی تھے وہ تو سو رہے۔ مگر میری آنکھ کو نیند نہیں بہاتی۔

وَمَا سَكَّرَتْ لَافِي مَسْتَهَامُ اِذَا اَرَاكَ الْمَحِبُّ الْمُسْتَهَامُ

میں اس لئے نہیں جاگا رہا کہ میں عاشق تھا کیونکہ محب عاشق ہوتا ہے وہ جاگتا رہتا ہے

وَلَكِنَّ الْخَوَادِثَ اَرَا قَسِيْنِي فَلِي سَهْمٌ اِذَا هَجَدَ الشَّيَامُ

لیکن حادث اور آفات نے مجھے بھگے رکھا جس وقت سونے والے اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں میرے آنکھوں پر اس وقت نیند نہیں ہوتی ہے۔

أَصْبَحْتُ بِسَاهٍ كَانُوا نَجُومًا هُمُ نُسُقِي إِذَا انْقَطَعَ الْعَمَامُ
مجھے پراسیدہ سرداروں کی مصیبت اگر پڑی جو آسمان کے تارہ تھے۔ او نہیں سے جہیں اس وقت دھند کا پانی بہہ رہا تھا جب کہ ابر سے بارش منقطع ہو جاتی تھی۔

عَلَى الْمَحْصُوفِ وَاللَّهُ يَأْجِيئًا لِدَوْلَتِ آلِ بَرْمَكٍ أَسْلَامُ

اب سخاوت اور فیاضی کو اور تمام دنیا کو چاہئے کہ دولت آل برمک کو رخصتی سلام کر دیں۔

قَلَمًا بَرِّقَ قَبْلَ قَتْلِكَ يَا أَبَوْنِي حَسَامًا فَلَمَّا السَّيْفُ الْحَامُ

اسے چمکے کے بیٹے میں نے تیرے قتل سے قبل کسی تلوار کو نہیں دیکھا کہ اس کو کوئی دوسری تلوار کاٹنے والی ہو۔

أَمَّا وَاللَّهُ لَوْ لَا خَوْفُ وَاشٍ وَعَيْنٌ لِلْخَلِيفَةِ لَا تَنَامُ

بہلا خدا کی قسم اگر کسی چغل خور کا اندیشہ نہ ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں خلیفہ کی آنکھ سوتی نہیں ہے۔

لَطَفْنَا حَوْلَ بَحْرِنَ عِلَّ وَاسْتَلَمْنَا لَمَّا لِلنَّاسِ بِالْحَجَرِ اسْتِلَامُ

تو ہم تیرے لگے ہوئے لاش کی گرد او سے طرح گہرتے اور او سے چومتے جیسے مسلمان لوگ حجر (اسود) کو بوسہ دیتے ہیں۔

اَدَسَ نِيْءُ اَوْرَايَا تَجْفَرُ كِيْ اَوْرَاكِيْ يٰبَانِيْ فَضْلٍ كِيْ مَرْتَبَةٍ يٰبَكِيْ

اَلَا اَنْ سَيْفًا بَرْمَكِيًّا مُّهَنَدًا اَصِيبَ لِسَيْفٍ هَامِشِيٍّ مُّهَنَدٍ

دیکھو برمکیت کی ہندی تیز تلوار ہاشمی ہندی تیز تلوار سے کیسے توڑ ڈالی گئی ہے۔

فَقُلْ لِّلْعَطَا يَا بَعْدَ فَضْلٍ تَعْطَى وَقُلْ لِّلزَّهْدِ يَا كَلَّ يَوْمَ تَجِدَدِيْ

اب فضل کے مارے جانے کے بعد بخشش و سخاوت سے کہہ دو کہ بیگانہ نہیں اور مصائب سے کہہ دو کہ وہ ہر روز نئی جلوس سے نکلا کریں۔

وَعَبْلُ بَنِي عَلِيٍّ الْمُخَرَّجِيْنَ كَيْفَ يَكْتَابُ وَلَا كَسَّ اَيْتُ السَّيِّدِ صَبَّحَ جَعْفَرًا

وَنَادَى مَادٍ لِّلْخَلِيفَةِ فِيْ عَمِيْ

جب میں نے دیکھا کہ ملو جعفر پر پانگئی۔ اور منادی نے خلیفہ کے طرف سے وٹھکی کے گرفتاری کی ندا کی۔
 بَكَيْتُ عَلَى الدُّنْيَا وَآيَقَنْتُ اِنَّمَا قَصَا مَرَى الْفَتَى فِيهَا مَصْفَا رَقَّةَ الدُّنْيَا
 تو مجھے دنیا پر رونا آگیا۔ اور میں نے بالیقین جان لیا کہ اوس میں آدمی کا انجام دنیا کی مفارقت اور
 اوس کا چھوڑ دینا ہے۔

اور صالح بن طریف نے یہی کہا ہے۔

يَا بَنِي بَرْمَكٍ وَاهَا لَكُمْ وَلَا يَأْمِكُمْ الْمَقْبَلَةُ

اے بنی برمک! افسوس تم پر اور تمہارے اقبال کے زمانہ پر۔

كَانَتْ الدُّنْيَا عَرَسًا بِكُمْ وَهِيَ الْيَوْمَ تَكُولُ اَكْرَمَكُمْ

تمہارے لئے دنیا ایک عروس دہن بنی ہوئی تھی۔ مگر آج وہ رانڈ اور بے بچہ کی ماں ہے۔

اگر اطالت کا خوف نہ ہوتا تو شعرا نے جو انکی مدح و ثنائیں یا اونکے مرثیہ میں اشعار و قصائد کہے ہیں۔
 بہت کچھ نقل کرتا۔ مگر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ یہ بیان بہت طویل ہو گیا۔ لیکن واقعہ کا بیان اور مضمون کے تسلسل نے
 مجبور کر دیا تھا۔ جو اس قدر میں نے لکھا۔ دنیا کے انقلابات جو لوگوں پر ہوا کرتے ہیں وہ ایک عجیب حکایت ہے
 جو محمد بن عساکر بن عبد الرحمن ہاشمی صاحب توحید الکونین لکھے ہوئے کہتا ہے۔ ایک مرتبہ میں اپنی والدہ کے پاس گیا۔ قریب
 کا در تھا۔ وہاں میں نے ایک عورت دیکھی جو خاندان کی شریف مگر پہلے پڑانے کپڑے پہنتی تھی۔ میری والدہ
 نے پوچھا جانتے ہو یہ کون عورت ہے میں نے کہا ہمیں کہا یہ جعفر برکی کی ماں ہے۔ یہ سنتے ہی میں اس کی طرف
 متوجہ ہوا۔ اور بڑی عزت سے اس سے سلام کیا۔ پھر کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد میں نے پوچھا
 اماں اس زمانہ میں تو نے کیا عجیب بات دیکھی ہے۔ بولی سب سے بڑی عجیب بات یہ ہے ایک دن عید کا تھا
 کہ میرے پیچھے چار سو لڑکیاں حکم کی منتظر کھڑی ہوتی تھیں۔ اور میں سمجھتی تھی کہ میرا بیٹا میری عزت میرے درجہ
 کے لائق نہیں کرتا۔ ایک دن عید کا یہ ہے کہ میری بڑی خواہش یہ ہے کہ کمریوں کی کہال مجھے ملے جو ایک
 بچانے کے کام آئے اور دوسری اوڑھنے کے۔ وہ کہتا ہے اس پر میں نے اسے پانچ سو درہم دے
 ان درہم کو دیکھ کر وہ تو ایسی خوش ہوئی کہ شادی مرگ کے قریب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ مدت تک ہمارے
 یہاں آتی جاتی رہی۔ آخر کار موت نے ہمارے درمیان مفارقت دائمی ڈال دی۔

عمر بضم عین مہملہ و سکون میم و راسے مہملہ۔ اسی طرح میں نے اسے ایک کتبہ بیڑن دیکھا ہے۔ جس کے

فطرتی ہو گئی اور تصحیح کر دی گئی تھی۔ ابو عبیدہ البکریؓ کا یہ صحیح داسا سے معرکہ لڑا، میں کہتا ہے کہ قلاتیہ العمرہ حجرہ عمر بن عمر کے معنی خانقاہ کے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱) احادیث جعفر اور اس کا تمام بڑے خاندان ہی ہمیں یکجہ تمام ایرانی شیعہ تھے اور میں اسلام ایک فطرتی مذہب ہے اس وجہ سے اون ممالک میں جس کو بنی امید نے فتح کیا تھا بہت جلد وہ پھیل گیا۔ اور ایرانیوں کو مسلمان ہونا پڑا تھا۔ مگر جو عدوت ان کو عربوں سے تھی وہ انھوں نے اس طرح نکالی کہ خدو آل رسول کے طرفدار بنے اور اصحاب رسول کو بڑا کھ کر عربوں کی حکومت کو خراب کیا اور اہل علم ہونے کے باعث عربوں پر پڑھنے لکھنے میں غالب ہو کر ان سے اون کے تمام اسلامی حقوق چھین لئے۔ یہاں تک کہ عربی کے بجائے تمام ممالک ایشیا میں جہاں اسلام جاری ہوا ایرانی ہی پہلے۔ اور عربی زبان کی جیسے فارسی زبان اس تمام ملک میں ایسے شائع ہوئے کہ قریب قریب ہر جگہ سمجھے جانے لگے۔ اس طرح اگرچہ ایرانیوں نے مال و دولت سے بہت فائدہ اٹھایا مگر اسلام کو ان سے فائدہ کے بجائے نقصان ہی پہنچتا رہا۔ فقہ اسلامی نے جو اسلام کی جان ہے اگرچہ کچھ اہل انصاف ایرانیوں سے بھی ترقی پائے۔ مگر اوستیکے خونیوینا کی مقبوضی اور ترقی شام عرب مصر توران افغانستان وغیرہ دوسرے ممالک والوں کے ہاتھ سے بہت کچھ ہوئے اور سنت و جماعت کے ہاتھ میں آئے۔ اسی واسطے عدالتی اور ملکی معاملات میں ایرانیوں کا فتویٰ کبھی نہ چلا۔ یہ کام ہمیشہ حنفی فرقہ کے ہاتھ میں رہا۔ اور اب بھی ہے جس کی فقہ تمام جہاں کے موجودہ قوانین کی جڑ ہے اسی واسطے ایرانیوں اور شیعوں کو حکومت کے کاروبار کے انجام دہی کے لئے حنفی فقہ سیکنا پڑتی تھی۔ جعفر نے بھی اسی واسطے حنفی فقہ پڑھی تھی۔

(۲) یہ جعفر کی طرف سے سخت ظلم ہوا کہ ایک شخص کو جس نے اپنے پیٹ کے خاطر کچھ جھوٹ بولا تھا خلاف حکم خدا و رسول اور عقل و دانش قتل کر دیا۔ رشید کو اور زبیر جعفر کو قرآن پر ایمان لانے کی وجہ سے سچ بھوٹا جانتا چاہئے تھا۔ یہ اوس وقت کہ یہ روایت صحیح تسلیم کی جائے لیکن ہمارے نزدیک ابن خلکان نے کسی ناقل کا نام نہیں دیا ہے۔ اور بے ٹھکانے ایک کہنا سخی بیان کر دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحت سے بہت دور ہے۔

(۳) امام سے مراد ہے ہارون الرشید غلطاً شرع اسلامیہ کے سب سے بڑے مذہبی حاکم سمجھے جاتے تھے۔

(۴) یعنی وہ یہ یاد دلانا ہے کہ یہ باتیں کسری اور قیصر کے اولاد سے سیکھ کر آئی ہیں جو مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اور ہمیشہ اس حجتو میں رہتے ہیں کہ خلفائے اسلام مجائین اور ہم حاکم بن جائیں۔

(۵) الحقیق مدنیہ انہی کے پاس ایک مقام کا نام ہے۔

(۶) جعفر انہی بخشش کے بارش سے انھیں مال مال کر دے گا۔

۸۰) حشوا الوزیخ بادامی بہرتی یعنی شیرین بہرتی ۔

۸۱) نبی ہاشم جس قدر تھے وہ تمام عباسی خلفاء کے خاندان واسے تھے ۔ کیونکہ وہ سب حضرت عباس ان کے مورث اعلیٰ کی طرح ہاشم بن عبد مناف کے نسل سے تھے ۔

۸۲) عباسی خاندان کی جس قدر لوگ تھے اور نیز اس حکومت کے جس قدر عہدہ دار اور افسر ہوتے تھے وہ سب زیادہ لباس پہنتے تھے ۔ اگر سافیدہ ایک قسم کی ٹوپی ہوتی تھی جس کی اس وقت ٹھیک ٹھیک سیات معلوم نہیں ہے ۔ لیکن اسی مقام پر اسی رصافیہ کو اس کے چکر قلنسوہ کہا ہے ۔ اسے آجکل عیسائی پادری اسی ملک میں پہنا کرتے ہیں ۔

۸۳) غیبہ ایک عرق ہوتا ہے جو کجورون سے نکالا جاتا ہے ۔ مگر کبھی کبھی انکوری شراب پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے ۔ لیکن ابن خلدون کے واسے کہ اس موقع پر اسی کجور کے عرق کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے ۔ اس کے لئے مشرودی ساسی کے کتاب کرتا سمیتی جلد اول صفحہ ۳۸۰ ملاحظہ ہو ۔

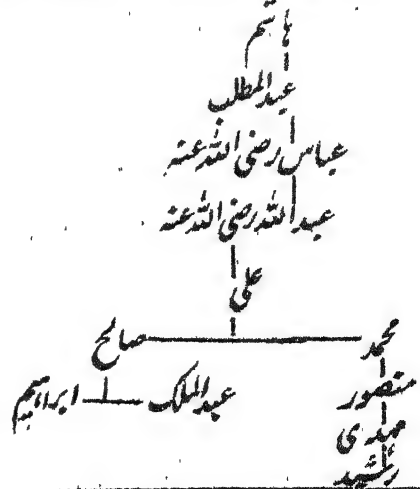
۸۴) ایک لاکھ پونڈ انگریزی یا پندرہ لاکھ روپیہ چھہ دار ۔ دیکھو تذکرہ ۷۰ اکافوٹ ۶۰۵

۸۵) صوبوں کی والیوں کا یہ حق تھا کہ ان کے سواری کے آگے ہوار ہا کرے ۔ اور بغیر والی کے ہوا کوئی نہیں رکھ سکتا تھا ۔

۸۶) یہاں یقیناً ابن خلکان سے غلطی ہوئی ہے ۔ ابراہیم عبد الملک کا یہابی مصر کا والی مقرر ہوا تھا ۔ چونکہ خلفاء عباسیہ کے زمانہ میں ان دونوں ہائیوکی بہت بڑی عزت تھی ۔ اور نہایت اعلیٰ درجہ کے عہدوں پر ممتاز تھے ۔ یہاں ہم ان کا کچھ مختصر حال درج کرتے ہیں ۔

عبد الملک بن صالح ہاشم کی نسل سے تھا جو رسول اللہ صلعم کے پردادا تھے ۔ اس لئے وہ خلیفہ ہارون الرشید کا رشتہ دار تھا ذیل کے شجرہ سے اونکے باہمی رشتہ بخوبی سمجھ میں آجائے گا ۔

اس عبد الملک کی ماں مروان بن محمد آخری اموی خلیفہ کے کنیز تھی جب مروان مر گیا تو صالح نے اسے مول لے لیا جس کے بطن سے صالح کا عبد الملک پیدا ہوا تھا جس کا یہاں ذکر ہے ۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ عبد الملک مروان ہی کا بیٹا تھا ۔ ان کے نزدیک اس کی ماں مروان کے پاس سے جب آئی ہے تو حاملہ تھی ۔ یہاں اگر عبد الملک



سید امواتھا۔ ۱۶۳ھ (۶۷۹ء) میں عبدالملک صیفیہ یا حملاہ العیث موسم گرام کے حملہ کا حاکم تھا جو یونان کے ملک پر ہر سال کئے جاتے ہیں۔ ۱۶۵ھ (۶۹۱ء) میں اوس نے روسیوں کو شکست دی تھی۔ اور جنگ میں جن کو قتل کیا تھا اون کے سات سو سر کاٹ کر لایا تھا۔ ۱۶۷ھ (۶۹۳ء) میں اوسے رشید نے دمشق کا والی مقرر کیا تھا۔ پھر ۱۷۰ھ (۶۹۶ء) میں اوسے مصر کے ولایت کے لئے نامزد کیا تھا مگر یہاں نہیں گیا۔ ۱۷۸ھ (۷۰۳ء) میں اسی کے بیٹے عبدالرحمن نے اس پر الزام لگایا کہ وہ خلیفہ بننا چاہتا ہے۔ اس سے رشید نے اسے گرفتار کر لیا۔ مگر اس وجہ سے قتل نہیں کیا کہ ایک ہاشمی کا خون کرنا پڑتا ہے۔ صرف قید کر دیا۔ لیکن جیہ خلیفہ امین کا زمانہ آیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ پھر اسی خلیفہ امین نے شام کا والی بھی کر دیا۔ لیکن بہت جلد ۱۹۳ھ (۷۰۸ء) میں یہ امین کے مرنے سے چند روز پہلے ہی مر گیا۔ ماخوذ از تاریخ کامل مصنف ابن الاثیر الجوزی والتجزم الزاہرہ مصنفہ ابوالحسن والخطاصنفہ المقرزی۔

اس کے بھائی ابراہیم بن صالح کو خلیفہ مہدی نے ۱۶۵ھ (۷۸۱ء) میں مصر کا والی مقرر کیا تھا۔ اس کے وقت میں خاندان بنی امیہ کے ایک شخص وجیہ العلرب بن عبدالعزیز بن واثق نے مصر صعید میں بغاوت کے اور خلیفہ بن بیٹھا تھا۔ ابراہیم نے اس بغاوت کے فرد کرنے میں بڑی غفلت کی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کے نسبت کچھ توجہ نہ کریگا اس سے مہدی سخت ناراض ہو گیا۔ اور ۱۶۷ھ میں اوسے معزول کر کے اوس پر پچاس ہزار دینار دے چھیں ہزار پونڈ یا تین لاکھ پچتر ہزار روپیہ) کا جہز مانہ کر دیا۔ لیکن بعد میں راضی ہو کر پھر والی مقرر کر دیا۔ خلیفہ یارون الرشید نے ۱۷۰ھ (۷۰۳ء) میں اوسے پھر والی کر کے مصر جانے کا حکم دیا۔ مگر یہ وہاں جا کر صرف تین ہی مہینے کے بعد مر گیا۔ التجزم الزاہرہ ابوالحسن۔

۱۵۱) محمد بن الحسن ایک حنفی فقیہ تھا۔ دیکھو تذکرہ نمبر ۵۳۹

۱۶۱) انجیل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر نانچہ مارے تو دوسرا گال سامنے کر دے۔ یا ایک کوس بے گارین سجا تو دوسرا کوس چلبا۔ ظاہر میں یہ بات کیسے جن معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ امر قابل التعمیل نہیں۔ کوئی اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ ایسی ہی بعض مذہبوں میں جانوروں کی حمایت اور جان بچانے پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اوس مذہب والوں کی لاکھوں معاف انسانوں کے گلے کٹ جانے پر ان کی پیاس نہیں بجھتی۔ ایسے بہت سے امور ہیں جن میں انسانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اسی طرح بلا وجہ کوئی امیر یا بادشاہ کسی کو بخش دے۔ تو وہ بخشش اچھی نہیں کہی جاسکتی۔ کیونکہ یہ روپیہ خود اوس کی کمائی کا تو نہ تھا۔ بقدر اور نعمتی کو دینا چاہئے تھا۔ صرف اپنے ناموری کے لئے پھینک دینا اچھی بخشش نہیں ہو سکتی ہے۔ اس طرح کی بخشش سے اعلیٰ حقداروں کا حق ضائع ہو جاتا ہے۔ حکومت دوسرے الفاظ میں ظلم کہہ سکتے ہیں۔

(۱۶۵) دیکھو تذکرہ ۱۲۵ کا نوٹ ۸

(۱۶۶) لفظی معنی میں میرے فروخت سے جو قیمت وصول ہوگی وہ تو نہ کہاے گا۔

(۱۶۷) دیکھو تذکرہ نمبر ۱۹۲

(۲۰) نکاح میں شرط جائز نہیں ہے۔ اس لئے یہ نکاح نکاح ہی نہیں ہوا۔ یا یہ شرط باطل ٹہرے۔ ہمارے قیاس کے خلاف ہے۔ کہ رشید نے ایسی لغو حرکت جائز رکھی ہو۔

(۲۱) یہاں بنیڈ سے مراد شراب ہے۔ کیونکہ یہ نشہ کے لئے پنی جاتی ہے۔ افسوس ہے مجوسیوں نے مسلمان ہونے پر نا اور شراب کو نہ چھوڑا۔ اول تو ہمیشہ نئی لونڈی کا رکھنا زمانہ کاری دوسرے شراب۔ اس پر ان لوگوں کا ارادہ تھا کہ رشید سے خلافت چھین لیں۔ جس سے رشید نے قبل اہل سے کہ یہ اسکو غارت کریں انہیں غارت کر دیا۔

(۲۲) لفظی معنی میں مجھے خدا کی قسم تو نے سستی چڑھا لیا۔

(۲۳) یہ روایت بالکل جھوٹ ہے۔ فقط شرارت سے بنائی گئی ہے۔ جعفر سے عباس کا نکاح ہی نہیں ہوا۔ اور نہ رشید اور جعفر اور عباس کو اس کا خیال ہی پیدا ہوا۔ شاہی حرم سر امین جہان عباس سے ہر وقت رشید کے پاس رہتی تھی ایک دم اوسکی جوانی رشید کو گوارا نہ تھی۔ اوس کا کل نوچینے تک رشید کو نہ معلوم ہوا اور تمام لوگ رشید سے اوسکو چھپائیں یہ بالکل قیاس کے خلاف ہے۔ پھر رشید اہل حرم میں سے کسی کو اور عباس کو مطلق کچھ نہ کہے اور قتل کرے تو جعفر کو اور اوس کو نہیں بلکہ اوس کے تمام خاندان کو تباہ کر دے۔ یہ بالکل تعجب کی بات ہے۔ اور پورے شہادت ہے کہ یہ روایت محض کذب ہے۔

(۲۴) جو ہنسنا ایک عربی فعل شہابی افریقیہ میں رہتا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے آپ کو اسی لڑکے کی نسل سے بتاتے تھے جس کا نام انہوں نے یمنع رکھا ہوا تھا۔ از ابن خلدون تاریخ عرب مستخرج۔

(۲۵) بنی الافطس کچھ عرصہ تک ملک اندلس کے شہر مدینہ میں حکومت کرتے رہے تھے۔ لیکن یوسف بن یوسف بن یوسف کے زیر حکم مرابطین نے انہیں ۱۰۸۶ء (۴۷۳ھ) میں غارت کر ڈالا تھا۔ ابن عبدون کا قصیدہ جس پر بدرون کی شرح چڑھی ہوئی ہے۔ پروفیسر ویسیرس کے زیر نگرانی لندن میں چھپنے والا تھا معلوم نہیں کہ وہ چھپ گیا ہے یا نہیں۔

(۲۶) لفظی معنی میں قیمت نے جعفر کو کاٹنے والی فولاد کے تھوک سے بچھڑا دیا۔

(۲۷) دیکھو تاریخ ابو الفدا۔

(۲۸۵) یہ خیال محض غلط ہے۔ جلال الدین محمد اکبر اور وزنگ نریب عالمگیر نے پچاس پچاس سال ہندوستان میں سلطنت رانی کے اور اس وقت انگریزوں کی سلطنت کو ہندوستان میں ویڑہ سو برس سے زائد ہو گئے اور ان کے طول مدت سے کوئی بھی ناراض نہیں ہوا۔ نہ طول مدت کہی ناراضی کا سبب ہو کرتے ہیں۔ حضرت عمر کو ابوہریرہ ایک غلام نے اس غلط خیال سے کہ انہوں نے اس پر سختی کی ہے نماز میں دھوکہ سے قتل کر دیا تھا جن کے مدت خلافت صرف دس سال ہوئی تھی۔ اور حضرت عثمان کو باغیوں نے جن کے انتظام میں انہوں نے دیدہ و دانستہ تباہل برتا تھا اور کو بد ساشی سے مار ڈالا تھا۔ ان کے حالات کے لئے تاریخ طبری دیکھنا چاہئے۔

(۲۹۵) لفظی ترجمہ تھا رسہ باپوں کا کوئی باپ نہیں ہے۔ یہ عربوں کا کلمہ کلام ہے۔

(۳۰۵) یہی سبب تھا جس سے رشید نے جعفر کو قتل کیا۔ برکلیون کا اقتدار اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اگر رشید انہیں نہ خراب کرتا تو وہ رشید کو خراب کر ڈالتے۔ رشید نے بڑی دانائی کی جو ان سے اپنی سلطنت بچانی۔

(۳۱۵) علیہ علیہ ہدی کی بیٹی (۱۶۷۷ء) میں پیدا ہوئی تھی۔ اس کی ماں کنوئہ ایک نوٹدی تھی اور سیرت اور صورت دونوں کی اچھی تھی۔ جسے ہمدی نے ایک لاکھ دینار کو خرید لیا تھا (جس کے پچاس ہزار روپے ڈنارگریز)۔

یا ساڑھے ساٹھ لاکھ روپیہ ہوتے ہیں) ہمدی کو اس سے اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ اس کی بی بی خیرران اس سے سخت جلنے لگی تھی۔ علیہ نہایت خوبصورت تھی مگر اس کی پیشانی کسی قدر اونچی تھی۔ اس عیب کے چھپانے کیلئے

وہ اس پر جواہرات کا موافق باندھ رہتی تھی۔ اس کو گانے میں بڑا دخل تھا اپنے علاقہ بھائی البرمچ سے بھی جو ایک بڑا نامور گویا تھا بڑھ کر تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے اپنے کتاب اغانی میں اس کے اشعار بھی کچھ دے دیے ہیں۔ جنکی بڑی تعریف

کی گئی ہے۔ یہ حیض و نفاس کے ایام میں گاتی تھی جس زمانہ میں عبادات شرعیہ عورتوں کے لئے منسوع ہے لیکن جب کہی کمزور نہا تو ان ہو جاتی تو گانا اور شعر گوئی چھوڑ دیتی تھی۔ اور بنید بھی اس زمانہ میں نہیں پڑتی تھی (دیکھو نوٹ ۱۱)

اس وقت وہ قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف رہتی تھی۔

یہ علیہ اپنے دوستوں کو نظم میں خطوط لکھا کرتی تھی۔ رشید کا ایک غلام قتل تھا اس سے بھی لکھا کرتی تھی۔ اس قسم کی اس کے اشعار آج تک موجود ہیں۔ رشید اس کے بھائی قتل سے اس کے میل جول کو ناپسند کرتا تھا لیکن اخیر

کو علیہ کو اختیار دیدیا تھا کہ چاہے کہے۔ ایک اور غلام ہشتی سے بھی اس کا میل جول تھا جس کا ذکر اس کے اشعار میں پایا جاتا ہے۔ علیہ (۱۶۸۲ء) میں مری ہے۔ اس وقت وہ موسیٰ بن علی بن محمد بن علی بن عبد اللہ

بن عباس کے نکاح میں تھی۔ یہ تمام حال کتاباغانی سے لیا گیا ہے۔

(۳۲) اوس کا نام تبریل بن یحییٰ بن یحییٰ تھا۔ تاریخ الحکماء میں اس کا خوب حال لکھا ہے۔

(۳۳) کلواد ایک مقام ہے جو بغداد سے دو فرسخ پر ہوتا تھا۔

(۳۴) حرط ایک نہر کا نام تھا جس کے کنارہ منصور نے بغداد کو آباد کیا تھا۔

(۳۵) معلوم ہوتا ہے کہ سندی بن شاہک خلیفہ رشید کے مسلح بدرقہ کا کوئی افسر اور ہندوستانی الفل خلیفہ منصور کا کافر تھا۔ عباسی خلفاء کے زمانہ میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز رہا ہے۔ ۸۷۸ء (۲۶۸ھ) میں وہ دمشق کا والی تھا ابن خلکان کے کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۸۸۸ء میں صاحب الشہر بدرقہ یا پولس کا افسر تھا۔ کچھ مدت تک بغداد کا قاضی بھی رہا تھا۔ جہاں اوس نے ۸۹۲ء (۲۸۱ھ) میں وفات پائی ہے۔ مراۃ الزمان۔

(۳۶) یہ اشعار ایک مشہور نظم کے ہیں جن میں عامر بن الحارث اپنے قبیلہ جرم کے بدقسمتی پر روتا ہے۔ یہ قبیلہ خانہ کعبہ کا کسی زمانہ میں نگران تھا۔ مگر یہ کام اوتکے ہاتھ سے پھر نکل گیا تھا۔ یحییٰ بن عروج الاسلام ترجمہ کامل ابن اثیر الحیرتی کے حوالہ سے (۳۷) جرم بن بقیم حارجم اور صفوانکہ مغطہ کے قریب دو پہاڑ ہیں۔

(۳۸) یہ سورہ یوسف کے ۴۴ آیت ہے۔ قائلوں اَصْحٰبِ اَحْلَام وَاَمَّا نَحْنُ بِتَاوِیلِ الْاَحْلَامِ لَمَّا لَمِین (اُنہوں نے کہا یہ تو پریشان سے خیالات ہیں ایسے خیالات کی تعبیر تو ہم کو آتی نہیں۔

(۳۹) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان گہروں کے گلوں میں پٹے پڑے تھے۔ اور ان میں گہنٹیاں ڈالی ہوئی تھیں جیسے کراچ گل ڈاک خانہ کے ہر کاروں کے پاس ہوا کرتے ہیں اور وہ اونکے چلتے وقت بجتے جلتے ہیں۔

(۴۰) شہر منصور سے مراد شہر بغداد ہے جسے خلیفہ منصور نے آباد کیا تھا۔

(۴۱) جس الزنا دقہ۔ زندیقوں بے دینوں کا قید خانہ۔ زنا دقہ زندیق کی جمع ہے۔ زنا دیق یا زندیق وہ شخص ہے جو زند کتاب کو مانتا ہو۔ یہ کتاب ایک شخص زردشت ایرانی نے بنائی تھی۔ جس میں مجوسیوں کو آتش پرستی سکھائی گئی ہے۔ مسلمانوں میں اس کے معنی طحا اور بے دین مرتد کے ہیں۔

(۴۲) نقلی معنی ہیں کہ وہ ہم کو چھوڑ کر سوتے بھی نہیں ہیں۔ یعنی اون کی بیداری کبھی کم نہیں ہوتی۔

(۴۳) یعنی کسی کو اس قابل نہیں سمجھتا ہوں۔

(۴۴) نقلی معنی معاملہ اس سے بہت بڑا ہے۔

(۴۵) نقلی معنی تیرے پیچھے کیا ہے۔ یہ جملہ بہت مشہور ہے اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ تو نے کیا کیا ہے۔

(۴۶) یہ ایک قسم کی بدوعیا یا گالی ہے جس کو دوسری طرح سے ادا کر دیا ہے۔

۴۷) منذرون کے حالات دیکھنے کے لئے ہماری کتاب تاج الاسلام محمد بن الاثیر البحریری کے جلد سوم کو دیکھو۔

۴۸) دیکھتے ہو کہ طاهر بن یحییٰ نمبر ۲۸۶ اور تذکرہ فضل بن الریح نمبر ۵۰۱

۴۹) قبلہ و دست ہے یا مسجد کا وہ رخ ہے جو کعبہ کے طرف ہو۔ جدہ ہر کو مسلمان نماز کے وقت منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں

۵۰) ابوالجاس الفضل بن عبد الصمد القاشی شاعر بصرہ میں پیدا ہوا مگر بغداد میں رہا کرتا تھا۔ اور خلیفہ رشید یار علی طبری

اور یحییٰ بن کے صرح سرائی کیا کرتا تھا۔ اس سے اور ابونواس شاعر سے ہمیشہ بحث و مباحثہ رہا کرتا تھا۔ اس کے

بڑے بڑے دشمن اور عزت کے باعث اس زمانہ کے جتنے شعرا تھے اس سے برخلاف رہتے تھے۔ اس کی

تاریخ وفات معلوم نہیں ہے۔ ماحوذ تاریخ بغداد مصنفہ خطیب۔

۵۱) حسام تلوار کو کہتے ہیں اور ستارہ اس کا اطلاق جنیل القدر امیر ریحی آتا ہے۔

۵۲) شاعر کا مطلب ہے کہ اب دنیا میں کوئی سخی نہیں رہا جو سخاوت کرے۔

۵۳) صورجات کے والیوں کا اس زمانہ میں یہ کام تھا کہ خلیفہ کے بجائے جمہور کی نماز خود پڑھایا کریں لیکن ایسا

ہلکا رہتا تھا کہ دینی کن بجائے فاضل بھی امامت کیا کرتے تھے۔ یہ آخری زمانہ میں روز بروز بڑھتے بڑھتے یہاں تک

نوبت پہنچ گئے کہ ابی سلمانیوں کے بادشاہ امامت نہ تو کرتے ہی ہیں۔ اور نہ امامت کے قابل ہی ہوتے ہیں۔

۵۴) ابو عبیدہ عبد اللہ بن عبد العزیز البکری قطیفہ کا رہنے والا تھا۔ ۳۸۶ھ میں مرے۔ اس نے علم جغرافیہ میں

ایک کتاب لکھی ہے اس کے آبا و اجداد کے حالات اور اس کے اشعار کے لئے دیکھو تحفۃ الیامہ مصنفہ ابن الاکبار۔

۱۳. ابو الفضل جعفر بن الفضل بن جعفر بن محمد بن موسیٰ بن الحسن

بن الفراء معروف بابن حنظلہ

مصر میں کافر کی امارت کے زمانہ میں بنی اخشیذ کا وزیر تھا۔ پھر جب کافر مصر کا خود مختار مالک ہو گیا۔ تب بھی

یہ وزیر رہا۔ اس نے کثرت کے بعد جب احمد بن علی بن الاخشیہ دیار مصر اور شام کا حاکم قرار دیا گیا تب تو یہ وزارت پر

اچھی طرح مستقل اور تمام مملکت کا کارپرداز ہو گیا۔ کافر کے بعد ارباب دولت کو کپڑا اور روپیہ وصول کیا۔ یعقوب

بن کلثوم وزیر العزیز العبدی کو بھی جس کا ذکر آئندہ آئے گا گرفتار کر لیا۔ اور چار ہزار ہائے دینار جرمانہ کر کے اس

سے لے لئے۔ پھر ابو جعفر مسلم بن عبید اللہ الشریف الحیمینی نے یعقوب کو اس سے لے لیا۔ وہ اس کے

پاس بھپا رہا۔ اور پھر خضیہ طور پر بلاد مغرب کو بہاگ گیا۔ مگر کافوریہ اخیشہ فیفتی^(۳۶) وزیر ترک اور اہل لشکر اس سے ایسی درخواستیں کرتے تھے کہ انھیں یہ کسی طرح پورا کر کے راضی نہیں کر سکتا تھا۔ علاوہ برین جو مالگزاری کے حاکم تھے وہ زرا مالگزاری اس کو نہیں دیتے تھے۔ اور اس سے وہ چیزیں مانگتے تھے جو یہ انہیں نہیں دے سکتا تھا۔ اس سے انتظام بگڑ گیا تھا۔ مجبوراً دو مرتبہ سے روپوش ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ اس کے اور اس کے کچھ ہوا خواہوں کے حکامات باغیوں نے لوٹ لوٹ لئے۔ پھر ابو محمد الحسین بن عبید اللہ بن طغ صاحب الرکۃ^(۳۷) مصر کو آیا۔ اور وزیر مذکور کو پکڑ کر حرا نہ لیا اور نہایت تنگ کیا۔ اور بجائے اس کے اپنے کاتب حن بن جابر الریاحی کو وزیر مقرر کیا۔ مگر پھر شریف ابو جعفر الحسینی کی سفارش سے وزیر جعفر کو چھوڑ دیا۔ اور مصر کا ملک اس کے حوالہ کر کے یکم ربیع الآخر ۵۸۵ھ (دفعہ ۹۶۹ھ) کو شام کو مراجعت کی۔

یہ جعفر خود بھی عالم تھا۔ اور علما کا بڑا دوست تھا۔ محمد بن ہارون الحضری (سقوط حضرت) اور اس کے طبقہ والے بغدادیوں سے اور محمد بن سعید برجی ممسی اور محمد بن جعفر النحرطی^(۳۸) اور حن بن احمد بن بسطام اور حن بن احمد الدارکی اور محمد بن عمارہ بن حمزۃ الاصفہانی سے حدیث کی روایت کیا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ میں نے عبد اللہ بن محمد البغوی سے ایک مجلس سنی ہے۔ جس کی نقل اس کے پاس نہیں تھی۔ اس واسطے وہ کہتا تھا کہ اگر کوئی اس کی نقل مجھے لا دے تو میں اسے مالدار کر دوں گا جب وہ وزیر تھا تو اسی زمانہ میں مصر میں حدیث لکھا یا کرتا تھا۔ اسی لئے بڑے بڑے دور سے اس کے پاس فضلا جاتے تھے۔ حافظ ابو الحسن علی معروف بالدار قطنی عراق سے دیار مصر کو اسی کے سبب سے گیا تھا۔ جعفر کا ارادہ تھا کہ ایک مستند تصنیف کرے۔ اس واسطے جب تک کہ وہ اس کو تالیف نہ کر چکا۔ دار قطنی اسی کے پاس رہا۔ ابن الفرات کے اسماء دجال اور انساب وغیرہ میں اور بھی تالیفات ہیں۔

خطیب ابو زکریا تبریزی نے دیوان متنی کی شرح میں لکھا ہے کہ متنی نے جب مصر کا قصد کیا۔ اور کافور کی مدح لکھی تو وزیر ابو الفضل مذکور کی مدح میں بھی ایک رائیہ قصیدہ لکھا جس کا اول یہ ہے۔

بَادِ هَوَاكَ صَبْرًا وَلَمْ تُصْبِرْ

تیری محبت ضرور ظاہر ہو جائیگی تو صبر کرے یا نہ کرے

اور اس کا نام جعفریہ (جعفر ابن الفرات کے نام پر) رکھا۔ جس کا ایک قافیہ جعفر ہے۔ اسی قصیدہ میں یہ قول بھی اپنا نظم کیا تھا۔

عَمَّ مَتَّ السَّوَامِ كَذَى كَقَبِ بَشَرَتِ بِأَبْنِ الْعَبِيدِ ذِي كَبِي شَحَابٍ وَصَحْبِ
 میں اس شخص کے ہاتھ کے واسطے ایک لکڑی بنا کر جس نے ابن ابی ہبہ کے پاس اسے کی بشارت دی۔ اس کو
 تو اپنے اوس وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

اس میں اس شعر میں بَشَرَتِ بِأَبْنِ الْفُتَاتِ تھا۔ لیکن جب جعفر سے راضی ہو کر کہ تو اسے بدلہ دیا اور
 قصیدہ اوس سے سنایا جب متنبی قصیدہ الدولہ کی طرف متوجہ ہوا تو آریبان کو چڑھایا۔ وہ ابن ابی الفاضل بن العبد ذری کر کے
 ابن ربیعہ والد الفضل الدولہ تھا جن کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انشاء قفا لے۔ تو اوس نے اس قصیدہ کو اسی کے نام پر بدل دیا
 اور بَشَرَتِ بِأَبْنِ الْفُتَاتِ لکھ دیا۔ اور اس قصیدہ میں اور اس کی مدح لکھی۔ یہ بہت ہی عمدہ قصیدہ
 ابن خلیب نے یہ بھی شرح میں ذکر کیا ہے۔ متنبی اپنے قصیدہ میں کہ ذکر کو جانے کا حال اور ہر ایک منزل کے واقعات
 لکھتا ہے۔ اور کافور کی ہجو کرتا ہے۔

وَمَا ذَا بَعْضُكَ مِنَ الْمَفْضُكَاتِ وَلَكِنَّ خَلْقَكَ كَالْبُكَاءِ

کیا چیز ہے جس سے مصر پر ہنسی آتی ہے۔ لیکن وہ ہنسی ایسی ہے جو روئی کی طرح کی ہے۔

يُدَّ سِرُُّ انْسَابِ أَهْلِ الْفَلَاحِ يَهْمَا فَبَطْلِيٍّ مِنْ أَهْلِ السَّوَادِ

وہاں ایک نبی ہے جو سواد ملک کا رہنے والا ہے۔ اور یہاں کے لوگوں کے نسب پڑایا کرتا ہے۔

وَأَسْوَدُ مَشْفَرُهُ فِضْفُضُهُ يُقَالُ كَذَا أَنْتَ بَدْرُ الدَّجَا

اور ایک جشی ہے جس کا لب اس قدر بڑا ہے کہ اوس کے نصف کی برابر ہے۔ لوگ اسے کہتے ہیں کہ تو بکری

شب میں چودھویں رات کا چاند ہے۔

وَشِعْرٌ مَدَحْتُ بِهِ كُرْكُذَ نَّ بَيْنَ الْقَرَايِضِ وَبَيْنَ السَّقَى

وہ شعر جس سے میں نے اس گینڈے کی تعریف کی وہ ایسا ہے کہ کچھ تو شعر ہے اور کچھ (اوس شعلی

کے پھسلانے کا) منتر ہے۔

فَمَا كَانَ ذَلِكَ مَدْحًا لَكَ وَلَكِنَّهُ كَانَ هُجْوًا لِمَا رَى

یہ اس کی فقط تعریف نہ تھی بلکہ مخرق کی (ایک قسم کی) ہجو تھی۔

نبی سے مراد ابو الفضل مذکور سے اور اس سے مراد کافور سے ہے۔ مگر یہ باتیں اوس کا درجہ گستاخی

نہیں ہمیشہ شریفو شعلی بُرائی اور تعریف ہوتی رہتی ہے (ایسی بُرائی پہلائی سے کسی کی عزت میں فرق نہیں آسکتا)

وزیر اہل قاسم مغربی نے کتاب ادب الخواص میں ذکر کیا ہے۔ میں وزیر اہل الفضل مذکور سے ایک مرتبہ گفتگو کر رہا تھا۔ اور متنبی کے اشعار پر میری اوس کی بحث ہو رہی تھی۔ جعفر متنبی کے اشعار کی اوس سے زیادہ فضیلت بیان کرتا تھا جس قدر اوس کے ذہن میں تھی۔ اس خوف سے کہ کہیں کوئی یہ نہ کہے کہ خاص دشمنی کے باعث وہ عام رائے کی صداقت کا لہجہ نہیں کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ متنبی نے اوس کی ہجو بھی تھی۔ اور اوس نے اوس کے دل میں دشمنی تھی۔

جعفر کی ولادت سر ذیل ہے: ۳۹۰ھ داپرل ۱۹۰۰ھ اور بروز کیشنبہ ۱۳ صفر اور بعض نے کہا ہے ماہ ربیع الاول ۳۹۰ھ (جنوری سنہ ۱۰۰۰ء) کو مصر میں وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تھا۔ قاضی حسین بن محمد بن النعمان نے اوس کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور قرآنہ جعفری میں دفن ہوا۔ اوس کی قبر وہاں مشہور ہے۔

حشر ابہ بکسر جائے جملہ سکون تون و فتح تر اسے محبوبہ والفت و باسے مودہ و پاسے ساکتہ اوس کے باپ فضل بن جعفری ان کا نام ہے۔ یہ بات ثابت بن قمرہ نے اپنی تاریخ میں لکھی ہے۔ حشر ابہ لغت میں تکی پستہ قد عورت کو کہتے ہیں۔

حافظ ابن عساکر نے بھی اپنی تاریخ دمشق میں اوس کا ذکر کیا۔ اور یہ شعر اوس کے نقل کئے ہیں۔

مَنْ أَحْمَلَ النَّهْمِ أَحْيَا هَاؤُكَ وَتَهْمًا وَلَمْ يَمِثْ طَاوِيَا مَخَايَا أَهْلِي أَهْبَكَ

جو شخص کسر نفسی کرتا ہے وہ اپنے جان کو زہ اور تازہ رکھتا ہے۔ اور خالی پیٹ رنج کے ساتھ رات نہیں گزارتا۔

إِنَّ إِلَهَ يَأْخِ إِذَا شَدَدَتْ عَوَاضِلُهَا قَلَيْسَ تَوَحَّى سَوَى الْعَالِي مِنْ أَعْلَى

دیجوا اگر ہوا میں چلتے ہیں تو کسی ہی زور سے کیوں نہ چلیں۔ سوائے بڑے درختوں کے اور درختوں کو نہیں اوکھیر سکتیں۔

جعفر مذکور اہل حرین شریفین کے ساتھ بہت کچھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ مدینہ منورہ میں مسجد کے قریب ایک مکان بول لیا تھا۔ روضہ نبوی علی ساکتہ الصلوۃ والسلام کے اور اوس کے درمیان صرف ایک دیوار تھی۔ اور وصیت کی تھی کہ وہاں اوسے دفن کیا جائے۔ اور وہاں کے اشراف سے اس کا اقرار لے لیا تھا جب وہ مر گیا تو اوس کا تابوت مصر سے حرین کو بے گئے۔ اشراف وہاں کے استقبال کے لئے آئے کیونکہ اوہیں اوس کے احسان یاد تھے۔ پہرہ اسے حج اور طواف گرایا عرفات میں بھی ٹہرایا پھر مدینہ

لے گئے۔ اور مکان مذکور میں دفن کر دیا۔ مگر یہ بات اوس روایت کے خلاف ہے جو میں نے اوپر لکھی ہے اور
اعظم بالصواب میں نے بے شک اوسکی قبر قرافہ میں دیکھی ہے جس پر کچھ ہے کہ یہ ابو الفضل جعفر بن الفرات
کی قبر ہے۔ یہ ہر اس کے بعد ابو القاسم بن الصوفی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اوس میں تھا کہ اوس سے پہلے اپنے
بڑے مکان میں دفن کیا تھا۔ پھر مدینہ کو اوس کا تابوت لے گئے تھے۔

(۱۰) دیکھو تذکرہ ۸۰۲۔

(۲) شریف ابو جعفر مسلم بن عبد اللہ بن طاہر الجعفی جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد سے تھا ۱۰۱ اور جس کا
خطاب مسلم العلوی اور ابو جعفر العلوی بھی تھا۔ ایک بڑے درجہ کے ذکاوت و لیاقت کا امیر تھا۔ فاطمی خلیفہ معز کے
فوج نے جب مصر لیا ہے تو اس نے اُس میں برے نمایاں کام کئے تھے۔ (دیکھو تذکرہ جوہر قناد نمبر ۱۴۱)
معز اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ ایک روز معز کو اپنے محل میں یا مسجد کے منبر پر ایک کاغذ پڑا ملا جس میں لکھا تھا کہ اپنے
سید ہونے کے ثبوت کے واسطے بنی طاہر کے خاندان میں جو مسلم کا خاندان تھا شادی کر لو۔ اس واسطے معز نے
مسلم سے درخواست کی کہ معز بیٹے عزیز کو وہ اپنی بیٹی دی۔ مسلم نے کہا کہ اوس کے لڑکیوں کے نسبت اوس کے
خاندان کے لڑکوں سے ہونے کی ہے۔ وہ ہمیں دے سکتا۔ اس بیان کو سنکر معز اوس سے ایسا لڑکا مسلم کو پرکھا
قید کر دیا اور اوس کا تمام مال و دولت چھین لیا۔ اس کے بعد مسلم کو پھر کسی نے نہیں دیکھا بعض تو کہتے ہیں کہ معز
نے اوسے خفیہ طور پر قتل کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قید سے نکل کر بھاگ گیا تھا۔ مگر حجاز کے بیابانوں میں جا کر
مر گیا۔ اوس کا پوتا حسن مکہ کا سلطان ہوا تھا۔ دیکھو کتاب عمدۃ الطالب

(۳) کا فور یہ فریق وہ تھا جس کے لوگ کا فور کے ملک تھے۔ اور اوس نے انہیں بڑے بڑے مراتب
دے تھے اور اخشیہ فریق وہ تھا جس کے لوگ اخشیہ خاندان کے ملک اور طرفدار تھے۔

(۴) ابو الحسین بن علی کو اس کے رشتہ دار ابو الفوارس احمد بن علی بن الاخشیہ کے خرد سالی کے زمانہ میں اس کے
فوج نے قائم مقام مقرر کیا تھا۔ متنی شاعر نے بھی اس کی تعریف میں قصیدہ لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۴۹۹ کا نوٹ
(۵) ابو الحسن کی تاریخ مصر کے دو قلمی نسخوں میں الریایکی کو الزبجانی لکھا ہوا ہے۔

(۶) ابو بکر محمد بن جعفر الخضر اعلیٰ مصنف مکارم الاخلاق وغیرہ جافہ بن یاعقلان بن ۲۸۹ھ (۹۳۹-۹۴۰)
میں مرے۔ (ماخوذ از تاریخ الاسلام ذہبی و یافعی)

(۷) ابو القاسم عبد اللہ بن محمد جعفری بغدادی بن ۲۱۳ھ (۸۲۹ھ) میں پیدا ہوا تھا۔ اور بڑا نامی گرامی

حافظ حدیث قنداریہ (۱۳۲۹ھ) میں وفات پائی ہے۔ اس نے ایکسٹرہ محمدیہ الصحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیرست بھی ہے۔ (از تاریخ الاسلام حاجی علی نقی)

(۲) مسند روحِ محمود اور اویں شاہ ہے جن کے ساتھ سید عیدیشہ کے راویوں کے نام نقل و تسلسل دیے گئے ہیں۔

(۹) ویکٹوریہ ٹیگور ۱۹۸

(۱۰) سواوستے مراد عراقِ مغرب ہے۔

(۱۱)۔ سنی قدامے محدثین کے تاریخ اور منساب بتاتا تھا۔

۱۲۰ کاغذ کے تعریف کر سنا سے عوام کی ہجرا اس لئے ہوئی کہ جن میں کاغذ سائیل آدمی تعریف کے قابل ہے وہ عوام کیسے کچھ ذلیل گیرن ہو گئی۔

(۱۳) حسین بن محمد بن النعمان مصر کا خاظمی خلیفہ ماکم کے زمانہ میں قاضی القضاۃ تھا۔ اس خلیفہ نے اس کو ۹۵ھ میں قتل کروا دیا تھا۔

(۱۴) دیگر تذکرہ ۱۲۵ کا متن اور نوٹ ۹۔

(۱۵) اس زمانہ میں معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں شریف خاندان کے لوگ جو اپنے آپ کو سید اور آل علی بتاتے ہیں وہاں کے حاکم ہونگے۔

۱۳۱ ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسين بن احمد بن جعفر السراج

معروف القاري البغدادي

بہت بڑا مافظ اور اپنے زمانہ کا علامہ تھا۔ اوس کی عجیب و غریب تصانیف میں جن میں سے کتاب مصارع العشاق دعا ستو کی پچھاڑنے کی جگہیں وغیرہ بھی ہیں۔ ابو علی شادان ابو القاسم بن شامین ^(۳) خلافت برکی قزوینی ابن فیضان ^(۴) وغیرہم سے حدیث کی روایت کرتا تھا۔ اور اوس سے بہت لوگوں نے علم حاصل کیا حافظ ابو طاهر السلفی رحمہ اللہ تعالیٰ اوس سے حدیث کی روایت کرتا تھا۔ اور اوسکی روایت پر بڑا فخر کرتا تھا۔ حالانکہ اور بھی اپنے زمانے کے بڑے بڑے علما سے اوس نے علم حاصل کیا تھا تاہم ہر کو سب پر ترجیح دیتا تھا۔ اس کے اشعار بھی بہت اچھے ہوتے تھے چنانچہ یہاں چند شعر نقل کرتے ہیں۔

بَانَ الْفَلَاخُ فَادْفَعْنِي وَبَدَأَ عَنِّي لَمْ يَسْأَلْ

ساتھ والے رنگ پھرتے ہیں سے اون کے جوش عجز کے باعث میرے اندر بیباک شرم ہو گئے۔

وَحَدَّاهُم حَادِي الْفَرَا قَعَيْنَ الْمَنَازِلِ فَاسْتَفْضَلُوا

فراق دار کوچ کے آواز دینے والے نے انہیں گھروں سے باہر دینے کی آواز دی اور انہوں نے کوئی نہ کر دیا۔

قُلْ لِلَّذِينَ قَرَّحُوا قُلُوبَهُمْ

اوس لوگوں سے کہ جو میری آنکھوں کے سامنے سے چلے گئے۔ حالانکہ دل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

وَكَمْ مِثْلَهُمْ جَرَمَ أَقْبَلْتُ غَدَاةً بَيْنَهُمْ اسْتَحْلُوا

کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا مگر انہوں نے گویا کہ ہم کو میرا خون شہور دیا۔

مَاتُوا هُمُ الْوَأَهْلُوا مَاتُوا مَاتُوا مَاتُوا مَاتُوا

اوس کا کیا نقصان ہوتا۔ اگر وہ اپنے اصل کا پانی پلاتے۔ اور اس سے بار بار پیرا کرتے۔

یہ بھی اوس کے اشعار ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَعَدْتُ بَانَ تَزْوِي كُلِّ شَيْءٍ قُرْ وُرِي قَدْ تَقَضَّى الشَّهْرُ وُرِي

تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہر مہینے ملا کرگی۔ تو تو اگر مل جا۔ مہینا گزر چکا ہے اگر مل جا۔

وَشَقَّةٌ بَيْنَنَا فَهَرُ الْمَعْلَى إِلَى الْبَيْتِ الْمَسْنُونِ شَهْرُ وُرِي

ہمارے تہارے درمیان مٹلی عری سے لیکر اوس شہر تک فاصلہ ہے جس کا نام شہر زور ہے۔

وَأَشْهُرُ هَجْرٍ الْمُحْتَمُومِ حَتَّى وَلَاحِقَ شَهْرُ وُرِي وَصَلَتْ شَهْرُ وُرِي

تیرے بعد اسی کے مہینے جو مجبوری سے ہوئی ہے۔ حق صاف صاف گزرتے ہیں۔ مگر تیرے اصل کا نصیب ہوتا ہے۔

عماؤ کا تب اصغہانی نے کتاب خریدہ میں یہ شعر اوس کے نقل کئے ہیں۔

وَمُدَّعٍ شَرَحَ شَبَابٍ وَقَدْ عَمَّه الشَّيْبُ عَلَى وَفْرَتِهِ

جراغاز جوانی کا مدعی ہے حالانکہ اوس کے سر پر تمام بالوں پر بوڑھا پا چھا گیا ہے۔

يُخْضَبُ بِالْوَسْمَةِ عُثْنُونَةُ يَكْفِيهِ أَنْ يَكْذَبَ فِي حِيَّةٍ

وہ اپنی بڑی داڑھی پر وسیم کا خضاب کرتا ہے تاکہ اپنی داڑھی کے نسبت جو جھوٹ بے اوس

کے لئے وہ کفایت کرے۔

بہت برا تھا اور ابھی تک تم اوستہ تھا۔ اور انعام محمد بن بابی اندلس سے اوستہ کی تحریر ہے۔
 جسطرح تھانہ کے میں کہ جن کی عجیب و غریب ہے۔ یہ باہر سے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

أَمَلْتُ نِفَاكَ مِنَ الْبَرِّيَّةِ سَكَنًا جَسَدِي وَطَرَفٌ بَابِي أَحْوَسَ
 ساری دنیا میں جو عمارتیں وہ یہ ہیں ایک امیرا جسم و عشق کی محبت میں (اور دوسرے اوستہ کی)
 جادوگر اور سیاہ آنکھ

وَالشَّمْسُ قَاتِلُ النَّيَرَاتِ ثَلَاثَةٌ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُبِيرُ وَجَعْفَرُ
 اور محمد رستارے تین ہیں۔ ایک آفتاب اور دوسرا روشن چاند اور تیسرا جعفر۔

رہے بڑے بڑے قضاوندہ اس کے اس قدر مشہور ہیں کہ ذکر کی حاجت نہیں۔ اس کے باپ علی نے
 سید آباد کیا تھا۔ چنانچہ اس وقت تک وہ اسی کے خاندان کے نام سے مشہور ہے۔ - عزرائیل باویں کے
 وادازیری بن مناد سے اور اس سے عداوت تھی۔ اور بھگڑے رہا کرتے تھے۔ جن کی آخر کو نبوت یہ پہنچی کہ
 لڑائی کی ٹہیری۔ اور ایسا بڑا سحر کہ ہوا کہ زیری خود اس میں مارا گیا۔ پھر اس کا بیٹا ملکین اٹھا جس کا اوپر حرف
 بامین ذکر آچکا ہے۔ اور باپ کا قائم مقام ہو کر اسی قوت بہم پہنچائی کہ جعفر مذکور کو اس سے تاب مقاومت
 نظر نہ آئی۔ اپنا ملک چھوڑ کر اندلس کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں (سلسلہ) میں مارا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ
 اس کا بیان بڑا لंबا ہے۔ مگر یہاں اسی قدر خلاصہ کافی ہے۔ سید مفتح سیم و کسر میں مہملہ و سکون یا سے
 تھانہ و لام وہاں سے ساکنہ علاقہ زاب میں ایک شہر ہے۔ زاب بفتح زاء سے ججہ والے و با سے موحہ و افریقیہ
 میں ایک ضلع ہے۔ افریقیہ کا ذکر آچکا ہے۔

(۱) باروت و ماروت دونوں شہروں کو کہتے ہیں کہ انھوں نے بابل میں اگر کچھ جادو کے کام کئے تھے۔ اس
 واسطے بابلی کے معنی میں بنے جادوگر کے لئے ہیں۔

(۲) تذکرہ ۷۰۹۔

(۳) تذکرہ ۱۱۶۔

ابو علی جعفر بن فلاح الکتابی

۱۳۲

مغربی تمیم معین المنصور البغدی صاحب افریقیہ کا ایک سردار تھا۔ جسے اوستہ نے جہر سے سالار کے

ہوا جس کا ذکر آئندہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور جسے حج و بارگاہِ معین کے واسطے اس نے مقرر کیا تھا فوج و دیگر روانہ کیا تھا۔ جب جرہر نے مصر سے لیا تو اسے شام کی طرف کو چلے حکم دیا چنانچہ اس نے ۵۳۰ (۵۹۹ھ) میں جا کر رملہ لے لیا۔ پھر دمشق پر محرم ۳۳۱ میں فتح ہوئی۔ لیکن یہاں اس کے باشندہ خوب لڑے تھے۔ اسی جگہ جعفر ۳۳۱ تک مقیم رہا۔ وگرنہ میں نے یہ خبر دیکھی کہ اسے اپنی فوج و لشکر سے باہر لے کر قیام گاہ بنایا تھا۔ مگر اس جگہ من بن احمد القرمطی معروف بالاکفتم اوس پر چڑھ کر آیا۔ جعفر اس وقت بیمار تھا۔ تاہم کھل کر مقابل ہوا۔ مگر قرمطی کے ہاتھ میں کتکا ہو گیا جس نے اسی قتل کر دیا اور اس کے ساتھی بھی بہت کثرت سے قتل کر ڈالے۔ یہ واقعہ روزِ پنجشنبہ ۹ ذی قعدہ ۳۳۱ دسمبر ۹۳۸ء کا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ایک شخص مجھ سے کہتا تھا کہ جعفر بن فلاح سردار مذکور کے قتل کے بعد اوس کے قصر کے دروازہ پر میں نے یہ شعر لکھ دیکھے تھے۔

يَا مَنْزِلَ الْعَبْتِ الشَّامِ بِأَهْلِهِ فَأَبَادَهُمْ تَبْقَرُ قِي لَا يَجْمَعُ

ادھر تیرے رہنے والوں کو زمانہ نے اپنا کھلوتا بنالیا۔ اور ایسا اوجاڑ دیا کہ پھر بھی جمع نہ ہوگی۔

أَيْنَ الَّذِيْنَ عَمِلَ قُصُورَكَ مَرَّةً كَانَ الشَّامُ يَهْمُ يَصُورُ وَبَيْنَ نَفْعِ

وہ لوگ کہاں ہیں جن کو میں نے تجھ میں رہتے دیکھا تھا۔ اور جن کے سبب سے زمانہ نقصان اور نفع پھر نچاتا تھا۔

جعفر مذکور ایک بڑا زبردست جلیل القدر تھا۔ لوگ اوسکی مدح کیا کرتے تھے۔ ابو القاسم محمد بن ہانی اندلسی مشہور شاعر اوس کی شان میں کہتا ہے۔

كَأَنْتَ مَسَائِلُهُ السُّكْبَانِ مُخَيَّرِنِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ فَلَاحٍ أَطِيبَ الْخَبَرِ

جب (اوس کے پاس سے واپس ہونے والے) قافلوں سے پوچھا جاتا تھا تو جعفر بن فلاح کے مجھ سے اچھی اچھی خبریں بیان کرتے تھے۔

حَتَّى التَّمَيُّنَاتِ فَلَا وَاللَّهِ مَا عَمِلْتُ أَذْنِي بِأَحْسَنِ مِمَّا قَدِمَايَ بِصَوِي

پھر واللہ جب ہم ملے تو میں نے اپنی آنکھوں سے ایسی اچھی حالت دیکھی جو میرے کانوں نے کبھی سنی بھی نہ تھی۔

لوگ ان دونوں بیٹوں کو بتاتے ہیں کہ ابو تمام نے قاضی احمد بن ابی دواد کے حق میں کہی تھیں۔ مگر غلط ہے۔ کیونکہ یہ بیٹیں ابو تمام کی نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دوسرا مصر ہے عن أحمد بن محمد بن طاهر الطبري

مگر اس کا نام ابن دوا نہیں ہے۔ بلکہ ابن ابی دوا ہے۔ اور اگر ابن ابی دوا کہا جائے تو وزیر شمس درست نہیں ہوتا۔

(۱) کتابہ بربر قوم کا ایک قبیہ ہے۔

(۲) تذکرہ ۱۳۱۔

(۳) مراد میں لکھا ہے کہ ذکر دمشق کے پاس ایک گاؤں کا نام ہے۔

۱۳۵ ابوالفضل جعفر بن شمس الخفافی، دارالحدیث محمد بن شمس الخفافی

نورالافضل لقب مجاہد

ایک بڑا مشہور شاعر خاف، اور جو خطا تھا اس نے بہت کتابیں بھی میں خطا بہت اچھا خوشنما اور اس کا کچھ صحیح بھی ہوتا تھا۔ اس کی کئی ہی تالیفات ہیں، جہز میں اس نے کچھ اچھی تیز ترین شعر کی ہیں۔ اور طبع کے جوت طبع روالات کرتی ہیں اس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جس میں اس نے اچھے اپنے اشعار لکھے ہیں۔ یہ اشعار میں سنہ ۵۰۰ھ یا ۵۱۰ھ کی تحریر سے نقل کیے ہیں۔

ہی شد دیا فی السماء عقیب ہا و اسی یبذل فی السور العاجل

یہ ایسی سختی ہے جس کے اندر ہی آیا کرتی ہے اور ایسا غم ہے کہ جو بہت جلد سے ور کے آنے کی تشریف دیتا ہے

و اذا نظرت غارت بؤس اسے اولاً للہم عو حسیہ من تعب مرنا امل

جب میں نے غور کیا تو سامم ہوا کہ دور ہونے والی ہمارے کے لئے نورا، دور ہونے والی نعمت سے

جستہ ہوتی ہے۔

اس نے وزیر ابن شکر کی جس کا نام صفی ہو، جو بعد اللہ بن علی ابن تکر تھا۔ اور جو ملک ماول کا اور اس

کے بیٹے ملک کمال کا وزیر تھا، جہا اللہ تعالیٰ تعریف لکھی ہے۔ خانچہ کہنا ہے۔

مکہ حاکم السنتہ الامام مخافۃ و شہادۃ من لک بالاشماء الحسن

مخلوق کی زبانوں سے خوف کے سبب سے تیری تعریف ہوتی ہے۔ اور جب وہ سامنے آتے ہیں تو

تیری ابھی ٹکا کرتے ہیں۔

اگر کسی نے شہر کو آگ لگا دی تھی۔ معنی اعلیٰ اللہ کا لہجہ
کہا تھا کہ یہ شہر تو میری ملک ہے۔ اس لئے میں اس کو آگ لگا دیتا ہوں (اور ان کے
چاہے اس کو ہر شے کے لئے لگا دیتا ہوں)۔

یہ دونوں جہیزین مجھ سے مصر کے ایک امیر کے بیان کی تھیں پھر میں نے اس سبب ایک پورے مجموعہ
میں انہیں دیکھا وہ بیان پر اس کے کہنے والے کا نام نہیں لکھا تھا۔ ابو الفضل کا شہر گزنی میں ابھرا طریق ہے۔ اس کی
تاریخ دلاوت محمد ۳۳۳ھ (۱۳۳۳ء) اور ۱۲۳۳ھ (۱۲۳۳ء) (جنوری ۱۲۳۳ء) کو مصر سے باہر گئے امیر نام ایک
شہر جس میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تھا۔

افضل بن یقین ہمزہ و سکون ناوقع ضاوحہ و لام و احمی کے سبب سے) اہل امیر احمدیوش وزیر مصر کی طرف
نسب ہے۔ ابو الفضل کا باپ شمس الخاوندی الحجازی ۵۶۹ھ (۱۱۷۴ء) میں اور ۵۷۲ھ (۱۱۷۷ء) میں
سیدہ زاد تھا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۸۸ نمبر ۱۶

امیر جعبر بن سابق القشیری

۱۳۶

لقب سابق الدین کا حال جس کے نام سے قلعہ جعبر مشہور ہے سچے اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم
کہ وہ بہت بوڑھا اور اندھا آدمی تھا اس کے دو بیٹے تھے جو راہ زنی کیا کرتے تھے۔ مسافروں کو ان کا بڑا اندیشہ
رہتا تھا اسی حال پر جب کچھ مدت گزر گئی تو سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی نے جس کا ذکر آئندہ آئیگا
قلعہ اس سے چھین لیا۔ اور اوائل ۳۶۳ھ (۱۱۷۳ء) میں اسے قتل کر دیا۔ رحمہ اللہ تھا۔ یہ بات میں
نے ایک تاریخ میں لکھی دیکھی ہے۔ مگر مجھے اس میں تامل ہے۔ کیونکہ سلطان ملک شاہ اپنے باپ الپ ارسلان
کے قتل کے بعد بادشاہ ہوا ہے۔ اور باپ اس کا ۳۶۵ھ (۱۱۷۵ء) میں مارا گیا ہے۔ جس کا پتہ موقع
پر انشاء اللہ تھالے ذکر آئے گا۔ ہاں شاید ایسا ہو تو تعجب نہیں کہ اپنے باپ کے ایام حیات میں ہی یہ قلعہ
اس نے لے لیا ہو۔ یا جعبر کی وفات کی تاریخ غلط ہو اس امر کو میں نے یہاں اس وجہ سے لکھ دیا ہے
کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں نے غلطی کی ہے۔ یا کچھ مجھ سے بھول ہوئی ہے۔ اور مجھے یہ معلوم نہیں ہوا ہے۔ اس
کے تحریر کے بن مجھے یہ تحقیق معلوم ہوا کہ ملک شاہ سلجوقی جب حلب کے لینے کے ارادہ سے جاتا تھا تو اس

قلعہ پر پور کر رہا اور جب اوسے معلوم ہوا کہ ہر ایک قلعہ شخص بہت ترس رہا ہے اور اسے اپنی قوت پر قانع
نہیں اور ہر لمحہ قلعہ پر چڑھ گیا یہ واقعہ سنا کر وہ کہنے لگا۔

اس قلعہ کو قلعہ دوسرے بھی کہتے ہیں۔ سلطان بن النذر ملک حیرہ گادوسر نام ایک خانم تھا جسے اوس
سے حدود شام کی طرف سے کہ واسطے مقرر کیا تھا۔ اوسے سے یہ قلعہ بیان بنایا تھا اور اس کے نام سے منسوب ہے
جس پر فتح جیم و سکون عین مہلتا ہے اسے مجددہ مفتوحہ و واسطے حملہ فست بن پست نام سے اور پورے
کو کہتے ہیں۔

۱۳۳۰ھ ابو سنیدہ جعفر بن ابی جعفر سید الإجمالی وفتیہ قلعہ پر چڑھا
حزیرہ شام اور واصل کے حکمران کا والدین زنگی کا نائب تھا۔ واصل بن اوس کی طرف سے وہ بنی ہاشم
پر ایجاباً رخا عالم سفاک اور تجزیہ سے مراد سزا کا واسطہ دلاتا تھا۔ بہت سے کاتب اوس سے واصل کی نصیب پر ہنس
اور معلوم ہوا کہ خوب نصیب ہا ستیہ تو ایک جنوں کے خاقانوں کی عمر پر پڑا کر کہا سائی دیوار کو بنا سکتا ہے کہ
جوشیت ایزدی کے اسکا جاتہ کو روک سکے۔ اسی کے ولایت کے زمانہ میں امام مستر ش اس پر چڑھ کر
آیا۔ اور واصل کا محاصرہ کر کے نہایت تنگ کر دیا۔ مدت تک ہر روز ہا۔ جعفر مذکور نے حسن کا خوب بندوبست
کیا۔ اور خد تعین کہہ والی تھیں۔ کچھ سے یہ خوبہ نظر ایمان ازا بہان تک کہ وہ لوٹ گیا اور اس کا کچھ نہ
کر سکا۔ یہ واقعہ رمضان ۵۸۰ھ میں ہوا۔

واصل بن سلطان محمد و سوری کی اہل اشرافہ باغی تھے۔ ابن الاثیر نے تاریخ دولت
بنی اتابک میں لکھا ہے کہ سلطان ابن محمود بن محمد تھا۔ اور علاء الدین زنگی اتابک کی تربیت
کے واسطے وہاں رہتا تھا۔ علاء الدین کو اسی سبب اتابک کہتے ہیں۔ کیونکہ اتابک اوس شخص کو کہتے
ہیں جو بادشاہوں کی اولاد کی تربیت کرتا ہے۔ اتانے اپنی ترکی بن باپ کے بن اور یک کے معنی امیر
کے اتابک انہیں دونوں معانی سے مرکب ہے۔ جعفر اس شانہ زادہ کے خلاف تھا۔ اور اوس کے کاموں میں
خلل انداز ہوا کرتا تھا۔ اسی میں علاء الدین زنگی قلعہ آئیرہ کے محاصرہ کو چلا گیا۔ خنجاہی نے اپنے آدمیوں
کو ملار کہا۔ کہ جعفر کے تو اسے قتل کر دیں۔ ایک روز وہ حسب معمول سلام کے واسطے دروازہ پر آیا
خنجاہی کے لوگ اوس پر دوڑ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۹ سرباروز پنجشنبہ ۵۳۹ھ

(مسئلہ ۳۵) کا ہے۔

پھر عماد الدین زرنگی نے جعفر کی جگہ زین الدین علی بن یکتلیک و والد مظفر الدین صاحب اولیٰ کو مقرر کیا۔ اس نے عسرت پر خوب عدل و داد کے ساتھ حکومت کی۔ مرد صالح سیرت کا بہت اچھا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ پھر جب عماد الدین موصل کو واپس آیا تو جعفر کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اس کے خزانے نکلے اسے اور اس کے اہل راقا رب پر جرمانہ کئے جعفر مذکور نے موصل پر اپنی طرف سے ایک شخص غلام کو جو جعفر زیدی کہلاتا تھا والی کر رکھا تھا۔ وہ بہت برا آدمی تھا۔ لوگ اس کی بہت شکایت کرتے تھے۔ اسے بھی عماد الدین نے قوف کر دیا۔ اور اس کی جگہ ایک شخص عمر بن شکر کو مقرر کیا۔ مگر یہ بھی برا نکلا۔ اس کے حق میں ابو جعفر انشا اللہ بحسبیں بسا محمد بن محمد بن شقاق موصلی متوفی ۳۳۵ھ (مسئلہ ۳۵) نے یہ شعر لکھے ہیں۔

یا نصیر الدین یا جعفری اللف تفرونی ولا عسر

اے نصیر الدین اے جعفر۔ ہزار تفرونی ہوں تو ہوں مگر عسر نہ ہو
لور ماء اللہ فی سقر لاشکلت من ظلم سقر
اگر اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دے تو اس کے ظلم سے دوزخ بھی بکا راوٹھیکا۔
جعفر فتح جیم وقاف وراے مہلہ ایک بھی نام ہے۔ میں جانتا ہوں وہ ملوک ہوگا۔

ابو عمر جمیل بن عبداللہ بن عمر بن صباح

۱۳۸

(بقیم صادق) بن غلبان بن محسن (بقیم) جاسے حملہ و تشدید فون لابن ربیعہ بن حرام بن عبید بن عبد بن کثیر بن عذرة بن سعد بن ہذیم بن زید بن کثیر بن سوہب بن اسلم بن اٹکان بن قضاة مشہور شاعر و جیدہ کا عاشق تھا۔ لڑکپن سے ہی اس کا عاشق ہو گیا تھا جب جواں ہوا اور بیشہ کرنا لگا تو اس کی طرف سے انکار کر دیا گیا۔ اس پر عداوت کی نسبت شعر کہتا اور چپ کر اس کے پاس آیا کرتا تھا۔ اوں دونوں عاشق اور معشوقہ کا مکان واد القریٰ میں تھا۔ اس کے اشعار کا دیوان مشہور ہے جس کے ذکر کی یہاں کوئی حاجت نہیں۔ ملاحظہ فرما کر نے اس کا دشت کی تاریخ میں ذکر کیا اور کہا ہے کہ اس سے کسی نے کہا کہ اگر تو قرآن کو پڑھتا تو میرے لئے شعر کہنے سے بہتر تھا۔ جمیل نے کہا یہ شخص بن ملک رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنہوں نے مجھ سے کہا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (ان) میں ان شقیں (جو حدیث کے ساتھ نہیں شریعت کے ساتھ) کو راہ میں
 ہو کر قتل ہیں (جس اور بیٹہ دو نو جوان ہندوستان سے تھے۔ بیٹہ کی کشتی تھی تم جہاں تک پہنچاؤ گے وہاں قتل
 اور عشت بہت ہی ہے۔ کسی نبی عذرہ کے ایک اعرابی سے کہا تھا کہ ایسا حال کیا ہے؟ وہ نے کہا کہ وہاں کے
 سے ہیں۔ ایسے کہل جاتے ہیں۔ جیسے اپنی مین ٹنگا کہل جاتا ہے۔ تم اپنے دل کو مضبوط رکھو کہیں نہیں رہتے۔
 کہا تم مضبوط سے جزم کو پسیر رکھو کہیں کہ تم کو نہ کہو کہی کو ایسے نہیں رہتے۔ ایک اعرابی سے کسی نے پوچھا
 تو کسی کیلئے کہا کہی ہے۔ کہا میں اس کو کہتا ہوں کہ جب بخت کرتے ہیں تو مری جاتے ہیں۔ ایک عورت نے
 سنا کہ ایک اور عورت نے یہ کہی کہ یہ قدری ہوگا۔

عاصی ثعلبی کہتا ہے کہ شقی عذرہ کا عاشق تھیل کے استاد کی روایت کیا کرتا تھا۔ اور تھیل بڑبڑتے میں خشرم
 کی۔ اور وہ جلیسا کا۔ اور جلیسا کے پسر بن ابی سلمیٰ اور اس کے بیٹے کعب بن زبیر کی۔ جیل سے کچھ آیات
 لکھے ہیں۔ ان میں سے شقی نقل کرتے ہیں۔

وَمَنْ كُنْتُ لَمْ أَفِي لَمْ يَمُوتْ
 لَيْسَ لِي إِذَا مَا الضَّيْفُ أَلْفِي الْمَلِيسِيَا
 تم دونوں (میرے دوستوں) اپنے لئے مجھ سے کہا ہے کہ تینا میں (میشوقہ) لیلیٰ رہتی تھی۔ جب کہ
 موسم گرما نے اپنا لگروا لیا تھا۔

فَهَذَا شَقِيٌّ شَقِيٌّ عَنَّا قَدْ لَقِنْتِ
 فَمَا لِلنَّوِي قَرْمِي بَلِيْلِي لَمْ أَمِيَا
 لیکن اب تو اس موسم گرما کے چینی ہم سے گزر چکی گئے۔ پھر اس جدائی کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ لیلیٰ کو
 دور چینک رہی ہے۔

بعض لوگوں نے ان آیات کو قصیدہ مجنون دلیلی میں لکھ دیا ہے۔ مگر یہ اسکی نہیں ہیں۔ تیام مقام خاص
 قصیدہ عذرہ کا ہے۔ اسی قصیدہ میں تھیل کے یہ شعر ہیں۔

وَمَا نَبْرُ لَسْتُمْ بَابُنْ حَتَّى لَوْ أَشْنِي
 مِنْ الشَّوْقِ اسْتَبْكِي انْحَمَامِي كَلِيَا
 اور بیٹہ تم برابر (اسنا) کا پانکام کہ جارہی ہو یہاں تک کہ قمری سے اگر میں جوش میں آگرا اپنے لئے روئے
 کو کہیں تو وہ بھی میرے لئے نہ دیتی ہے۔

وَمَا نَرَا دَنِي الْوَاشُونَ إِلَّا حَبَابَةً
 وَلَا كَثْرَةَ النَّاهِينَ إِلَّا تَمَادِيَا
 تو تمناؤں نے مجھ سے شوق کے اور میرا کچھ زیادہ کیا ہے اور نہ کثرت سے لوگ جو مجھ سے (کام سے) منع

کرتے ہیں بجز راجہ کا مہم میں اسرار اور استقلال کے اور بڑا ہے۔

وَمَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ الْمَفْرُوقِ بَيْنَنَا سَلَوًا وَلَا خَوَالِ الْيَاكِي نَقَالِيَا

نہ دوری و بعد سے جو ہمارے درمیان میں بڑھ کر جاتی کر رہی ہے۔ سمجھ اس سے بلند ہو کر رہا ہے۔ اور زبان طویل راتوں سے بچے پر مہر گزار بنا دیا ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ يَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِيٍّ أَنِّي أَطْلُ إِذَا لَمْ أَلْقَ وَجْهَكَ صَادِيًا

اے شیریں لعاب دہن والی کیا تو نہیں جانتی کہ جب تیری رون (پڑاؤ) کو میں نہیں دیکھتا تو میں پیاسا ہو جاتا ہوں۔

لَقَدْ خِفْتُ أَنْ أَلْقَى الْمَدِينَةَ بَعَثَةً

وَفِي النَّاسِ حَاجَاتُ إِلَيْكَ كَمَا هِيَا
مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ ایک لمحے موت آجائے۔ حالانکہ میرے دل میں تیری خواہشیں تھیں اور ویسے ہی اب بھی ہیں۔

گنتیر عہد کا دشمن کہا کرتا تھا کہ واللہ جیل عرب میں سب سے بڑا شاعر ہے جو کہتا ہے۔

وَحَبَّرَ قَمَانِي أَنْ نِيَمَاءَ مَنْزِلِ اللَّيْلِ إِذَا مَا الْقَيْفُ أَلْقَى الْمَرَامِيَا

تم دونوں میرے دوستوں نے مجھ سے کہا ہے کہ تیرا دین (میرا) لیلی رہتی تھی جب کہ موسم گرما نے اپنا لنگر ڈال دیا تھا۔ (یعنی گرمی کا موسم تھا)

یہ بھی اسی کے شعر ہیں۔

إِنِّي لَا حِفْظَ لِمَنْ كُفِّرَ فِي لَوْ تَعْلَمِينَ بَصَالِحِ أَنْ تَذَكَّرِي

میں تمہارے بید کو چھپاے رکھتا ہوں۔ اور اگر تو یہ جان جائے تو مجھے خوشی ہوگی کہ تیرا جب ذکر ہوتا ہے تو ہلکی سے ہوتا ہے۔

وَيَصْنَعُونَ يَوْمًا لَا أَمْرِي لَكَ مَرَّةً لَا أَوَلَّتْ فِيهِ عَلَيَّ كَا شَمَمٍ

اور وہ دن جس دن کہ میں تیرے پیچھے ہوئے آدمی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ جس میں مسمم تم نختیں ملتی میرے لئے جہنم کے برابر ہوتا ہے۔

يَا لَيْتَنِي أَلْقَى الْمَدِينَةَ بَعَثَةً

إِنْ كَانَ يَوْمٌ لِقَاكَ لَمْ يَقْدِرْ
اگر تمہارے دھال کا دن مقدر میں نہ ہوا اور غیر ممکن ہو تو مجھے آرزو ہے کہ میں یہ ایک مری جاؤں۔

یہ بھی اسی کے ہیں۔

یَسْأَلُ مَا فُتِحَتْ الْأُمُورُ وَانْجَلَتْ
یَسْأَلُ مَا فُتِحَتْ الْأُمُورُ وَانْجَلَتْ
سب کچھ میں نے نہ بولا میرا اور میرے عشق میں ڈوبا رہے گا۔ اگر میں نہ رہا تو میرا کون سا کس سے کرے گا۔

ہوئے قبروں میں بھر گیا۔

أَخِي الْيَاسَرِيُّ يَا نَسِيكَ تِلْكَ الْأَنْظُرُ
فَطَارَ الْقَهْقِرَاءُ فِي الْأَنْفُسِ الْمُنْجَلِ
تو میرے دوست میرے ہار کے پورا کر کے لئے میں تیری طرف دیکھا ہوں۔ بیٹہ تو سیڑھی جیسے کوئی فقیر

پر ہے اس پر دلکش ہے۔

يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِمَنْزِلَةِ الْيَسْرِ وَالْخَيْرِ
هَذَا الْهَرَبُ لَنَا وَلَيْسَ بِمُحْسَرٍ
دوسرے قریب آئے اور یہ مناسب ہے کہ میں دین کرے والا وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اور میرے بھی

اوس پر کوئی وہ نہیں رہا ہے۔

مَا أَكْبَدَ رَأْسِي لِمَا أَتَى مِنْ عَيْنِي
إِلَّا كَيْفَ بَرَقَ سَهَابٌ لَمْ تَطْلُبْ
تو اور جو وعدہ کر رہا ہے اس کی جیسے ایک بچے کے طرف کے میں جو نہیں پرستی نہیں۔

ایک قصیدہ میں یہ بھی اوس سنسکے ہیں۔

أَذْهَبَتْ صَاحِبِي يَا بَيْتَنِي قَارِئِي
مَنْ الْوَجْدُ قَالَتْ ثَابِتٌ وَيَرْثِي
جب میں نے کہا۔ او بیٹہ یہ میری کیا حالت ہو رہی ہے جو عشق میں مجھے مارے ڈالتی ہے۔ تو اوس نے

کہا۔ اوس کے جڑ بھی ہوئی ہے اور اندر یاد ہوگی۔

وَإِنْ قُلْتُ مُرَدِّي بَعْضَ عَقْلِي عَرِّفْ
بَيْتَنِي قَالَتْ ذَاكَ مِنْكَ بَعِيدٌ
اور جب میں نے کہا کچھ عقل میرے واپس دے۔ جس سے میں اپنی زندگی بسر کروں تو اوس نے

کہا یہ خواہش تجھ سے بہت بعید ہے۔

یہ بھی اسی کے شعر ہیں۔

وَأَتَى لَأَقْرَبُ مِنْ بَيْتَنِي بِالذِّمَى
لَوْ اسْتَيْقَنَ الْوَأَشَى تَعْرِفُ بِلَا
اگر غار کو یہ یقین ہو جائے کہ بیٹہ کے طرف سے وہ یا ایسا کچھ دے ہی سے میں نہ رہی ہو سکتا ہوں تو اوس کے

غم و اندوہ سب ٹھنڈے ہو جائیں گے۔

بَلَاؤُكَ لَا اسْتَطِيعُ وَبِأَسْنَىٰ وَبِأَلَمٍ الْمَرْجُو قَدْ خَابَ أَمَلُهُ

نہیں سے اور ناکہنے پہنچے مجھے میرا کیا گلا۔ آرزو نہ پراوایے امید پر جس کی مدت سے لو لگی ہوئی ہے اور اسکا امیدوار نا امید ہو چکا ہے۔

وَبِالنَّظَرِ أَهْجَلْتِي وَبِالْحَوْلِ تَنَقَّضِي وَأَخِيرُهُ لَا نَلْتَمِي وَأَوَائِلُهُ

اور اس پر نظر پڑ جانے پر جو ایک لمحہ کے ہی لئے ہوا اور ایک برس کے وعدہ پر جس کے اول و آخر ایسے گزر جاتے ہیں کہ ہم ملتے بھی نہیں (میری زندگی بسر ہوتی ہے)۔ یہ بھی اوسی کے ہیں۔

وَاتِي لَا تَسْتَفِي مِنَ النَّاسِ إِنْ أُرِي سَرِيفًا لَوْضِلَ وَعَلَىٰ سَرِيفٍ

مجھے لوگوں سے شرم آتی ہے کہ جگہ ایسے معشوق کے وصل کا طالب دیکھیں جس کا کوئی پہلے طالب رہ چکا ہے۔ یا ایسے معشوق کے وصل کا جو پہلے مجھ سے محبت کرتے تھے اور پھر اور کسی سے محبت کرنے لگی ہو۔

وَأَشْتَبُ سَرِيفًا مِّنْكَ بَعْدَ مُوَدَّةٍ وَأَمَّا ضِيٌّ بَوْصِلٍ مِّنْكَ وَهُوَ ضَعِيفٌ

اور اس سے بھی شرم آتی ہے کہ محبت جاتے رہنے کے بعد تیرا لبا و ہن پیون۔ اور تیرا محبت سے راضی ہو جاؤں جس میں کہ ضعف آگیا ہو۔

وَإِنِّي لِلْمَاءِ الْخَالِطِ لِلْعَذَىٰ إِذَا كَثُرَتْ وَرَادُهُ لَعُوفٌ

اور میں ایسے پانی سے جس میں کوڑا مل گیا ہو۔ گواؤں پر کیسے ہی کثرت سے لوگ آتے ہوں کہ اہستہ کرنا۔ یہ بھی اوسی کے آیات سے ہیں۔

بَعِيدٌ عَلَيَّ مَنِ لَيْسَ يَطْلُبُ حَاجَةً وَأَمَّا عَلَيَّ ذِي حَاجَةٍ فَقَرِيبٌ

(ملاحظہ) اوس سے بہت بعید ہیں جس کو کچھ حاجت ہی نہ ہو لیکن اوس سے جو حاجت والا ہو بہت قریب ہیں۔

بَشِيرَةٌ قَالَتْ يَا جَمِيلُ أَرَبْتَنِي فَقُلْتُ كَلَّا نَا يَا بَشِيرُ مَرُوبٌ

بشیر نے کہا اے جیل تیری محبت میں مجھے شک پر گیا ہے۔ اس پر میں نے اوس سے کہا کہ اے بشیرہ دونو ایک دوسرے کو شک میں ڈال رہے ہیں۔

وَأَمَّا يَبِينَا مَنِ لَا يُؤَدِّي أَمَانَةً وَلَا يَحْفَظُ الْأَسْرَارَ حِينَ يَغْتَابُ

لیکن ہم دونوں میں وہ زیادہ شک میں ڈالنے والا ہے جو حق امانت ادا نہیں کرتا۔ اور اسرار محبت کو جب ایک دوسرے

الگ سوجائیں محفوظ رکھتا۔

کثیر عرّہ کا ماشق لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ مجھے حیل بٹینہ کا ماشق ملا اور اس نے پوچھا کہ تو کھان سے آتا ہے
میں نے کھا محبوبہ یعنی بٹینہ کے باپ کے پاس سے۔ پھر پوچھا کھان جاتا ہے میں نے کھا۔ محبوبہ کے یعنی عرّہ کے پاس حیل
نے کھا تو جھان سے آیا ہے وہیں کو پھر کوٹ جا۔ اور بٹینہ سے وعدہ لیکر آ۔ کہ وہ مجھے کب ملیگی۔ میں نے کھا ابھی
تو وہاں سے آ رہا ہوں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ ابھی لوٹ کر اس کے پاس پھر جاؤں۔ کھا کہ یہ تو مجھے جانا ہی
پڑیگا۔ میں نے کھا تو بٹینہ سے کب ملا تھا۔ کھا شروع موسم گرما میں۔ کہ وادی دوم (دخستان) سے نیچے
کی طرف پانی برساتھا۔ وہ ایک لونڈی کے ساتھ کپڑے دھونے کو نکلی تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو غیر سمجھکر
کپڑے پر ہاتھ مارا جو پانی میں پڑا ہوا تھا۔ اور وہ اوڑھ لیا۔ مگر لونڈی نے مجھے پہچان لیا۔ اس لئے بٹینہ نے کپڑا
پھر پانی میں ڈال دیا۔ ایک گھنٹہ تک پھر جم اور وہ باتیں کرتے رہے۔ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ میں نے پوچھا پھر
کب ملاقات ہوگی۔ بولی کہ میرے لوگ جھان سے جاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ملاقات نہیں ہوئی۔ اور نہ
کوئی معتبر آدمی ملا۔ کہ اس کے پاس بھیجتا۔ کثیر نے کھا کیا یہ بات مناسب ہوگی۔ میں تیرے معشوقہ کے
سچی میں جاؤں۔ اور اگر اس سے خلوت میں بات چیت کرنا ممکن نہ ہو تو کچھ ایسی باتیں لکھ کر اس کو سناؤں۔ کہ
جس سے وہ مطلب کو ٹاٹ جائے۔ اور جواب دیدے۔ حیل نے کھا ہاں یہ راسے بہت مناسب ہے۔ کثیر چلا۔ اور
بٹینہ کے حق میں پھونچا۔ اس کے باپ نے کھا۔ بھتیجے کیسے لوٹ آئے کثیر نے کھا میں نے کچھ ایسی بات کہی
ہیں۔ چاہتا ہوں کہ آپ کو سناؤں۔ کھا اچھا میں نے یہ بٹین پڑھیں۔ بٹینہ موجود تھی۔

فقلت لھا یا غرّہ سئل صاحبی ایّک۔ سوکوالرسول صغیر

میں نے اس سے کھا اسے عزیزین اپنے ایک ساتھی تیرے پاس قاصد کر کے بھیجتا ہوں۔ یہ قاصد
بڑا متبر آدمی ہے۔

بِأَنْ تَجْعَلَنِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا وَأَنْ تَأْمُرَنِي بِالَّذِي فَعِلْتُ
اس لئے کہ تو اس کو میرے اور اپنے ملنے کی جگہ بتا دے اور مجھے اون باتوں کے کرنے کا حکم کر دے
کہ وہاں میں کیا کروں۔

وَأَخْرَجَنِي مِنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْفَلِ وَادِي الدَّوْمِ وَالْثَوْبُ نُفِيلٌ
سب سے آخر دن مجھ سے اور تجھ سے وادی دوم کے نیچے ملاقات ہوئی تھی جھان کے پتھر سے

دہرے جا رہے تھے۔

اس پر بیٹھنے نے گوشہ میں سے پردہ کے کنارہ پر ہاتھ مارا۔ اور کچا دھوت دھوت۔ اوس کے باپ نے لکھا کیا ہے۔ بیٹھ بولی کتا ہے۔ پھاڑی کے طرف سے اس وقت آیا ہے جب کہ لوگ سو رہے ہیں۔ پھر لڑائی سے کھا۔ دومات سے جا کر لکڑیاں لا۔ کہ کثیر کے واسطے بکری ذبح کر کے کباب لگائیں۔ کثیر نے کھا۔ مجھے اس قدر ٹھہرنے کی توفیق نہ تھی۔ جیل کی طرف چل دیا۔ اور جا کر سب قصہ کھسنایا جیل نے کھا۔ دومات کا اوس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر بیٹھ نکلی۔ اسکی سہیلیاں بھی اوس کے ساتھ تھیں۔ جیل اور کثیر اون کے پاس پھر نیچے صبح تک اون میں باتیں ہوتی رہیں۔ کثیر کھا کرتا تھا میں نے اس مجلس سے کوئی اور مجلس بھتر نہ کی اور نہ کوئی ایسا شخص دیکھا جو ایک کے دل کا حال دوسرا ان سے زیادہ سمجھتا ہو۔ میں نہیں کہہ سکتا ان دونوں میں کونسا بڑا ذی فہم تھا۔

حافظ ابوالقاسم معروف بابن عساکر اپنی تاریخ کیر میں کہتا ہے۔ کہ ابو بکر بن محمد بن القاسم الانباری نے بیان کیا ہے۔ کہ میرے باپ نے جیل بن عمر کی یہ ابیات مجھے سنائی تھیں۔ مگر ان ابیات کو اور شعرا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ یہ ہیں

مَا نَرَلْتَ ابْنِي اَتَجَبَّ فَلَمْ
حَتَّى دَفَعْتُ اِلَى رَيْبَةِ هَوْدَجٍ
میں (اپنے محبوبہ کے) قبیلہ کی تلاش میں لگا رہا اور اونکی نگاہوں کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ یحسان تک کہ ہودہ میں جویلی تھی اوس کے پاس تک داؤد کی ہانکتا لے گیا۔

فَدَثَوْتُ مُحْتَفِيًا اِلَى بَيْتِهَا
حَتَّى دَخَلْتُ اِلَى خَفَى الْمَوْجِ
پھر میں چھپ کر قریب گیا کہ اوس کے خیمہ میں اتر دوں۔ یحسان تک کہ خفی راستہ کے اندر پھونچ گیا۔
فَتَنَاوَلْتُ رَأْسِي لِتَعْرِفَ مَسَّةً
مُخْتَصِبًا الْاَطْرَافَ غَيْرِ مَشْجٍ
پھر اوس نے چکنی چکنی رنگین انگلیوں سے شناخت کرنے کے لئے میرے سر کو چھوا ہوا۔

قَالَتْ وَعَيْشِ اَخِي وَنِعْمَةِ وَالِدِي
لَا يَنْهَيْنِ الْقَوْمُ اِنْ كُنَّا تَخْرُجُ
اور کہنے لگی کہ میرے بھائی کی جان کی اور میرے باپ کی نعمت و نوازشوں کے قسم ہے اگر تو نہ نکل جائیگا تو لوگوں کو خبر کر دوں گی۔

فَخَرَجْتُ خِيفَةً قَوْلَهَا فَتَبَتَّمْتُ
فَعَلِمْتُ اَنْ يَمِينَهَا لَمْ تَلْجُ

اس واسطے میں اوس کے بات کی حرف سے کل چڑا جس سے وہ مسکرا پڑے۔ اور میں جان گیا کہ اوس کی قسم میں کچھ اصرار نہیں ہے۔

فَانْتَمَتْ فَاهَا آخِذًا بَقَرٍ وَفَهَا شَرِبَ اللَّيْلُ يَفِ بَدْرَ مَاءِ الْحَشِجِ
پھر میں نے اوس کے منہ کا بوسہ لیا۔ اور اوس کے بال کپڑے۔ اس جوش تک جیسے کوئی نہایت پیاسا کنوین کے ٹھنڈے پانی کو پینے لگے۔

بارون بن عبد اللہ قاضی کہتا ہے کہ حیل بن معمر عبد العزیز بن مروان کے پاس مصر کو آیا۔ اور اوس کی مدح میں قصیدہ لکھا۔ عبد العزیز نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ اور مدح سنی۔ صلہ بھی اچھا دیا۔ پھر اوس سے بیشک کی محبت کا حال پوچھا۔ اوس نے اپنے کثرت عشق کی کیفیت سنائی۔ عبد العزیز نے کھاکرین تکھلوا دو لگا۔ اور کھا کہ یہاں چند روز قیام کر۔ مکان اور محتاج کا بندہ دست کر دیا۔ لیکن چند ہی روز گزرے تھے کہ سلسلہ دلتہ امین اوس کا وہاں انتقال ہو گیا۔ زبیر بن بکارت نے عباس بن سہل الساعدی سے نقل کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ شام میں تھا۔ وہاں میرے دوستانہ سے ایک شخص مجھے مل گیا۔ اور کہنے لگا۔ کیا حیل سے تو ملنا چاہتا ہے۔ وہ تیار ہے۔ چلو اس کا پوچھنا کہ آئیں۔ جب ہم اوس کے پاس پہنچے تو حالت ترع میں تھا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ ابن سہل تو اوس شخص کے حق میں کیا کہتا ہے۔ جس نے نہ تو کبھی شہر آب نی ہو۔ اور نہ زنا قتل اور چوری کی ہو۔ اور لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہو وہ نجات پائیگا یا نہیں۔ میں نے کہا میرے نزدیک تو اسے نجات حاصل ہوگی اور جنت ملے گی۔ ایسا کون شخص ہے۔ کھا وہ شخص میں ہوں میں نے کہا۔ واللہ میں تو مجھے ایسا نہیں سمجھتا۔ میں برس سے تو بیشک کے گیت گاتا پھرتا ہوں۔ تو نے اب تک کوئی بُرا کام نہیں کیا۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہا۔ دیکھو میرے لئے یہ دن ایام آخرت کا پھلاؤں اور دنیا کا آخری دن ہے۔ اگر میں نے بیشک کو بریتنی سے کبھی چھو بھی ہو تو خدا کرے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ اس کے بعد ہم وہاں سے اٹھے بھی نہ تھے کہ اوس کا انتقال ہو گیا۔ محمد بن احمد بن جعفر ابوازی کہتا ہے کہ حیل مصر میں بیمار پڑا۔ اور اسی مرض سے مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کے پاس عباس بن سہل الساعدی گیا تھا۔ اوس نے بھی یہ قصہ اوس سے بیان کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

آغا فین احمی سے روایت ہے کہ ایک شخص مجھ سے کہتا تھا۔ جو مصر بن حیل کی موت کے وقت اوس کے پاس موجود تھا۔ کہ حیل نے مجھے بولایا۔ اور کھا کہ اگر تو میرا ایک کام کر دے تو کچھ میرا ترک ہے وہ

میں سب تجھ کو دید و نگاہ میں نے کھٹا اچھا۔ کھاجب میں مر جائوں تو میرے بدن کے کپڑے لے اور الگ رکھ لے
باقی جو کچھ اس کے سوا ہے وہ سب تیرا ہے۔ یہ کپڑے لے کر تو بیٹھ کے قبیلہ میں جا۔ جب تو ان کی طرف جاے
تو میری اونٹنی کو لیتے جانا۔ اسی پر سوار ہو لینا۔ اور میرے ہی کپڑے پہن لینا۔ اونٹین چاک کر دینا۔ پھر وہاں
جا کر ایک بلند ٹیلہ پر کھڑ ہونا۔ اور یہ بتین چاک کر پڑنا۔ اس میں تجھ پر کوئی بُرائی نہیں۔

صَوْحُ النَّبِيِّ وَمَا كُنِيَ بِجَمِيلٍ وَثَوْبِي بِمَكُونِ غَيْرِ قَفُولٍ

موت کے خبر دینے والے نے خبر سنا دی اور جیل کی کنیت نہیں بتلائی۔ اس نے مصر میں ایسا
گھر بنالیا کہ اس گھر سے پھر نہیں ٹوٹے گا۔

وَلَقَدْ اجَزَّ الْبُؤْدُ فِي وَادِي الْقَرْيَةِ نَشْوَانٌ بَيْنَ مَنَاسِجٍ وَنَحِيلٍ

کسی زمانہ میں وہ وادی القری کے کہتیوں اور نخلستان میں ست چادر تانے بھر اکرتا تھا۔
قُصِيْ بِمَثْنَةٍ فَأَنْدَبْنِيْ بِعَوِيْلٍ وَابْكِيْ خَلِيْلًا كِدُونُ كُلِّ حَلِيْلٍ
بیٹہ اٹھ اور دباڑن مار کر رو۔ اور ہم ایک دوست کو چھوڑ کر اپنے سچے دوست پر گریہ و زاری کر۔

پھر میں نے جیل کے کہنے کے مطابق کیا اور چلا کر یہ اٹھار پڑ ہے۔ ابھی میں یہ آیات تمام کرنے نہ پایا تھا
کہ بیٹہ باہر آئی۔ بیٹہ اسی طرح جیسے چودہویں رات کا چاند بدلی سے نکل آتا ہے۔ اپنی اوڑھنی اوڑھے
تھی۔ میرے پاس آکر کہا۔ اے شخص اگر توج کہتا ہے تو مجھے قتل کر ڈالا۔ اور جھوٹ بولتا ہے تو تو نے مجھے
اس کہنے سے نصیحت کر دیا۔ میں نے کہا میں سچا ہوں اور نکال جیل کے کپڑے دکھائے۔ دیکھتے ہی وہ چلا
پڑی اور منہ نوح ڈالا۔ اس کے قبیلہ کی اور عورتیں بھی جمع ہو گئیں۔ اور اس کے ساتھ رونے لگیں
جب رو کر خاموش ہوئی۔ تو کچھ دیر تک غشی میں پڑی رہی۔ پھر اٹھی اور کہنے لگی۔

فَاِنْ سَلَوِيْ عَنْ جَمِيْلٍ لِّسَاعَةٍ مِنْ الدَّهْرِ مَا حَانَتْ وَلَا حَانَ جَبِيْلًا

زمانہ میں ایک ساعت کے لئے بھی جیل کے بعد مجھے چین نہیں آیا۔ وہ وقت پھر کبھی نہیں آئے گا۔
سَوَاءٌ عَلَيْنَا يَا جَمِيْلُ بِنِ مَعْنَى اِذَا مِتَّ بِاَسَاءِ الْحَيَاةِ وَلَيْسَتْ لَهَا

اے جیل بن میری سب سے تو مر گیا ہے ہم ہر زندگی کے سختی اور رات سب برابر ہو گئی ہیں
ان میں توں کا حافظہ اب ظاہر احمد سلفی کے بیان میں اور ذکر آچکا ہے۔ وہ شخص کہتا تھا کہ میں نے بس
تدبر واد عورت آج روتے ہوئے دیکھے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

(۱) واوی القری مدینہ منورہ کے پاس ایک نہایت پر فضا واہی ہے۔ شعر اپنے اشعار میں اس کا بہت ذکر کرتے ہیں۔
(۲) حضرت انس بن مالک مشہور صحابی رسول اللہ تھے دیکھو تذکرہ ۱۰۶ کا نوٹ (۳) دیکھو تذکرہ (۵۱۹)

(۴) بدترین خشرم قبیلہ عامر بن عبد اللہ بن طلیحان سے تھا۔ سنیہ ہجری کے اوّل صدی میں گزرا ہے۔ عربوں کے اہل درجہ کے شہر میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ مکہ معظمہ کے حج کو گیا تھا۔ وہاں اس سے زیادہ بن زید سے جو اس کا ایک رشتہ دار تھا کچھ جھگڑا ہوا اور بدبہ نے اسے قتل کر دیا۔ سعید بن العاصی مدینہ کا والی تھا۔ انھوں نے قاتل کو گرفتار کیا۔ اور حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیا جو اس وقت خلیفہ تھے اس کے اچھے شاعر ہونے کی وجہ سے حضرت معاویہ نے بہت پکا کہہ سکی جان بچ جائے۔ مگر اس کے لوگوں نے کوئی بات نہ مانی۔ انھوں نے خون بہا لینے سے بڑی حقارت کے ساتھ انکار کر دیا۔ حالانکہ اس کے معذرت معمول سے دس گنا بڑا ہادی گئی تھی۔ انھوں نے کہا کہ بدبہ کو اس وقت تک قید رکھا جائے۔ کہ جب تک یہ کامیاب سورقصاں لینے کے لئے باغ نہ ہو جائے۔ جو زیادہ خون کا محض لینے کا سب سے زیادہ مستحق تھا اس واسطے بدبہ کسی سال تک قید رہا۔ اور اپنے طرف سے لوگوں کو اپنے تائید میں بہت اُبھارتا رہا۔ مگر زیادہ لوگ ماننے والے نہ تھے۔ منور نے جو ان ہوتے ہی اپنے باپ کا قصاص لیا۔ اور ساکنان مدینہ کے روبرو اپنے باپ کے قاتل کا سر اوڑا دیا۔ حسانہ میں اس واقعہ کا خوب تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) عظیمہ کے لئے دیکھو تاریخ ابوالفدا۔

(۶) سب سے معلقہ کے مصنفین میں سے زمیر بھی ایک شاعر ہے۔ اس کے بیٹے کعب بن زمیر سے رسول اللہ ناراض تھے۔ مگر ۹۰ھ میں اس کا قصور معاف کر دیا تھا۔ اس نے قصیدہ بردہ لکھا ہے۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۵۲ نوٹ ۱

(۸) تیما مقام حد و عرب اور شام کے درمیان واقع ہے۔

(۹) بدوی قبائل عرب کا قاعدہ تھا۔ کہ ایام گرامین شمال کے طرف بڑھ جاتے تھے۔ لیلیٰ کا قبیلہ بھی اسی سبب سے جو ایام سر مابین غالباً حجاز کے طرف آتا تھا۔ تیما کے قرب وجوار میں چلا جاتا تھا۔ تاکہ وہاں کے معتدل خطہ میں اپنے جانور و نمور چرائے۔ اس زمانے میں جھان انھوں نے ایام سر مابین اپنے جانور رکھے تھے مگر حمی تمام گہاں چارہ کو خشک کر ڈالتے تھے۔

(۱۰) یعنی ہبید کی بات کہ میں مجھ سے محبت کرتا ہوں پچھپانے رکھتا ہوں۔ اسی کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور تیسرا ذکر

برائی سے نہیں ہوتا ہے۔

(۱۱) جاہلیت کے ایام میں عربوں کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس وقت اس کے روح سے ایک الٰہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کے قبر پر بولتا رہتا ہے۔

(۱۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکپن سے ہودہ میں رہی ہے۔ اور سفر میں بھی ہو وہ میں بیٹھا کرتی ہے۔ اس کے مان باپ اسے باہر پھرنے اور لوگوں سے ملنے کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ ہودہ اونٹ پر ایک کرسی بنا دی جاتی ہے اور اس کے آگے چھپے پردہ پڑے رہتے ہیں۔

(۱۳) یافعی نے بھی اپنی تاریخ میں جیل کا ذکر کیا اور اس کے یہ اشار نقل کئے ہیں۔ مگر اخیر شعر ناشائستہ ہونے کے سبب سے نہیں دیا ہے۔

(۱۴) ہارون بن عبداللہ بن محمد قبیلہ قریش سے تھا اور مدینہ میں رہتا تھا۔ اور مالکی فرقہ کا آدمی تھا۔ وہ ۸۱۲ھ (۸۲۲ھ) میں مصر گیا تھا۔ اور وہاں آٹھ برس چھ مہینے کے قنات کے بعد ۸۱۷ھ (۸۲۷ھ) میں اپنے محل سے الگ ہو گیا تھا۔ اسکے بعد وہ عراق چلا آیا۔ اور سرمن راسے میں رہنے لگا۔ اسی جگہ ماہ شعبان ۸۲۲ھ (۸۳۲ھ) میں اس کا انتقال ہو گیا۔ (تاریخ قنات مصر مصنفہ عثمانی)

(۱۵) ابو العصبہ عبدالغزیز بن مروان بن الحکم مصر کے ولایت پر عبدالرحمن بن عقبہ کے بعد ۸۱۷ھ (۸۲۷ھ) میں مقرر ہوا تھا۔ ۸۲۷ھ (۸۳۷ھ) میں اسی جگہ ملازمت کے زمانہ میں ہی مر گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن عبدالمطلب والی ہو کر آیا (خططہ مقریزی اور نجوم ابوالمحسن)

۱۳۹ ابوالاسامہ جنادہ بن محمد اللغوی ازوی سہری

لغت کا بہت بڑا حافظ اور واقع تھا۔ غریب اور مستعمل الفاظ کو خوب جانتا تھا۔ اس نے ابن اوس کے زمانہ میں کوئی اوس کا مثل نہ تھا۔ حافظ عبدالغنی بن سعید مصری اور ابوالحسن علی بن سلیمان مقری نحوی انطاکی سے اور اس سے بڑی دوستی تھی۔ دارالعلم میں یہ سب جمع رہتے اور ادب میں ہمیشہ مذاکرات و گفتگو میں ہوا کرتی تھیں۔ مگر حاکم صاحب مصر نے ابوالاسامہ جنادہ اور ابوالحسن مقری انطاکی دونوں کو ایک ہی دن میں قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۳۹۹ھ (جولائی ۱۰۰۹ھ) کا ہے۔ حافظ عبدالغنی یہ سنکر رو پڑا ہو گیا۔ ایرغناں سہری نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

ہر وہی بفتح باور اسے پہلے دروازے پر سب سے بہرہ کی طرف جو فرما سکا سب سے بڑا شہر ہے۔ جہاں وہ
بضم جیم و فتح نون والے دروازے کے سامنے۔

(۱) اسی کتاب میں ایک اور جگہ پر اس کا نام ابو نعیم لکھا گیا ہے اور ابو الحکاس کے تلمیذ ہیں اور اسے ابو بکر انصاری کا بیٹا یا
(۲) یہ درالعلم مدرسہ سے حاکم نے بتایا اور یہ صحابی اس کے خراج دیا کرتا تھا۔ کتاب میں بھی اس کے طرف سے ہر
میں دیجاتی تھیں۔ اس نے اس مدرسہ میں دوستی شیخ منتظر کے تھے بن عین سے ایک کلام ابو بکر انصاری کا تھا
یہ انکی بہت خاطر کرتا تھا۔ مگر اسی نے یکراں انھیں قتل کر دیا تھا۔ (الجرم الزاہر مستلزم)

۱۴۰ ابوالقاسم جعید بن محمد بن الحنفیہ الخضر از القواریری

مشہور زہاد کے ابو جعید بن محمد بن الحنفیہ الخضر از القواریری ہیں۔ اور وہ بنی ہاشم کے
اپنے وقت کے شیخ اور فقیہ تھے حقیقت میں ان کا کلام مشہور اور کتابیں لکھا ہوا ہے۔ فقہ ائمہ
نے ابو ثور شافعی رضی اللہ عنہما کے شاگرد سے سیکھی تھی۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ سفیان الثوری
رضی اللہ عنہ کے تلمیذ تھے۔ اور اپنے مامون السری السعفی اور عمارت حسیبی وغیرہ بڑے بڑے
مناہج کی صحبت میں رہے تھے۔ ابو العباس بن سہبج الفقیہ الشافعی نے ان سے فیض صحبت اٹھایا
تھا۔ یہ شخص جب کبھی اصول و فروع میں گفتگو کرتا تو سنکر لوگ اسے تعجب کرتے تھے۔ وہ ان سے کہتا
تھا تم جانتے ہو یہ کمال مجھے کھان سے حاصل ہوا یہ ابوالقاسم جعید کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ کسی نے
جعید سے پوچھا۔ عارف کون ہے۔ کھا یہ شخص جو تیرا سید بناوے۔ اور کوئی بات تیری زبان سے نہ
اور نیز کھاتے تھے کہ کتاب و سنت کے اصول سے ہی یہ ہمارا مذہب نکلا ہے۔ علیحدہ نہیں ہے۔ ایک دن
کسی شخص نے ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی پوچھا کہ آپ کا درجہ تو بہت بڑا ہے۔ آپ کو تسبیح کی کیا ضرورت
ہے۔ کھا جس طریق سے مجھے اپنے رب تک رسائی ملی ہے اسے میں نہیں چھوڑوں گا۔ جعید کہتے ہیں میرے
مامون سری سقطی نے مجھ سے کھد کہ لوگوں کے سامنے وعظ کھا کر۔ مگر مجھے مخلوق کے سامنے کلام
کرنے سے شرم آتی تھی۔ میں اپنے آپ کو اس درجہ کا مستحق نہیں سمجھتا تھا۔ ایک رات میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جمعہ کی شب تھی۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں میں وعظ کھا کر۔ بیدار
ہوتے ہی میں اپنے مامون سری کے پاس مسیح سے پہلے ہی حاضر ہوا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ مامون نے کھا۔

ہمارے بات سچ نہیں سمجھتا۔ اب تو مجھے حکم مل گیا۔ دوسرے روز میں نے جامع مسجد میں غلط کیا۔ لوگوں میں شہرت پڑی کہ جنید غلط کر رہا ہے۔ ایک نصرانی لڑکا بھیس پر کبر میرے پاس آیا۔ اور پوچھا شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کیا معنی ہیں اَتَقْوَا خِرَاسَتَهُ الْمَوْصِنِ فَانَّهُ يُظَرِّمُ بَنُو سُرٍّ اللہ (مومن کی خیرات سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) میں نے تھوڑی دیر سر نیچے ڈال لیا۔ پھر سر اٹھا کر لکھا تو مسلمان ہو جا۔ تیرے اسلام کا وقت آگیا۔ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔

شیخ جنید کہتے ہیں کسی چیز سے مجھے اتنا فائدہ نہیں ہوا۔ جتنا ان یقین سے ہوا ہے۔ کسی نے کھا وہ کون سی مین میں۔ کہا میں درب القراطیس جارہا تھا۔ ایک چھوڑی گہر میں کچھ گارہی تھی۔ آواز سنکر میں خاموش ہو گیا۔ اوریشہ کرتے۔

اِذَا قُلْتُ اَهْلًا لِّیْ اِلْحَمِّیْ لِحَلِّیْ السَّلٰی
تَقُولُ لَیْنَ لَوْ اَلِ اِلْحَمِّ لَمْ یَطْرُبْ اِلْحَبُّ
جب میں نے کھا چھرنے مجھے پورانے کپڑے ہدیہ دیئے میں تو تو نے کھا کہ اگر جبر اور جدائی نہ ہوتی تو پھر کچھ محبت کا لطف ہی نہ تھا۔

وَ اِنْ قُلْتُ هَذَا الْقَلْبُ اَحْرَقَهُ الْهَوٰی
تَقُوْلُیْ بِنِیْرَانِ الْهَوٰی شَرَفَ الْقَلْبِ
اور جب میں کہتا ہوں اس دل کو عشق نے جلا دیا تو کہتے ہے آتش عشق سے ہی دل کو شرف حاصل ہوتا ہے
وَ اِنْ قُلْتُ مَا اَذْنَبْتُ قُلْتُ مُجِیْبَةً
حِیَاتُكَ ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِذَنْبِ
اور جب میں کہتا ہوں میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے تو جواب میں کہتے ہے کہ تیری زندگی ہی جرم ہے جس کے برابر کوئی جرم نہیں ہو سکتا۔

یہ سنکر میں نے ایک نعرہ مارا اور جھپوش ہو گیا۔ مکان میں سے صاحب خانہ نکل کر باہر آیا پوچھا جناب یہ کیا ہے۔ میں نے جو کچھ سنا تھا اس سے بیان کیا۔ لکھا میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ چھو کری میں نے آپ کو بخندی۔ میں نے کہا میں نے اسے قبول کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے ایک دوست سے خانقاہ میں اس کا نکاح کر دیا۔ اس سے جو اولاد ہوئی وہ نہایت نیک ہوئی۔ اور انکی پرورش بھی اچھی طرح کی گئی۔

جنید نے تیس^۳ حج تن تھا یا پیادہ کئے تھے۔ انکی بہت باتیں مشہور ہیں۔ بروز شنبہ خلیفہ کے نوروز^{۳۰} کے دن ۹۸۷ھ و ۹۸۸ھ یا ۹۸۹ھ کو جمعہ کی شام کے قریب بعد اذان میں وفات پائی۔ دوسرے روز

بروز شنبہ شونیزہ پیدیا۔ پشماون سحر و سحر کے پاس مدعو ہیں۔ رشی اللہ شہا۔ موت کے وقت انھوں نے قرآن مجید کو ختم کر کے سورہ بقرہ شروع کی۔ اور سترہ آیتیں پڑھی تھیں کہ انتقال ہو گیا۔
خزراؤن عین اللہ کہتے ہیں کہ وہ خضر یعنی رشید کا کام کیا کرتے تھے۔ اور قواریری کہتی ہیں کہ وہ یہ ہے کہ
کہ اوکا پاپ شیشہ گر تھا۔ خزار بفتح خاے مجتہ و تشدید زاسے مجتہ و الف وزاسے مجتہ۔ قواریری بفتح قاف
و واو و الف و اسے مکسورہ چلہ و یا سے تختانیہ و اسے مہملہ۔ نحاوند بفتح نون اور سمعانی کے قول کے بموجب
بضم نون و فتح ہا و الف و واو و نون و نون و وال بلاد جبل کا ایک شہر ہے۔ کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے اسے
آباد کیا تھا۔ اصل میں اوس کا نام نوح آوند تھا۔ آوند کے معنی آباد کے ہیں۔ اسے عربوں نے عرب کر کے
نحاوند بنا لیا ہے۔ شونیزہ بضم شین مجتہ و سکون و او و کسرون و سکون یا سے تختانیہ و زاسے مجتہ بند امین
ایک مشہور قبرستان ہے مشائخ رضی اللہ عنہم کی جانب غریب میں و ان بہت قبرین میں۔

(۱) شردی ساسی نے اپنے کتاب کے جلد ۱۲ میں حیات جنید مصنفہ جامی کا ترجمہ دیا ہے۔ اور صوفی مشرب کا بھی
اوس میں خوب بیان کیا ہے۔

(۲) شیخ کے معنی اس تذکرہ میں بہت جگہ صوفی بزرگ کے ہیں۔

(۳) لفظ حقیقت کے معنی اوس علم کے ہیں جو روحانی ریاضت سے حاصل ہوتا ہے اور جو صوفیوں کا اصل
مطلوب ہے۔ طریقت پر چلنے میں مخلوق کو خالق کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ روحانی تعلیم کے اصطلاح
میں اس علم کو حقیقت کہتے ہیں۔

(۴) مہداتوں کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں۔ احتیاط سے محفوظ رکھا ہے۔

(۵) یحسان انگریزی ترجمہ کہتا ہے کہ ملکانوں کی تسبیح میں ننانوے واہ ہوا کرتے ہیں۔ خدا کی قرآن شریف
میں ننانوے نام آتے ہیں۔ ایسا بھی کہیں ہوتا ہو گا۔ مگر آج کل تو ہمارے تسبیح میں سو واہ ہوا کرتے ہیں۔
(۶) لفظی معنی ہیں لوگوں کے سامنے کلام کیا کر۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۱۹ کا نوٹ ۷۔

(۸) یا فعی کہتا ہے اس جواب میں حضرت جنید سے دو کرامتیں ظہور میں آئیں۔ ایک تو انھوں نے اوس
بھیس بدلے ہوئے لڑکے کا مذہب جان لیا اور بتا دیا اور دوسرے اوس کے مسلمان ہو جانے کا
خیال ظاہر کر دیا۔

۵۔ درجہ القریبین کا تھوڑا پڑوایا کہ نزدیک بازار۔

۱۱۔ حضرت جفیر نے رات بیتان کے دوسرے منے لئے تھے۔ اون کا محبوب تو خدا تھا۔ دنیا میں کئی زندگی ایک جرم تھی جس سے وہ خدا سے مل نہ سکتے تھے۔

۱۲۔ صوفی فقرا اور درویش خاتقا جہاں میں رہا کرتے تھے۔ ابو حفص عمر السہروردی نے اپنے کتاب عوارف اصعار میں جو عویفہ مشرب کا ایک رسالہ ہے خاتقا جہاں کے رہنے والوں کا خوب حال لکھا ہے۔ اوسے کہتے ہیں

۱۳۔ ایک شخص اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے کہ حضرت جفیر کے کلمات اور وعظ و درس سنے کے لئے کاتبین یہ معنی بڑے بڑے سرکاری افسر خرابی الفاظ کے وجہ سے جاتے تھے۔ فغنی اور اہل حکمت اون کے درس کی

یاد رکھ مینی چون تینر کے وجہ سے شعر اللف بیان اور سخن شناسی کے باعث اور اہل شرع اون کے خیالات کی غرض سے جاتے تھے حضرت جفیر کے آیام طفولیت میں اون کے مامین سری السقطی نے اون سے پوچھا

کہ شکر کے کیا معنی ہیں کہا ایسے کام کرتے کہ خداوند تعالیٰ کے نعمت و احسان کو دیکھ کر اوس کے نافرمانی کے طرف طبیعت مائل نہ ہو جائے (ایضاحی)

۱۴۔ نیروز نادر و زلفیہ کو اس زمانہ میں نیروز خاصہ بھی کہا کرتے تھے۔ نوروز کے دن خیفہ کے پاس لوگ جاتے اور تحفہ دہایا اور نذرین دیا کرتے تھے۔ ماہ فروردی کے ۶ تاریخ پیر و پنج کا اخیر زمانہ ہوتا تھا۔ یہ تھوڑا ہوا کرتا تھا

خفاسہ عباسیہ کے عہد میں ایرانیوں کی وجہ سے جو مجوسی مسلمان ہوئے تھے نوروز کا تھوڑا قیدی پارسیوں کے استو کے مطابق بغداد میں مانا جاتا تھا دیکھو تذکرہ ۹۔ اور آمد بن یوسف کے حکایت بھی پڑھو جو مہر و

کے تذکرہ ۹۰۸ میں ہے

(۱۴) یہ وجہ تسمیہ محض لغوی ہے۔

۱۴۱ قائد ابوالحسن جوہر بن عبد اللہ معروف بکاتب و می (۳)

مہربن النصور بن القاسم بن الہندی صاحب افریقیہ کا مولیٰ تھا۔ معز نے جب سنا کہ استاد کا فوراً لاخیدی مر گیا تو اسے دیار مصر کو جانے کے لئے تیار کیا۔ اور لشکر دیکر روانہ کیا۔ اس نے افریقیہ سے بروز شنبہ

۱۳۔ ربیع الاول ۳۵۷ (فروردی ۹۶۹ء) کو کوچ کیا۔ اور بروز شنبہ ۱۸ شعبان سنہ مذکور کو مصر پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۰ شعبان کو منبر پر چڑھ کر بروز جمعہ اوس نے خطبہ پڑھا۔ اور اپنے مولا معز کے لئے دعا

ہائی نصف رمضان سہ ہندو میں اس فتح کی بشارت معز کو افریقیہ میں بھیجی۔ جو ہر صلح کے بعد مصر میں رہا۔ اور باعز ازہ اکرام تمام ایک مدت دراز تک وہاں حکومت کرتا رہا جب مولانا معز آیا اس نے ہر وجہ سے اس کو محرم ۳۱۲ھ کو اسے دواوین مصر اور وصول مالگزاری سے معز دل کر دیا۔ حکومت اس کے ہاتھ سے نکال لی۔ جو ہر اچھا آدمی تھا مخلوق پر ہمیشہ اسان و اکرام کرتا رہتا تھا۔ ہر روز شنبہ ۲۰ ذی قعدہ ۳۱۲ھ (جنوری ۹۹۴ء) کو مصر میں مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے مرنے پر کوئی شاعر ایسا نہ تھا جس نے اس کا مرثیہ لکھا ہو۔

اس کے آقا مرنے کے بعد مصر کو بچا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب کانور الاشید خادم جس کو ذکر حرث کا قاتلین آئینہ گم گیا تو اہل دولت کی یہ رائے ہوئی کہ احمد بن علی بن الاشید کو چار ایک ہزار سال لڑا کا تھا۔ والی بنایا جائے۔ اور اس کے باپ کے چچا کا بیٹا ابو محمد الحسین بن عبد اللہ بن طلحہ اس کی نیابت کرے۔ اور سرداران سلطنت اور لشکر کی نگرانی شمول اخیدی کے ذمہ رہی۔ اور مالگزاری کا کام ابو الفضل جعفر بن الفرات کو دیا جائے۔ یہ واقعہ روز شنبہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۳۱۲ھ (اپریل ۹۹۴ء) کا ہے۔ پھر احمد بن علی بن الاشید کے لئے اور اس کے بعد حسین بن عبد اللہ کے واسطے مصر اور اس کے تمام علاقہ میں اور مالک شام حرمین میں دعا مانگی گئی۔ پھر جیسا کہ ہم اوپر جعفر بن الفرات کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں لشکر کو خواہ ملنے میں وقت ہوئی اور ان میں بڑی پریشانی پھیلی۔ اس واسطے ان میں جو بڑے بڑے لوگ تھے انہوں نے معز کے پاس افریقیہ کو کچھ لوگ بھیجے کہ اس سے لشکر بھیجنے کی درخواست کریں۔ اور مصر اس کے ہاتھ میں دیدیں۔ معز نے قائد جوہر کو دیا مصر کے جانے کے واسطے حکم دیا۔ اتفاقاً جوہر لشکر جوہر اس عرصہ میں سخت بیمار پڑ گیا۔ زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ معز اس کے عیادت کو آیا۔ اور کہا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ مر جائے۔ مصر کی فتح اس کے ہاتھ سے ہوگی۔ اتفاقاً جوہر اس بیماری سے بچ گیا۔ اس عرصہ میں روپیہ اور ہتھیاروں کا تو کامل بندوبست ہو چکا تھا۔ سردار بھی سب تیار تھے۔ رقادہ کے مقام پر وہ لشکر میں آیا۔ ایک لاکھ سوار سے زیادہ اس وقت فوج تھی۔ اور بارہ سو صندوق سے زیادہ خزانہ سے بلب تھے۔ معز اس کے پاس ہر روز آیا کرتا تھا۔ اور گھنٹوں خلوت کر کے نفل کیا کرتا تھا۔ پھر اسے روانگی کا حکم دیا۔ اور رخصت کے واسطے نکلا۔ جوہر سامنے کھڑا تھا۔ معز گھوڑے پر تکیہ لگائے چپکے چپکے آئین کرتا جاتا تھا۔ معز نے اپنی اولاد سے کھا جوہر کی دواغ نے گھوڑوں پر سے اتر پڑا۔ اس پر تمام اراکین دولت بھی لڑکوں کے ساتھ اتر پڑے۔ جوہر نے معز کے ہاتھ اور گھوڑے

سمون کو بوسہ دیا۔ مہر نے کھا سوار ہو جا۔ وہ سوار ہو کر لشکر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ جب معز اپنے قصر میں پہنچا تو بدین کا پھنسا ہوا تمام لباس بجز ایک خاتم اور پاجامہ کے جوہر خلعت کے طور پر پہنچا دیا۔ اور اپنے غلام افلح صاحب برقعہ کو لکھا۔ جوہر وہاں بھیجے تو زیادہ پاجوہر کا استقبال کرے اور ملاقات کے وقت اوس کے ہاتھ کو بوسہ دے۔ افلح نے ایک لاکھ دینار اس واسطے دینا چاہے۔ کہ اس سے معافی دیجائے۔ مگر درخواست منظور نہ ہوئی۔ مجبوراً اسے حکم کی تعمیل کرنا پڑی۔ مہر نے جب جوہر کی آمد آمد کی خبر مصر میں پہنچی تو وہاں کے باشندے بہت گہبرائے۔ وزیر جعفر بن الضرات کے پاس جا کر ٹھہرا تاکہ وہ صلح کی درخواست کرے۔ اور امن مانگے۔ کہ اہل ملک کی جاگیریں انھیں پر بحال رکھی جائیں۔ اور ابو جعفر مسلم بن عبد اللہ الحمینی سے چاہا۔ کہ وہ ان کا سفیر ہو کر جوہر کے پاس جائے۔ اوس نے اس شرط پر جانا منظور کیا کہ اہل شہر سے کچھ لوگ اوس کے ساتھ جائیں۔ وزیر نے بھی جو اپنی خواہش تھی وہ بھی لکھ کر انھیں کے ساتھ روانہ کی۔ یہ سب لوگ جوہر کے پاس بروز دوشنبہ ۱۸۔ رجب ۳۵۷ھ کو پہنچے۔ اس وقت جوہر ایک مقام تروجہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ جو سکندریہ کے پاس ایک قریہ ہے۔ شریف مع اپنے ہمراہیوں کے اوس کے پاس پہنچا۔ اور پیغام پہنچا جوہر نے اون سب باتوں کو قبول کیا۔ جن کی اون لوگوں نے درخواست کی تھی۔ اور ایک عہد نامہ بھی اس مضمون کا لکھ دیا۔ ادھر شہر والے بہت گہبرائے۔ اخشیدی اور کافوری فریق والوں اور نیز کچھ لشکریوں نے قتال کی تیاری کی۔ جو کچھ اپنے گھروں میں تھا۔ اوسے چھپا دیا۔ ہتیار لیکر میدان میں نکلے۔ صلح سے پہر گئے جب یہ خبر جوہر کو پہنچی تو وہ اونی طرف چلا۔ شریف، شعیبان کو عہد نامہ اور امان کا وعدہ لیکر اون کے پاس پہلے ہی چھوچ چکا تھا۔ وزیر اور دیگر عمائد اوس کے پاس گئے۔ لشکر بھی اوس کے پاس مجتمع ہو گیا۔ اون سب کے سامنے عہد نامہ پڑھا جسے سنایا۔ اور جس کسی نے اقطاع اور مال اور ولایت کے لئے درخواستیں بھیجی تھیں اور جو وزیر نے لکھا تھا اون سب کا جدا جدا سب کو جواب دیا۔ وزیر کے جواب میں اوسی وزیر ہی کے خط کا جواب اس پر بہت بڑا بحث مباحثہ اور جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر کار ہا فیصلہ اور رضامندی کے لوگ واپس چلے گئے۔ تحریر الشونیزی کو اپنا امیر بنایا۔ قتال کے لئے تیار ہوئے۔ لشکر لیکر حنیہ کو چلے وہاں جا کر قیام کیا۔ پلون کی حفاظت کی۔ قائد جوہر بھی حنیہ میں پہنچا۔ اوشعیبان کو لڑائی شروع ہوئی۔ بڑے بڑے امرا قید ہو گئے۔ کچھ فوج بھی پکڑی گئی۔ جوہر منیۃ القتیادین (ماہی گیروں کے موضع) میں پہنچا۔ اور شلقان گانوں کے پاس پایاب مقام پر جا پڑا۔ لشکر کے بہت لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر

جوہر کے پاس جا کر پناہ گیر ہوئی۔ مصر والوں نے پناہ مانگا۔ ان کی حفاظت پر کمر باندھ کر جوہر نے یہ دیکھ کر جعفر بن فلاح سے لکھا کہ مصر نے آج ہی کے دن کے واسطے تجھ کو رکھا ہے۔ اوس نے بخیر پا جا کر کے تمام کپڑے بدن کے اتار دیئے۔ تنگا ہو کر کشتی میں بیٹھا۔ سرداران لشکر پناہ پانی میں اوسکے ساتھ چلے۔ اور پار نکل گئے۔ وہاں لڑائی ہوئی۔ انشیدی اور اونکے بہت آدمی مارے گئے۔ رات میں ایک مخلوق بھاگ گئی۔ مصر میں جا کر داخل ہوئے۔ وہاں گھروں سے جو لے سکے لے لیا۔ اور وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ وہاں عورتیں پناہ دہ گھروں سے نکل گئیں۔ شریف ابو جعفر کے پاس پھر پھین کہ قائم جوہر سے امان نامہ لیکر حاصل کرے۔ شریف نے پہلے تو بہت نامہ لکھا اور پھر اوس سے امداد امان کی درخواست کی لوگ اوس کے پاس اوس وقت تک ٹھہرے رہے کہ جب تک جواب نہ آیا قاصد پلٹ کر آیا امان نامہ لایا۔ اوس کے پاس سپید بھٹا تھا۔ سب لوگوں کے پاس گشت کی۔ ان کا حکم سنایا اور کھاکہ کوئی شخص لوٹ کھسوٹ نہ کرے۔ اس سے شہر میں امن چہن ہو گیا۔ بازار کھل گئے۔ لوگوں میں ایسی تسلی ہو گئی کہ گویا کوئی فتنہ ہوا ہی نہ تھا۔ پھر جب تھوڑا دن رہا تو جوہر کے پاس سے ابو جعفر کے پاس ایک قاصد پیغام لایا کہ بروز شنبہ۔ اربعین کو امرا علماء اور مسائے شہر کے کچھ لوگ لیکر میرے پاس آؤ۔ اس سے لوگوں کو بڑا خوف ہوا۔ شام کو سب لوٹ گئے۔ پھر روز مقررہ پر وزیر جعفر اور شہر کے اکثر اعیان و اشراف نکلے۔ جنیرہ کو چلے۔ قائم سے جا کر ملے۔ اوس وقت سنا دی نے ندا کی کہ شریف اور وزیر کے سوا سب لوگ سواریوں سے اتر پڑیں۔ سب اتر گئے۔ ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ آکر اوس سے سلام کیا۔ وزیر بائیں طرف اور شریف دہنی طرف تھا۔ جب سلام سے فارغ ہو گئے تو شہر میں چلنا شروع کیا۔ فوج والے ہتھیار لئے ساز و سامان کے ساتھ زوال آفتاب سے شہر میں چلے۔ عصر کے بعد جوہر بھی داخل ہوا۔ اس وقت نوبت و علم اوسکے آگے آگے تھی۔ دیبائے سپید کا لباس بدن میں پہنے تھا۔ جس پر بہت کچھ کام کیا ہوا تھا کیست گھڑے پر سوار تھا۔ مصر میں سے ہو کر پار ہو گیا۔ اور اپنے قیام گاہ پر جا کر قیام کیا۔ جہاں آج کل قاہرہ آباد ہے۔ اوس نے اوس وقت قاہرہ کی بنیاد ڈالی۔ جب صبح ہوئی تو مصری قائم کے پاس تحفیت کے واسطے حاضر ہوئے۔ دیکھا تو رات میں ہی قصر کی بنیاد کھدی چکی ہے۔ مگر جب دن میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس بنیاد میں جا بجا کچی ہے۔ جوہر نے اوسے ناپسند کیا۔ مگر پھر کھا کہ چونکہ اچھی ساعت میں بنیاد رکھی گئی ہے۔ میں اسے تبدیل نہ کروں گا۔ سات روز تک اوس کا لشکر شہر میں داخل ہوتا رہا جس کا شروع روز شنبہ سے

ہوا تھا یہ سنا کہ امیر پر بیان کر چکے ہیں۔ اسکے علاوہ جو بہترے مسلمانین آقا کو نبایت ہی سحر کے ساتھ قح کی بشارت کی عرضی لکھی۔ اور لڑائی میں جو لوگ مارے گئے تھے اون کے سر بھی اوس کے ساتھ بھیجے بنی عباس کا دیار مصر سے خطبہ موقوف کیا۔ نام بھی اون کا سکہ پر سے اڑا دیا۔ مگر کانام سکہ پر جاری کیا۔ سنا کہ عباس بنی عباس کا موقوف کردیا خطیبوں کا لباس سپید مقرر کیا۔ ہر شنبہ کو مظالم (یعنی قرادہ رسی) کے لئے دربار عام کرتا تھا۔ اور قاضی اور بہت لوگ اکابر فقہا سے حاضر ہوتے تھے۔

۸۔ نئی قعدہ ۵۸۷ھ کو جوہر نے حکم دیا کہ خطبہ کے آخر میں یہ الفاظ اور زیادہ کئے جائیں۔ جو شیعہوں کے خطیبوں میں ہوتے ہیں۔ (الغفر صل علی محمد المصطفیٰ وعلیٰ عطاء اللہ تعالیٰ وعلیٰ فاطمۃ البتول وعلیٰ الحسن وعلیٰ حسین سبطی الرسول الذین اذہب اللہ عنہم الرحمن کلمہ تلبیہ)۔ القہم وصل علی الائمة الطاہرین آبا ابیہم المہدیین پھر بروز جمعہ ۱۰ ربيع الاخر ۵۸۹ھ کو جوہر نے بہت شک کے ساتھ مسجد جامع ابن طولون میں آکر نماز پڑھی۔ عبد السبع بن عمر العباسی خطیب نے خطبہ پڑھا۔ اوس میں اہل بیت کا اور اون کے فضائل رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا۔ قاعد جوہر کے لئے دعا مانگی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بالآخر پڑھا۔ سو قعدہ اور سورہ منافقین نماز میں پڑھی۔ اسی وقت جوہر نے اذان میں الفاظ علی علی خیر العمل زیادہ کرادی۔ جوہر سے پہلے یہ الفاظ مصر والوں کی اذان میں کبھی داخل نہ ہوئے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ باقی تمام مساجد میں بھی اسی اذان کا رواج ہو گیا۔ نماز جمعہ میں خطیب نے قنوت بھی پڑھی۔ اسی سنہ کے ماہ جمادی الاولیٰ میں علی علی خیر العمل کے الفاظ جامع مصر عیش میں بھی جاری ہو گئی جوہر اس سے بہت خوش ہو گیا۔ مگر کو یہ بھی خوشخبری کے طور پر لکھ بھیجا۔ جب خطیب نے منبر پر چڑھ کر قاعد جوہر کے واسطے بھی دعا مانگی تو اوس نے ناپسند کیا۔ اور کھاکہ یہ ہمارے موالی کا رسم نحین۔ پھر قاہرہ میں مسجد جامع کی تعمیر شروع کی۔ اور رمضان ۵۹۰ھ (جون ۱۱۹۷ء) کو پوری کر دی۔ اس میں آئندہ جمعہ کی نماز بھی پڑھی۔ میرے نزدیک یہی جامع مسجد ہے۔ جو ازہر (دروشن) کے نام سے باب البرقہ کے پاس باب النصر باب البرقہ کے درمیان واقع ہے کیونکہ قاہرہ میں جو دوسری جامع مسجد باب النصر کے پاس ہے وہ تو حاکم کے نام سے جس کا ذکر آئندہ آئنگا مشہور ہے جوہر کی مسجد وہ تو ہو نہیں سکتی۔

غرض جوہر نے مولانا مصر کے مصر میں آنے سے پہلے چار برس میں یوم مصر میں مستقل حکومت کی۔ جب قاہرہ میں آ گیا۔ جیسا کہ اوس کے حال میں بیان ہو گا۔ تو جوہر مصر سے اوس کے استقبال کو نکلا۔ قلعہ سے

اس وقت بحر اپنے بنسے کپڑوں کے کوئی چیز لیکر نہیں نکالتا تھا پھر لٹکر وہاں نہیں آیا۔ قابرہ میں اپنے مکان میں رہا۔ اس کا اور بھی کچھ حال مولانا معر کے بیان میں آئے گا۔

اس کا ایک بیٹا حسین حاکم صاحب مصر کا قوائد القواد (سپہ سالار) تھا۔ حاکم سے ڈر کر وہ اور اس کا بیٹا اور قاضی عبدالعزیز بن النعمان جو اس کی بہن کا شوہر تھا بھاگ گئے۔ حاکم نے اپنے آدمیوں کو بھیجا کہ پکڑو اور بہت تسلی کی۔ مدت تک انھیں اچھی طرح سے بھی رکھا۔ پھر ایک روز جب وہ سلام کے واسطے قطر میں آئے تو حاکم نے راشد الحقیقی کو جو شیخ التتبعہ تھا حکم دیا اس نے اپنے ساتھ دس ترک غلام لئے جا کر حسین اور اس کے بھنوئی قاضی کو قتل کر ڈالا۔ دونوں کے سر حاکم کے روپر دنا کر رکھ دیے۔ یہ واقعہ ۱۱۸۵ھ (سنہ ۱۷۷۱ء) کا ہے رحمہ اللہ تھا۔ اس حسین کا حال برجان کے بیان میں ہم اور لکھ چکے ہیں۔

(۱) قوائد سے قائد صیغہ قائل ہے۔ قوائد کے معنی ہیں آگے سے گھوڑے کو لہیچنا۔ اسی واسطے قائد وہ شخص ہے جو لشکر کو آگے بڑھا کرے چلے۔ امیر لشکر سپہ سالار۔

(۲) اس جوہر قائد کا ایک بیٹا بھی تھا۔ جس کا ذکر اسی تذکرہ کے اخیر میں ابن خلکان نے کیا ہے۔ اس کا نام حسین تھا۔ اس سے تمھارے نزدیک ابوالحسن کے بجائے ابوالحسین اس کی کنیت مانی جائے تو زیادہ تر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس میرے خیال کی تائید ابن خلکان کے لئے اچھی قلمی نسخوں سے اور میں ابوالحسن کے نجوم کے قلمی نسخوں سے ہوتی ہے اس واسطے ابن خلکان کے عربی نسخہ میں میرے نزدیک ابوالحسین صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (۳) جوہر کو کاتب رومی اس لئے کہتے تھے کہ اس کا باپ سلطنت روم کے کسی علاقہ کا باشندہ تھا۔ اور یہ جوہر بھی خود مصر کا کاتب تھا۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۵۱۸

(۵) طبع کے دو بیٹے تھے انشید محمد اور عبداللہ انشید محمد کا بیٹا علی اور علی کا بیٹا احمد تھا۔ اور عبداللہ کا بیٹا حسین تھا۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۱۳۰

(۷) رقادہ ایک مقام کا نام ہے جو قیروان دار الحکومت افریقیہ سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔ علی خاندان کے بادشاہ یہیں رہا کرتے تھے۔ اس مقام کو ماہ رجب ۹۹۷ھ میں ابو عبداللہ ایک شیبی نے لے لیا تھا۔

(۸) ابن خلکان کے متن میں عبداللہ لکھا ہے مگر غلط ہے۔

(۹) نجوم ابوالحسن کے دو قلمی نسخوں میں ابن السورالی غیر نقطوں کے اور ایک تیسرے نسخہ میں ابن السورالی لکھا ہوا ہے جس سے اس کا صحیح نقطہ متعین نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱۰) ابوالحسن نے اس فتح کا جو اپنے نجوم میں ذکر کیا ہے وہ بہت کچھ ابن خلکان کے بیان کے مطابق ہے۔ مگر اس خاص فقرہ میں نجوم کے بیان میں اور ابن خلکان کے بیان میں فرق ہے۔ نجوم میں لکھا ہے کہ جزیرہ

(جزیرہ) کی طرف (جیسا ابن خلکان میں ہے) جو ہر سر کے مقابلہ کو چلی۔ پلوں پر اونھوں نے نگران مقرر کئے جو ہر نے جزیرہ پر اگر ان پر حملہ کیا۔ کچھ عرصہ تک لڑائی جاری رہی اور جو ہر شیعہ الصیادین کو چاہا گیا۔ اگر یہ

صحیح ہو تو جزیرہ سے مراد جزیرہ روضہ ہوگا۔ جو دریائے نیل میں فسطاط اور جزیرہ کے درمیان ہے یہ مقام بہت ہی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ الروضہ کھلانے لگا ہے۔ پھر اسی جزیرہ ہی کہا کرتے تھے۔ جہاں

تیس کشتیوں کا ایک پل بنا کر اس مقام کو فسطاط سے ملا دیا تھا۔ اور پھر جہاں سے جزیرہ تک ایک اور پل کشتیوں کا پل تھا (خطوط مقررہ) جسور کے سینے مصر میں کٹے بھی ہوتے ہیں۔ یہ کٹہ مصر میں وہاں کے باشندوں

کے مکانات کے حفاظت کے لئے بنائے گئی تھی۔ کہ جب کبھی نیل کو طغیان ہو تو گھیر وں میں پانی نہ آے۔ سیلاب کے زمانہ میں یہ کٹہ سڑ کو نکال کام دیتے تھے۔ لیکن جس وقت جو ہر نے حملہ کیا تھا اس وقت دریائے

نیل میں طغیان کا آغاز ہوا تھا۔ طغیان میں نہیں ہوئی تھی۔ چھ سات ہفتہ کے بعد طغیان ہوئی تھی۔ اس وقت ان لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی وجہ سے میراجال ہے کہ اس مقام پر جسور کے مضیل کے

ہی ہرنگے (جس سے مطلب غالباً انھیں دو پلوں سے ہو گا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے) اور اسی سے جس طرز پر ابن خلکان نے حال لکھا ہے یہ ہی زیادہ ترقین قیاس ہے۔ کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ جو ہر کا

جزیرہ کو جانے سے یہ مقصود ہوگا۔ کہ اس کشتیوں کے پل پر قبضہ کر لے جو جزیرہ اور مصر (یا فسطاط) کے درمیان تھا۔ مگر مصریوں کے حائل ہو جانے کے باعث جو ہر کا مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ اس لئے اس نے

یہ ارادہ کیا کہ دریائے نیل کے سیلاب کو پھیر دے جو اس وقت ۵ جولائی کو زیادہ چڑھاؤ پر نہ تھا۔

(۱۱) نجوم میں بجائے مناخ کے السناخ (قیام گاہ) ہے جس سے ہمارے نزدیک ابن خلکان کا بیان نجوم کے بیان سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوالحسن نے یہاں نقل کے سوا

اور کچھ کام نہیں کیا ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر حقیقی مطلب کے سمجھا تک ہی نہیں ہے۔

(۱۲) یہ سیاہ لباس نہ صرف خاندان نبویؐ کے لوگ پہنتے تھے بلکہ جن لوگ کہ اور ان کے اہل خانہ پہنتے تھے وہ بھی سیاہ لباس پہنتے تھے۔

(۱۳) نظری المظالم ایک دربار پر آکر آتا تھا جس میں خود بادشاہ یا دوس کا کوئی قائم مقام اجلاس کیا کرتا تھا۔ یہ دربار اس لئے ایجاد کیا گیا تھا کہ جو دریا علیہ بڑے درجہ کے لوگ ہوتے یا سرکار کے بڑے بڑے افسر ہوتے۔ ان پر وگروہ کی تعمیل کرائی جائے۔ قاضی سے جن کے تسکین نہیں ہوتے تھے ان کے مراجعہ بھی اس دربار میں پیش کئے جاتے تھے۔ اس دربار سے جو حکم نکلتے کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کی تعمیل نہ کرے۔ اس کے اقتدار سے سب لوگ نیچے سمجھے جاتے تھے۔

(۱۴) او یکم تذکرہ ۷۸ کانوٹ ۲۔

(۱۵) اے اللہ درود بیچ محمد مصطفیٰؐ برادر حضرت علی مرتضیٰؑ پر اور بی بی فاطمہؑ قاطع علاقہ کو یا پر اور حسن حسین رسول کے دونوں نواسوں پر جن سے اللہ نے پلیدی کو دور کر دیا اور جن کو خوب پاک و صاف کر دیا ہے اے اللہ درود بیچ تو امانوں پر جو پاک ہیں اور امیر المومنین (معز) کے باپ وادی ہیں۔

(۱۶) اہل بیت سے مراد حضرت علی فاطمہ حسن حسین ہیں۔

(۱۷) قرآن شریف کے اول سورۃ سورۃ فاتحہ نماز میں پڑھا کرتے ہیں۔ اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا جاتا ہے۔ اس بسم اللہ کو حنفی اور حنبلی فرقہ کے مسلمان تو آہستہ پڑھا کرتے ہیں۔ اور باقی فاتحہ کو بالجمہر یا جیسما موقع ہو پڑھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نزدیک یہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جنس و نمین ہے۔ برخلاف اسکے شافعی مالکی اور شیعہ فرقہ والے اسے فاتحہ کا جزو سمجھتے ہیں۔ اور جب نماز میں فاتحہ پڑھنا ہوتی ہے تو بسم اللہ کو بھی بالجمہر پڑھتے ہیں۔

(۱۸) قرآن شریف کے سورہ ۶۲

(۱۹) قرآن شریف کے سورہ ۶۳

(۲۰) یہ الفاظ صرف شیعوں کے اذان میں ہوا کرتے ہیں۔ ترجمہ آؤ اچھے کام کے لئے۔

(۲۱) قنوت سے مراد اٹالک قانتون سے ہے۔

(۲۲) مقررہ کہتا ہے کہ واقعی از سر ہی سجدہ ہے۔

(۲۳) دیکھو تذکرہ ۷۱۳

(۲۴) ترجمہ دیادشاہ کے طرف سے) انتقام لینے کی تلوار یعنی جلاو۔ فاطمین کے دربار میں یہ عجب خطاب تھا

اپنے دشمنوں کو یہ لوگ اکثر قتل کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے ایک خاص شخص ہمیشہ کے لئے اس خطاب کا ادن کے
 یہاں مقرر ہوا کرتا تھا۔
 (۲۵) دیکھو تذکرہ ۱۰۹۔

۱۳۲ ابو المنہور حجار کس بن عبد اللہ الناصر صلائی لقب فخر الدین
 کبراء دولت صالحہ سے اور بڑا کریم صاحب قدر و عالی ہمت تھا۔ قاهرہ میں قیام کیا۔ کبریٰ اسی نے بنایا
 ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے۔ مین نے بہت مسودہ گروہوں سے جو ملکوں میں پھرتے رہتے ہیں سنا ہے
 کہ خوبصورتی غفلت اور احکام بنائیں کوئی مقام اس کا ثانی نہیں۔ اس کے اوپر ایک بڑی سجدہ اور (قرب میں)
 ایک رُبع معلق بنایا ہے۔

جہا کس دمشق میں ۶۸۰ھ و ۶۸۱ھ میں مرا۔ اور جیل صالحہ میں مدفون ہوا اسکی قبر وہاں خوب مشہور
 ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ جہا کس یکسر جرم و فحش با و الف و اسے جہلہ و کان و بین جہلہ عربی میں چار آدمی کو
 کہتے ہیں۔ یہ لفظ عجیبی ہے اس کا معرب استار ہے۔ ستار چار اوقیہ (اونس) کو کہتے ہیں۔ اسی لقب سے وہ مشہور تھا
 (انباریہ کبری کے معنی میں بڑا بازار۔

(۲) رُبع معلق (چوک لٹکا ہوا) وہ ہر امکان یا ہوٹل ہے جس میں دس پندرہ گہرانے رہ سکتے ہیں۔ اور
 دوکانوں پر یا گوداموں پر کھین بنایا گیا ہو۔

حرف الحاء

۱۳۳ ابوتام حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس بن الاشج بن یحییٰ بن مر
 بن مہر بن سعد بن کابل بن عمرو بن عدی بن عمرو بن العوث بن طی (جس کا نام
 جلیجہ تھا) بن اودبن زید بن کہلان بن شیب بن یغرب بن قحطان

مشہور شاعر تھا۔ ابوالقاسم حمز بن شہر بن یحییٰ الکامی نے کتاب المواریثہ میں الطائین میں لکھا ہے

کہ اکثر علما ابو تمام کے نسب کی نسبت کہتے ہیں کہ اوس کا باپ نصرانی اور قریرہ جاسم علاقہ دمشق کا رہنے والا تھا۔ اور اوس کا نام تدوس عطار تھا۔ تدوس کو لوگوں نے اوس بنالیا اور قبیلہ کی طرف نسبت گڑھ لی۔ اس گڑھے ہوئے نسب نامہ میں اوس کے بنانے والے نے ایک غلطی بھی کی ہے۔ یعنی اوس میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا نام مسعود ہو۔ اور اگر بغرض محال یہ سب صحیح بھی ہو تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ طے تک صرف دس پشت کا فاصلہ ہو۔ آمدی نے جو یہ اعتراض کیا ہے اسکی بنا ابو تمام کا یہ شعر ہے۔

اِنْ كَانَ مَسْعُودٌ سَقَى اَطْلًا لَّهْمُ مَدْمَيْلُ الشُّوْرُوْنَ فَلَسَ - مَسْعُودٌ

اگر مسعود کے آنکھوں کے سیلاب نے اون کے کندرون کو تر کر دیا ہو تو میں بھی مسعود سے نہیں ہوں اور نہ سب میں بھی قیس اور دفاقد کے درمیان چھپتین چھوڑ دی ہیں۔ رہا ایتہام کا قول کہ میں مسعود نہیں ہوں۔ یہ اس کی دلیل نہیں کہ مسعود اسکے آبائین سے ہے۔ بلکہ یہ بالکل اسی طرح ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ میں فلان لوگوں میں سے نہیں۔ یا فلان ہم میں سے نہیں۔ اوس سے اسکی مراد علیحدگی اور نفرت سے ہوتی ہے۔ اسی طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ولولنا ہما ہم میں سے نہیں۔ علی مجھ سے ہے اور میں اوس سے ہوں یہ خطیب ابو بکر نے تاریخ بغداد میں اوس کا نسب لکھا ہے اوس سے اوپر یہ بیان کے ہوئے نسب سے کسی قدر اختلاف ہے۔ صوفی کہتا ہے کہ بہت لوگ کہتے ہیں ابو تمام حبیب تدوس النصرانی کا بیٹا ہے۔ اسے اوس نے بدل ڈالا ہے۔ تدوس کا اوس ہو گیا۔ یہ شخص نشست الفاظ عربی نظم اور حسن سلوک میں یکتائے زمانہ تھا۔ کتاب الحماستہ اوسی کی ہے۔ جو اوس کے کمال فضل جہارت شناخت اور خوبی انتخاب کی قدرت پر نہایت عمدہ شاہد ہے۔ ایک اوس کا اور بھی مجبور ہے جس کا نام اوس نے فحول الشعرا کہا ہے۔ اس میں بہت سے شعراء جاہلیہ و مخضرین و اسلامیین کا تذکرہ ہے۔ کتاب الاختیارات من شعر الشعرا بھی اوسی کی ہے۔ اوسکو اشعار اس قدر یاد تھے۔ کہ کوئی شخص اوسکو نہیں پھونچتا۔ چودہ ہزار عرب کے رجز فقط یاد تھے۔ اسکے سوا قصائد و مقاطع کی انتہا نہ تھی۔ ابو تمام خلفا کی مدح کرتا اون سے انعام و اکرام لیا کرتا تھا اور چاروں طرف ملکوں میں پھرا کرتا تھا ایک مرتبہ بصرہ کا قصد بھی کیا تھا۔ وہاں عبدالصمد بن المعتدل شاعر اوس وقت رہتا تھا۔ اوس کے پاس شاگرد و متبعین بہت تھے۔ تمام لوگ اوسی کی طرف مائل تھے۔ جب اوس نے سنا کہ ابو تمام آتا ہے تو اسے خوف ہوا۔ کہ یہاں کے لوگ مجھ سے پھر جائینگے۔ ابو تمام کی طرف رجوع کریں گے۔ شہر میں

داخل ہونے سے پہلے ہی اوس نے یہ آیات لکھ کر ابوتام کو بھیجن۔

اَنْتَ بَيْنَ اَمْنَيْنِ تَبْرُزُ لَنَا سِوَكَلَامَا بُوْجِدْ مَذَالِ

تو دو صورتوں میں مخلوق کے طرف میں دکھائی دیتا ہے اور وہ دونوں کی دونوں غلام کے سے ہیں۔

لَسْتَ تَنْفَكُ سِرَاجًا لَوْصَالِ مِنْ حَيْبٍ اَوْطَالِ لِسْوَالِ

یا تو کسی دوست کے وصال کی امید میں لگا رہتا ہے یا کسی سے بخشش و نوال کا خواہاں رہتا ہے۔

اَيْ صَاعٍ يَبْقَى لَوْجَهَا هَذَا بَيْنَ ذَلِ الْهَوَى وَذَلِ السَّوَالِ

اب تباکہ عشق کے ذلت اور مانگنے کے ذلت کے بعد تیری سوز کے لئے کون سے آبرو باقی رہی ہے۔

حیب ابوتام کو ان آیات کا مضمون معلوم ہوا تو اوس نے اپنا ارادہ پلٹ دیا۔ بصرہ سے واپس چل دیا۔

اور کہا ابن معذل نے یہاں کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر رکھا ہے۔ ہم اوس میں چھپ چھپ کر رہنا نہیں چاہتے

میں نے اس قسم کی ایک مثال متنبی کے بیان میں اوپر حرف حمزہ میں لکھی ہے۔ جب ابن معذل نے یہ بیتیں ابو

تمام کی نسبت لکھیں تو ایک نقل نویس کو دیدین جس کے پاس ابن المعذل اور ابوتام جا کر بیٹھے تھے۔ مگر

ابھی تک ایک دوسرا صورت شناس نہ تھے۔ نقل نویس سے کہہ دیا کہ یہ ابوتام کو دیدینا۔ جب ابوتام آیا او

انجین پڑھا تو یہ بیتیں اوس کا فند کے پشت پر لکھیں۔

اِنِّیْ تَنْظُمُ قَوْلِ الشُّوْبِ وَالْفَنَدِ وَانْتَ اَنْقَصُ مِنْ لَاشِئٍ فِی الْعَدِ

کیا تو میرے نسبت نظم میں جھوٹا و فند کی باتیں لکھتا ہے۔ تو تو شمار میں صفر سے بھی کمتر ہے۔

اَشْرَجْتَ قَلْبَكَ مِنْ غَيْظٍ عَلٰی حَقِّ كَا هَا حَرَكَا تِ السُّوْحِ فِی الْجَسَدِ

غصہ کے باعث تو نے اپنے دل میں ایک سخت جوش بہر لیا ہے۔ جو ایسا دکھ رہا ہے جیسے بدن میں

روح کی حرکتیں یا بھین جلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

اَقْلَمْتَ وَیْلَكَ مِنْ هَجْوِی عَلٰی حَقِّ كَا لَعِبْرِ یُقَدِّمُ مِنْ خَوْفِ عَلٰی لَاسِدِ

کم بخت تو نے اپنے آپ کو میری ہجو کرنے کے خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ بعینہ اسی طرح جیسے گد ہاف

سے شیر پر جا پڑتا ہے۔

اسی میں عبدالصمد آیا۔ جب پہلی بیت پڑھی تو کہا بدل میں اوسکو بہت ہی بڑا کمال ہے۔ زیادتی

اور نقصان ایک معروم شے کی صفت بنا دی ہے جب دوسری بیت دیکھی تو کہا اشراج (باندھنا)

فرشتہ کا کام ہے۔ یہاں اسے کیا مثل جب تیسرے بیت پر بھی تو لاجواب ہو کر واپس کاٹ لئے۔ سوئی کہتا ہے یہ بات محمود بن الحسین معروف کشاجم نے کتاب الصائد والمطار ویزین اوس جگہ لکھی ہے۔ جہاں اس نے لکھا ہے۔ کہ جاننے نے جہاں لکھا ہے کہ بعض اکولات اپنے بعض کہنے والوں کے تابع ہوتے ہیں۔ یہاں اوس گدھے کو بھول گیا۔ جڑ شیر کی بوسہ لگ کر بجائے بھاگنے کے اوسکی طرف دوڑا لکھا ہے۔

ابو تمام نے جب اپنا بیہوش قصیدہ ابو تمام نے لکھا کہ سنا یا جس کا اولیہ شعر ہے۔
 غَدِیْلٌ مِّمَّنْ اَسْبَحَ وَ مَآ اَعْبَسَ اَفْرِیْلٌ مِّمَّنْ نَافَسَ النَّاسُ مِثْلَ السَّوَابِ

اس شعر کی چھبے گدھوں اور کیل کی جگہوں کو دیکھ کر مدت کے جمع کئے ہوئے آنسوؤں کی پھڑائی ہوئی تو اس نے بہت پسند کیا۔ پچاس ہزار درہم عطا کئے۔ اور کہا یہ تیرے شعر کی قدر کے لائق نہیں۔ پھر کہا حسن لطافت میں اس قول کے برابر پھر اوس شعر کے اور کوئی نظر نہیں آتا جو تو نے مجھ میں تیسرا علویٰ کے مرثیہ میں لکھا ہے ابو تمام نے لکھا یا آپ میرے کس قول کے طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہا تیرے رائیہ قصیدہ کی طرف جس کا اولیہ ہے۔

كَذَلِكَ لَیْلُ الْخَلْبِ وَلَیْلُ فَجِّ الدَّهْرِ فَلَیْسَ لِعَیْنٍ لَمْ یَفْضُ مَاءُهَا عَدْنٌ

اب بد قسمتی کو پتا چلے کہ اپنے کام کو خوب جلا دیلے اور زمانہ اپنا خوب بوجھ ڈال لے۔ کسی آنکھ کے لئے جس نے آنسو نہیں بہائے۔ کوئی غدر نہیں ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ایسا شعر تو میرے حق میں لکھتا۔ ابو تمام نے کہا آپ پر سے میں اور میرے اہل قربان ہوں۔ خدا کرے کہ میں ہی آپ سے پہلے مر جاؤں تاکہ مجھے ایسا مرثیہ لکھنے کا موقع ہی نہ ملے۔ ابو دلف نے کہا وہ شخص مرا ہی نہیں جس کے حق میں اس طرح کا مرثیہ لکھا گیا ہو۔

علمائے ہند میں تین شخص طے میں پیدا ہوئے۔ تینوں کے تینوں اپنے اپنے فن میں اول درجہ پر تھے حاتم طائی جو دو سخا میں نو دین نصیر الطائی زہد میں ابو تمام حبیب بن اوس الطائی شعر و سخن میں اس کے حالات بہت ہیں۔ یہ روایت بہت لوگ بیان کرتے ہیں کہ ابو تمام نے اپنے قصیدہ سینہ میں خلیفہ کی مدح کی جب وہ اس شعر پر پہنچا۔

اَقْلَمُ عَمَّنْ وَفِي سَمَاحَةٍ حَاتِمٌ فِي حِلْمٍ اَخْفَ فِي ذِكْرِ اَيَّامِیْنِ

میں دیکھتا ہوں کہ آپ میں عمر کی۔ سے جرات و تھور کے ساتھ حاتم کی سی سخاوت اور اخف کا سا علم

مرد باری اور ایٹس کی سی دکاوت و تیزی توہن موجود ہے۔

تو وزیر نے کہا امیر المؤمنین کو تو اعلان عرب سے تشبیہ دیتا ہے۔ ابو تمام ایک لمحہ گردن جھکائی پھر سر اٹھا کر کھا۔

لَا تَنْكُرُ وَأَصْحَابِي لَهُ مِنْ دُونِهِ مَثَلًا كَسُوْا فِي النَّدَى وَالْبَاسِ
میں جو اسے ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے مشابہت دیتا ہوں اس سے آپ ناخوش نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ
میں جن کے سخاوت اور شجاعت کی مثال دیکھائی ہے۔

فَمَا لَئِيْلَهُ قَدْ خَوَّبَ الْأَقْلَ لِلْيُوسُفِ مَثَلًا مِنَ الشُّكُوْهِ وَالنَّبَرِ اس
کیونکہ اللہ نے اپنے نور کو ایک ادنیٰ چیز پر انحراف اور چراغ سے مثال دی ہے۔

اس پر وزیر نے خلیفہ سے کہا جو چیز یہ مانگے اسے دیدینا چاہئے۔ چالیس یوم سے زیادہ یہ زندہ
نہیں رہے گا۔ شدت فکر سے اس کی آنکھوں سے خون ٹپکا رہا ہے۔ اس قسم کا آدمی اس سے زیادہ
نہیں جیتا۔ خلیفہ نے پوچھا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کہا موصل کی حکومت۔ خلیفہ نے اسکی درخواست منظور کی
ابو تمام وہاں گیا چالیس روز زندہ رہ کر مر گیا۔ اس قصہ کی مطاق اصل نہیں ہے۔ ابو بکر الصولی کتاب
انخبارانی تمام میں کہتا ہے۔ جب اس نے اپنا قصیدہ احمد بن العتصم کو سنایا۔ اور اپنے شعر مذکورہ
پر پھونچا۔ تو ابو یوسف یعقوب بن الصباح الکندی فیلسوف نے جو دربار میں حاضر تھا کہا امیر کا
درجہ اس سے زیادہ ہے جو تو نے اسکی تعریف کی ہے۔ ابو تمام نے ایک لمحہ سر جھکایا۔ پھر دو نو اخیر کی
بیتیں پڑھیں۔ مگر اس نے اپنا لکھا ہوا قصیدہ ہاتھ سے دیا۔ تو یہ بیتیں اس میں نہ تھیں۔ لوگ
اسکی سرعت فکر و فطنت پر تعجب میں رہ گئے۔ جب وہ باہر نکلا تو ابو یوسف نے کہا جو عرب کا فیلسوف
تھا۔ کہ یہ جوان عنقریب مر جائیگا۔ پھر صولی کہتا ہے یہ روایت اس کے خلاف ہے جو میں نے ذکر
کیا ہے مگر اسکی کچھ اصل نہیں ہے۔ صحیح بات وہ یہ ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ میں نے موصل پر
اسکی امارت کا حال خوب تحقیق کیا ہے۔ اس کے سوا کچھ اصل نہ تھی۔ کہ حسن بن زبیرؓ نے اس سے موصل
کا برید (گھوڑوں کی ڈاک) افسر (علی) مقرر کر دیا تھا۔ وہاں دو سال کے قریب رہا۔ اور مر گیا۔ اس امر پر یہ
روایت صحیح نہیں ہے یہ دلیل ہے کہ یہ قصیدہ کسی خلیفہ کی شان میں نہیں۔ بلکہ احمد بن العتصم کی یا احمد
بن المأمون کی شان میں ہے۔ مگر ان دونوں سے کوئی بھی خلافت کے درجہ تک نہیں پہنچا تھا۔

شاعر نے جو سات رقعہ امام شریک لکھے تھے اور بعقوبہ اوس سے مانگتا تھا اوس میں لکھا تھا کہ ایک طائی شاعر کو موصل دیا گیا تھا۔ یہ بات یا تو اوس نے سنی سنائی یا تحقیق لکھ دی ہے یا اپنے دل سے بنالی ہے کہ بعقوبہ اپنے کا ایک ذریعہ ہو جائے۔ واللہ اعلم۔ اسی غلطی کو ابن وجیہ نے اپنی کتاب التبراس میں لے لیا ہے وہ ہی شہور ہو گئی ہے۔

صولی کہتا ہے حب ابو تمام نے محمد بن عبد الملک الزیات وزیر کی طرح میں ایک قصبہ لکھا جس میں یہ شعر ہیں۔

رَيْمَةً سَمَّيْتُ الْقِيَادَ سَكُوبُ مُسْتَعِثُّهَا الشَّرَّ الْمَكْرُوبُ

اوس کی سخاوت (جہنہ کی) جھڑی ہے جو ڈریلی لگام سے بہتی ہے۔ جس کی امداد کے مصیبت ناز زمین سر یاد کرتی ہے۔

لَوْ سَعَتْ بَقْعَةُ الْأَعْطَامِ أُخْرَى لَسَعَى نَحْوَهَا الْمَكَانُ الْجَدِيدُ

اگر کوئی زمین دوسرے زمین کے عزت و عظمت کرنے کے لئے جاسکتی تو نہر ایک بنجر زمین اوس (زمین) کی طرف چلی جاتی (جہاں وہ رہتا ہے)

(جب) ابن الزیات نے (یہ اشعار سنے تو) کہا تو اپنے اشعار کو جواہر الفاظ اور معانی بدیع سے ایسا آراستہ کرتا ہے کہ اون جواہرات سے بھی وہ خوش نما ہوتے ہیں جو حسینوں کے گلے میں پڑے ہوں۔ جو چیز کہ تجھ کو اس کے صلہ میں دی جائے وہ کافی نہیں ہو سکتی۔ وزیر کے دربار میں ایک فیلسوف موجود تھا۔ کہنے لگا کہ یہ شخص جو ان مر جا ئیگا۔ کسی نے پوچھا یہ تو نے کس طرح حکم لگا دیا ہے۔ کہا لطافت بیان وجود خاطر کے ساتھ حدت و ذکا و فطنت مجھے اوس درجہ پر معلوم ہوتی ہے کہ جس سے میرے نزدیک اوس کا نفس روحانی اس کے جسم کو کہا جائیگا۔ جیسے تیر تلواریں میان کو کہا جاتی ہے۔ ایسا ہی ہوا۔ تیس سال سے کچھ نبی اوپر عمر میں (۷۶) وہ مر گیا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ جیسا کہ اوسکی تاریخ ولادت و وفات سے آئندہ ثابت ہو جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اوس کے اشعار ایک مدت تک بے ترتیب پڑے رہے۔ پھر صولی نے ترتیب حروف تہجی انھیں جمع کیا۔ اس کے بعد علی بن حمزہ الاصہبانی نے انھیں جمع کیا۔ اور ترتیب میں حروف تہجی کا لحاظ چھوڑ کر سنانی کا لحاظ کیا۔

ابو تمام کی ولادت ۱۹۱ھ (۸۰۷ء) میں ہوئی ہے مگر بعض کہتے ہیں کہ اس کی تاریخ ولادت ۱۹۲ھ یا ۱۹۳ھ ہے۔ وہ جاسم بن پیدا ہوا تھا جو ضلع جندہ و غلات دمشق میں دمشق اور طبرہ کے درمیان آباد ہے۔ مگر مصر میں پرورش پائی کہتے ہیں کہ وہ ان جامع مسجد میں گھرے بھر بھر کر لوگوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ بعض کہتے ہیں ایک جولاہے کے پاس رہتا اور دمشق میں اس کے پاس کام کیا کرتا تھا۔ اس کا باپ وہاں شریعت پڑھتا تھا۔ ابو تمام کا رنگ ستاؤ لاقدر لبنا باتوں کا فصیح شیریں کلام گزربان میں ذرہ لکنت تھی۔ پھر اس نے محنت کی اور ہوتے ہوتے اس درجہ کو پہنچا جسے سب جانتے ہیں۔ مصل میں ہی جیسا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں ۱۹۲ھ (۸۰۷ء) میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں ذی قعدہ یا جمادی الاولیٰ ۱۹۲ھ یا محرم ۱۹۳ھ میں مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ بھرتی کہتا ہے کہ اقبال بن حمید الطوسی نے اس کی قبر پر قید نبوا دیا تھا۔ میں نے اس کی قبر خود بھی مصل میں دیکھی ہے۔ باب الیہ ان کے بابہ خندق کے کنارہ ہے۔ عام لوگ تمام شاعر کی قبر اس سے بتاتے ہیں۔

شیخ حنیف الدین ابوالحسن علی عذلان الموصلی نحوی مترجم نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے شرف الدین ابوالحسن محمد بن عیین سے جس کا ذکر اس کتاب کے حرف میم میں آیا گا انشاء اللہ تعالیٰ پوچھا تھا کہ اس کے اس قول کے کیا ہیں۔

سَقَى اللَّهُ دُوحَ الْغَوْطَيْنِ وَلَا آرَتْهُ
مِنَ الْمَوْصِلِ الْجَدُّ بَاءُ لَا قَبُورُ هَا

اللہ غوطتین کے باغ پر خوب پھونکے برساتی۔ مگر مصل کی ہجر سے اس کی قبروں کے سوا اور کوئی سرسبز پہرہ کیوں مصل کو خدا کی بخشش سے محروم کیا۔ اور قبور کو اس سے متعلق کر دیا۔ کہا ابو تمام کے سبب سے ابن عیین مذکور کی یہ بیت اس قصیدہ میں ہے جو اس نے سلطان ملک معظم شرف الدین عیین بن الملک العادل بن ایوب کی مدح میں لکھا ہے۔ اس کا ذکر حرف عیین میں آیا گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اول شعر یہ ہے۔

أَشَاقَتْ مِنْ عَلِيَّادِمْشَقٍ قُصُورُهَا وَوُلْدَانُ أَرْضِ النَّيِّرَيْنِ وَحُورُهَا

دمشق کے علیا (ندی کے کنارے) کی محلات اور نیرین کے لڑکوں بچوں اور سیاہ آنکھ والی لڑکیوں کے دیکھنے کا شوق لگ رہا ہے۔

یہ اس کے نہایت اچھے قصائد سے ہے۔ حسن بن وہب نے ابو تمام کے مرنے پر زیل کے اشعار

مین اوس کامرئہ لکھا ہے۔

فَجَعَلَ الْقَرْنَيْنِ نَجَاتِمِ الشُّعْرَاءِ وَغَدِيرٍ رَوْضَتِهَا حَبِيبُ الطَّائِي
شعر و سخن خاتم الشعرا کے مرنے پر درد و غم میں پڑ گیا۔ جو شعر و سخن کے باغ کا تالاب تھا۔ اور جس کا نام حبیب الطائی تھا۔

مَا تَأْمَعًا فَتَجَا وَشَرَانِي حَضْرَةً وَكَذَلِكَ كَانَا قَبْلَ فِي الْأَحْيَاءِ
حبیب اور شعر و سخن دونوں مر گئے۔ اور ایک ہی قبر میں گس گئے۔ کیونکہ وہ پہلے جب زندہ تھے تب بھی وہ دونوں ایسے ہی ملے ہوئے تھے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دونوں بیتین ویکٹ الجتن کی ہیں۔ ابوامام کے مرثیہ میں اوس نے لکھی ہیں۔ واللہ اعلم جس نے بھی اوس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جس میں یہ بیتین بھی تھیں۔

لَمَقَى بِالْوَصْلِ الْقَبْرَ الْغَرِيبَا سَعَاثُ يَتَحَيَّنُ لَكَ حَبِيبَا
بادلوں نے ایک نادار اور بے نظیر قبر پر مہربن برسیا اجرا اوس کے موت پر گریہ و زاری کر رہے ہیں۔
اِذَا ظَلَمْنَا أَظْلَمْنَا فِيهِ شَعِيبُ الْمَزْنِ يَتَّبِعُهَا شَعِيبَا
جب وہ شبنم اوس پر ڈالتے ہیں تو اوس میں وہ سیاہ بادلوں کے پانی کے مشکین ڈالتے ہیں اور مشک پر مشک ڈالتے چلے جاتے ہیں۔

وَلَطْمُنَ الْبُرُوقِ بِحَدُّودَا وَشَقَقْنَ الرُّعُودُ بِحُيُوبَا
اور جلیان اوس کے لئے (بادلوں کے) رخساروں پر طمانچہ مارتے ہیں۔ اور گرجیں بھی اوس کے لئے اپنے آگریاں چاک کرتے ہیں۔

فَإِنْ تَرَأَبَ ذَلِكَ الْقَبْرِ حُومِي جَيْبًا كَانَ يُدْعَى لِي جَيْبَا
کیونکہ اس قبر کے خاک میں ایک حبیب (دوست) پڑا ہے جو میرا دوست کہلایا جاتا تھا۔
محمد بن عبد الملک الزیات وزیر معتمد نے بھی جب کہ وہ وزیر ہی تھا اوسی وقت یہ مرثیہ لکھا ہے۔

مگر بعض کہتے کہ یہ بیتین زبرقان عبداللہ بن الزبرقان کا تب مولائے بنی امیہ کی ہیں
فَبَاءَ أَلَى مِنْ أَعْظَمِ الْأَنْبَاءِ لَمَّا أَلَمَ مَقْلَقُ الْأَحْشَاءِ
ایک خبر آئی ہے جو بہت عظیم (خوشحال) خبروں میں سے ہے۔ جب وہاں فی تو اوس نے ہمارے

آئین تک بلاوین۔

قَالُوا حَبِيبٌ قَدْ ثَوَىٰ فَاَجِبْتُمْ نَاشِدُ تَكْمُلَا تَجْعَلُوهُ الطَّالِي
اونھوں نے کہا کہ حبیب مر گیا۔ میں نے اون سے کہا کہ میں تجھیں قسمیں دیتا ہوں یہ نہ کھو کہ وہ
حبیب طائی تھا۔

جامع معجم و الف و سین مہملہ مسورہ و میم نسب اوس کا مشہور ہے۔ ضبط کی حاجت نہیں۔
جیدہ و ریشہ جم و سکون یاے تختانیہ و وال مضمرہ مہملہ و راستہ مہملہ علاقہ دمشق کا ایک پرگنہ ہے
اور خولان کے پاس ہے۔ ثانی قبیلہ طے کی طرف منسوب ہے۔ گر نسبت خلاف قیاس ہے۔ چاہئے
تھا طینی ہوتا۔ لیکن باب النسب میں تغیر کا کچھ ٹھکانا نہیں ہوتا۔ چنانچہ دہر سے دہری اور سہل سے
سہلی بضم الاول آیا کرتی ہے۔ اور ایسے ہی اور بھی دیکھا گیا ہے۔

(۱) ابن خلکان کی متن میں نیشیب بجائے حطی لکھا ہے۔ مگر قاموس میں اسکو نیشیب ہی لکھا ہے۔
(۲) حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ ابو القاسم الاموی سلمہ (۸۱۶ء) میں مرا ہے۔ کتاب الموازنہ
بین الطائیین میں ابو تمام اور الجعفری کے بالمقابل اشارہ دے گئے ہیں۔ یہ دونوں شاعر طائی تھے۔
(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے پاس بھی ابو تمام کا ایک نسب نامہ تھا جو ابن خلکان کے
نسب نامہ سے مختلف تھا۔

(۴) نقلی ترجمہ میں مسعود سے نہیں ہوں۔

(۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلکان نے جو نسب نامہ لکھا ہے اوس میں وفاتہ کا نام تھا۔
مگر ان فسون میں جو اس وقت موجود ہیں وفاتہ کا نام بالکل نہیں۔

(۶) انگریزی مترجم یہاں لکھتا ہے کہ آدمی نے یہاں ایک عجیب غلطی کی ہے وہ بالکل آسان عربی عبارت
کو بھی نہیں سمجھتا ہے۔ مسعود ذوالرمہ شاعر کے بھائی کو وہ ابو تمام کی وراثت میں خیال کرتا ہے۔ ابن خلکان
نے اسے مضمون کو ذوالرمہ شاعر کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ دیکھو نوکرہ ۲۹۶

(۶) ابن خلکان کا یہ کہنا کہ اس کے دلیل نہیں کہ مسعود اس کے آبا میں سے ہے۔ میں نہیں جانتا۔
کہ کہاں تک صحیح ہے۔ اوپر کے شعر میں ابو تمام شرط کرتا ہے کہ اگر ایسا ہو تو میں مسعود سے نہیں ہوں
اس کے معنی بالکل بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ شرط باطل ہے اور میں نبی مسعود سے ہوں۔ اذافا لشرط

نفات الشریط عام ملہ ہے۔

(۸) حماسہ کے معنی لڑائی مذہب وغیرہ میں سخت اور مضبوط ہونا۔

(۹) رجز چھوٹی نظم جس کا وزن چھ مرتبہ متغزلن کہنے سے بنتا ہے۔

(۱۰) اس عبد الصمد کا حال آغانی میں دیکھنا چاہئے۔

(۱۱) ندائ کی جگہ ابن خلکان کے کئی نسخوں میں اوزیر عیون التاریخ سلمہ میں جہان یہ شعردے ہیں

برال اور مولیٰ لکھا ہوا ہے۔ مولانا کے معنی نرمی اور مدارا کرنے کے ہیں

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۴۹ کا نوٹ ۱۵

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۴۹۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۱۱۹ نوٹ ۸

(۱۵) جو تقریباً بارہ سو نوٹ یا ۸۰۰ روپیہ کے برابر ہوتے ہیں۔

(۱۶) محمد بن حمید الطوسی خلیفہ مامون کے ایک سپہ سالار کا بیٹا تھا۔ مامون نے اسے فوج دیکر لیا۔

الخرمی کے ذنبہ کہہ رہا تھا۔ جو صوبہ آذربائیجان میں تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ جب لڑائی ہوئی تو مسلمانوں

کی فوج بالکل برباد ہو گئی۔ ابن حمید کو نکال دیا۔ اس کے آدمی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صرف ایک افسر کے ساتھ

رہ گیا تھا۔ آخر ابن حمید بھی لڑ کر مارا گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۹ھ (۸۴۶ء) کا ہے۔ ابن حمید اپنے فیاضی

و سخاوت میں بہت مشہور تھا۔ مامون کو اس کے مارے جانے کا بڑا افسوس ہوا۔ (از تاریخ کامل

ابن اثیر حبزری)

(۱۷) حاتم طائی کے قصص اور کہانیاں مشہور ہیں۔ ان کہانیوں کی شہرت زیادہ تر اس وجہ سے ہے کہ

اس حاتم طائی کا میثا عدی حضرت علی کی لڑائیوں میں حضرت علی کا طرفدار تھا

(۱۸) داؤد ابن نصیر الطائی اپنے علم اور اپنے زہد و تقویٰ کے سبب سے بہت مشہور تھا اور امام

اعظم ابوحنیفہ کے بڑے شاگردوں میں سے تھا۔ اور حدیث میں اس کو بڑا کمال تھا۔ ۱۶۵ھ

(۱۹) ۱۶۵ھ میں وفات پائی ہے (النجوم الزاہرہ)

(۱۹) عمرو سے مراد عمر بن معدی کرب یا عمرو بن التدریس ہوگی۔ عمر بن المنذر کو ابن حمید بھی

کہتے ہیں۔ اس کی پہلوی ضرب المثل تھی۔

(۲۰) دیکھو تذکرہ ۱۰۲

(۲۱) سورہ نور میں ہے اللہ نور السموت والارض مثل نور المشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کاٹھا کوکب درسی یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونہ لاشع قیئہ والاغریتہ یکادزیتہا یضیی ولو ظم سہ ماثر۔ نور علی نور (اللہ ہی کے نور سے) آسمان وزمین کی روشنی ہے۔ اوس کے نور کے مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغدان یا طاق ہے اور طاق میں ایک چراغ رکھا ہے۔ اور چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہے۔ اور قندیل (اسقدر شفاف ہے) گویا وہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے وہ چراغ زمینوں کی ایک مبارک درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے۔ کہ جو زیورپ کے رخ واقع ہے اور یہ کچھ کے رخ اوس کا تیل (اسقدر صاف ہے کہ) اگر اوس کو آگ نہ بھی چھوئے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے آپ جل اٹھے گا۔ (غرض ایک نور نہیں بلکہ) نور علی نور نور پر نور ہے۔

(۲۲) ابو یوسف یعقوب بن اسحاق بن الصلاح الکندی فیلسوف عرب کتندہ کے شاہی خاندان کی نسل میں تھا۔ خلیفہ ہمدی اور رشید کے زمانہ میں اوس کا باپ کو قہ کا امیر تھا۔ اوس کا جد امجد اشعث رسول اللہ کے صحابیوں میں سے تھا۔ اشعث کا باپ قیس قبیلہ کنہہ کا حاکم تھا۔ شاعر اشانی چار قبیلوں میں اوسکی مدح کی ہے۔ معدی کرب قیس کا باپ علاقہ حضرت میں بنی حارث الاصغر پر حکومت کرتا تھا۔ جو کتندہ کی ایک شاخ تھی۔ معاویہ وغیرہ لشکر جس کو ابو الفداء نے اپنے کتاب بحرین میں ایک قلعہ بتایا ہے اور یامہ بحرین میں قبیلہ معدی پر حکومت کرتے رہے ہیں۔ تاریخ الحکما سے یہ لکریہ خلاصہ اس لئے یہاں دیا گیا ہے کہ مشردی ساسی کی رائے میں جو یہ عرب کا فلاسفہ یہودی نسل سے نہیں تھا بلکہ عربی نسل سے تھا اسکی تائید ہو جائے۔

(۲۳) دیکھو تذکرہ ۲۶۳

(۲۴) یہ افسر گھوڑے تیار رکھتا تھا کہ جب کسی سرکاری افسروں کو ضرورت ہو تو اون پر ٹاک روانہ کیا جاتا اس افسر کا یہ بھی کام ہوتا تھا کہ صوبہ کے افسر کے کاموں کو دیکھتا رہے۔ اور جب ضرورت پڑی تو اوسکی خلیفہ یا سلطان کو براہ راست اطلاع کرتا رہے۔

(۲۵) دیکھو تذکرہ ۲۴۴

(۲۶) یعقوب بغدادی سے دوفرخ پر ایک بڑا شہر تھا (کتاب ابو الفدا)

(۲۷) یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ صولی نے چٹائی لکھی ہے۔ اوس میں اس کا کیون خیال نہ کیا کہ یہ وہ ہی کہاتے سے جس کو وہ اوپر دوسرے صورت میں بیان کر چکا اور لکھا ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صولی کی بیان کی ہوئی لکھائی نہیں ہے۔ بلکہ ابن خلکان نے غلطی کی ہے۔ جزاؤں کے راوی کا نام صولی لکھا ہے۔

(۲۸) حیدر و دمشق کے توابع سے حران کے شال میں ہے۔ مگر بعض یہ کہتے ہیں کہ حیدر اور حران دونوں ایک ہی مقام کے نام ہیں (مرصدا الاطلاع)

(۲۹) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کا باپ مسلمان نہ تھا۔

(۳۰) غالباً یہ اوس حیدر اللطیفی کا بیٹا ہے جس کا ذکر تذکرہ ۱۱۷ کے نوٹ ۷ میں آچکا ہے۔

(۳۱) دیکھو تذکرہ ۶۵۶

(۳۲) غوطہ فروغ۔ زمین جو دمشق کے گرد ہے وہ بہت مشہور ہے۔ شعرا اوس کو شمیمہ کے صیغہ میں لکھا کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ زمین ایک ہی ہے دو زمینیں نہیں ہیں۔ (مرصدا الاطلاع لفظ نیرب کی تحت ہیں)

(۳۳) دیکھو تذکرہ ۳۸۸

(۳۴) نکلیا غالباً اوس ندی سے مراد ہے جو دمشق میں بہتی ہے۔ اور جبکہ التواتر علیا کہتے ہیں۔ (دیکھو عبود التواریخ)

(۳۵) نیرین میرے نسخہ میں ہے۔ مگر انگریزی مترجم نے اسے نیرین لکھا ہے۔ غالباً اوس کے کتاب میں نیرین ہی ہوگا۔ دمشق کے قرب و جوار میں نیرین ایک تفرج گاہ ہے۔ نیرین نیرب کا شمیمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو مقام ہونگے۔ مگر ایسا نہیں ہے یہ ایک ہی مقام ہے۔ شعرا اسکو اکثر صیغہ شمیمہ میں بولا کرتے ہیں (مرصدا الاطلاع)

(۳۶) خولان بحالے جطلی دمشق کے قریب ایک گانوں یا ایک پہاڑی کا نام ہے۔

۱۴۴ ابو محمد الحجاج یوسف بن الحکم بن عقیل بن مسعود بن عامر بن

مقیب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قسری

کو جسے تفسیر میں کہتے ہیں۔ یہاں تھا۔ ابن الکلبی نے جہرۃ العرب میں ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں قبیلہ

بن النبت کا بیٹا قسی تھا جسے تعقیف بھی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ دون لوگوں کا قوس سے جو تعقیف کو
ایک دوسے سے منسوب کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ قیس سے منسوب کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قسی بن منبہ بن مکرم بن
ہوآزن۔ اور کہتے ہیں کہ قسی کی ماں اُمیمہ بنت سعد بن بُزین منبہ بن النبت کے نکاح میں تھی۔ پھر
اوس سے منبہ بن کر کے نکاح کر لیا۔ جب وہ اوس کے پاس آئی تو قسی بھی جوا یا دی کا بیٹا تھا اس کے
ساتھ جدا آیا تھا واللہ اعلم۔

یہ تعقیف عبد الملک بن مروان کی طرف سے عراق و خراسان کا عامل تھا۔ جب عبد الملک مر گیا تو لیلہ
بن عبد الملک نے بھی اسے اویسی جگہ مقرر کر رکھا۔ مسعودی نے کتاب مروج الذهب میں لکھا ہے کہ حجاج
کی ماں کا نام فارغہ بنت بہام بن عروہ بن مسعود الثقفی تھا۔ جو حارث بن کلید و الثقفی طائفتی حکیم عرب
کی بی بی تھی۔ حارث ایک مرتبہ صبح کے وقت اوس کے پاس آیا۔ دیکھا تو وہ غلام کر رہی ہے۔ فوراً
کہلا بھیجا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی۔ اوس نے پوچھا کہ تو نے مجھے طلاق کیوں دیدی۔ کیا میری طرف
سے تجھے کچھ شبہ ہوا ہے۔ کہا ہاں۔ میں صبح ہی صبح ترے پاس گیا تو تو غلام کر رہی تھی۔ اگر تو نے
اس قدر صبح کہا نا کہ ایا تو بڑی حریص ہے۔ اگر تو کہانے کے بعد بغیر کئی کئے سو رہی تھی تو بڑی گندی
ہے۔ کہا یہ دونو باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ سو اک کے جھوچھڑے میرے دانتوں میں او لچ رہے تھے
وہ صاف کرتی تھی۔ پھر اوس سے یوسف بن ابی عقیل الثقفی نے نکاح کر لیا۔ اوس سے حجاج پیدا
ہوا جو پیدائش کے وقت ناکامل الخلق تھا دُجر نہ تھی۔ حکیموں نے سوراخ کر دیا۔ یہ پیرا ہوا تو دو
نہیں پیتا تھا۔ نہ توانی ماں کی پستان منہ میں لیتا نہ کسی اور کی۔ ہر چند کوشش کی مگر سب بیکار گئی
کہتے ہیں کہ حارث بن کلید کی صورت میں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے شیطان مجسم ہو کر آیا۔ اور پوچھا
کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ یوسف کا فارغہ کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا ہوا ہے۔ وہ ماں کی پستان
منہ میں نہیں پیتا۔ شیطان نے کہا بہیڑ کا سیاہ بچہ فوج کر کے خون پلاؤ دوسرے روز بھی ایسے
ہی کرو۔ تیسرے روز ایک سیاہ بکرا فوج کر کے پلاؤ۔ پھر ایک کالا سانپ لیکر مارو۔ اور اوس کا
خون پلاؤ۔ اور چہرہ کو بھی ملو۔ چوتھے روز دودھ پینے لگیگا۔ راوی کہتا ہے انھوں نے ایسا ہی کیا
یہی وجہ تھی کہ اوسے خونریزی خلق اللہ کے ہوا کچھ کام بھلا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اول پیدائش سے
اوسے اسکی چاٹ لگتی تھی۔ حجاج خود کہا کرتا تھا کہ خونریزی اور اون کاموں کی جرات سے

جنہیں کوئی نہ کر سکے اُسے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ابن عبد ربہ العقدا الفریدین کہتا ہے کہ یہ نافرہ
 سفیر بن شعبہ کی بی بی تھی۔ غلام کے سبب سے اوس نے اسے طلاق دی تھی اور یہ بھی بیان کرتا
 ہے کہ حجاج اور اوس کا باپ طاقت میں یحیٰ کو پڑایا کرتے تھے۔ پھر حجاج روح بن زبناغ الجندری
 وزیر عبد الملک بن مروان کے پاس بھیج گیا اور وہ کو توالی میں کام کرنے لگا۔ کہ اسی میں پھر عبد الملک
 نے دیکھا کہ لشکر کا انتظام درست نہیں ہے۔ خلیفہ کے کوچ کے وقت نہ توفیج کوچ کرتی ہے اور نہ
 قیام کے وقت قیام کرتی ہے۔ عبد الملک نے اسکی شکایت روح بن زبناغ سے کی۔ اوس نے کہا
 میرے کو توالی والوں میں ایک شخص ہے کہ اگر امیر المومنین لشکر کا انتظام اوسکو دیدے تو وہ خلیفہ
 کے کوچ کے وقت فوج کو کوچ کرائیگا اور قیام کے وقت قیام کرائیگا۔ اوس کا نام حجاج بن یوسف
 ہے۔ عبد الملک نے کہا تو اچھا ہم نے اوسے اس کام پر مقرر کیا۔ اس کے بعد کسی کو قدرت نہ تھی کہ
 کوچ اور قیام کے وقت تکلف کرے۔ صرف روح بن زبناغ کے لوگ تھیل نہیں کرتے تھے۔ سو حجاج
 ایک روز انکی طرف گیا۔ دیکھا تو اور لوگ چلے گئے ہیں۔ اور وہ ابھی کہا نا کہا رہے ہیں۔ پوچھا کہ امیر المومنین
 کے کوچ کے ساتھ تم نے کوچ کیوں نہیں کیا۔ کہا تم بھی گھوڑے پر سے اتر لو نندی بچہ اور ہمارے
 ساتھ آکر کہا نا کہاؤ۔ حجاج نے کہا افسوس وہ دن تو گئے گزرے۔ پھر حکم دیا اور انکے درہ لگوائے
 لشکر میں چاروں طرف گھوایا۔ اور روح کے خیموں کو آگ لگا کر جلا دیا۔ روح عبد الملک کے پاس
 روٹا ہوا گیا کہ امیر المومنین حجاج نے جو میری کو توالی کے سپاہیوں میں تھا۔ میرے غلاموں کو پٹوا دیا
 اور میرے خیمہ ڈیرے جلا دئے کہا کہ میرے پاس پکڑ لاؤ جب سامنے آیا تو پوچھا کہ یہ نالائق حرکت
 تو نے کیوں کی۔ حجاج نے کہا میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ خلیفہ نے پوچھا پھر کس نے آگ لگائی۔ کہا
 تو نے میرا تھ تیرا تھ ہے۔ میرے کوڑے تیرے کوڑے ہیں۔ اگر امیر المومنین روح کو بجائے
 ایک غلام کے دو غلام اور ایک خیمہ کے دو خیمہ دیدے اور میرا عہدہ جو دیا ہے برقرار رکھے۔ تو
 اس امر کے لئے کوئی مانع نہیں ہے۔ اس پر خلیفہ نے روح کو وہ سب مال و اسباب دیدیا
 جو ضائع ہو گیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ حجاج کی قدر و منزلت بھی زیادہ کر دی۔ یہ پھلا ہی موقع تھا
 کہ حجاج نے اپنی لیاقت کا ثبوت دیا تھا۔ قتل و غوریزی اور تغذیب میں حجاج کے جو دستہ
 بیان کی جاتی ہیں ایسی کبھی دیکھنا تو کیا کسی۔ تے سستی بھی نہ ہوئی کہتے ہیں۔ کہ زیادہ

چاہا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی تقلید کرے اور نصیب امور حرم و احتیاط فیصلہ قطعی اقامت
سیاست میں اونکی پیال چلے۔ لیکن پرانہ اتر احد سے بڑھ گیا۔ حجاج نے چاہا کہ زیاد کی پیروی کرے۔ مگر اس نے
مخلوق کو ہلاک و برباد ہی کر ڈالا۔

ایک مرتبہ حجاج خطبہ پڑھا تھا۔ اثنائے کلام میں بیان کیا۔ لوگو جو چیزیں خدا نے حرام کی ہیں ان
سے بچنے میں صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب پر صبر کرنے سے آسان ہے۔ ایک شخص مجلس سے اٹھا۔ اور کہا
حجاج تو کیا جنگلی اور بے حیا ہے۔ حجاج نے حکم دیا بیٹھ جا۔ جب منبر سے خطبہ کر کے اترتا تو اسے بولایا۔ کہا تو
نے میرے ساتھ ایسی جرأت کی۔ کہا تو تو اللہ پر جرأت کرے اور بڑا نہ سمجھے اور تم مجھ پر جرأت کرین۔ تو مجھے برا
معلوم ہو یہ تعجب کی بات ہے۔ حجاج خاموش ہو گیا اور اسے بچھڑا دیا۔

ابو الفرج بن الجوزی نے اپنی کتاب تلخیص فہوم اہل الاثر میں لکھا ہے کہ یہی فارغہ حجاج کی مان متنبہ
تھا اور آرزو کرنے والے تھے۔ جب اس نے آرزو کی ہے تو مغیرہ بن شعبہ کی بی بی تھی۔ اور اس کا پورا قصہ
بیان کیا ہے۔ مگر ہم یہاں مختصر بیان کرتے ہیں۔ یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
ایک مرتبہ شب کے وقت مدینہ میں گشت کر رہے تھے۔ پردہ کے اندر سے ایک عورت کا آواز آیا۔ یہ شعر
پڑھ رہی تھی۔

هَلْ مِنْ سَبِيلٍ اِلَى خَيْرٍ فَاَشْرَبْهَا اَمِنْ سَبِيلٍ اِلَى نَصْرٍ مِنْ حِجَابٍ
کھین شراب کے شئے کی کوئی صورت ہے کہ میں پیوں یا کھین نصرون حجاج کے ملنے کی کوئی سبیل نکال سکے
حضرت عمر نے کہا یہ کون شخص ہے کہ پردہ کے اندر سے عورتیں اس کی محبت کے گیت گاتی ہیں۔ اسے تو میں
اپنے جوتے مدینہ میں رہنے نہ دوں گا۔ نصرون حجاج کو میرے پاس بولا تو جب وہ آیا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ نہایت
خوبصورت اور بال بہت ہی خوش نما ہیں۔ حضرت عمر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے بال کترادے۔ بال کترنے
گئے۔ اس سے اس کے دونوں گال ایسے نخل آئے گویا چاند کے دو کوٹھے ہیں۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ عمامہ باندھے
عمامہ باندھ لیا۔ مگر پھر بھی اس کی آنکھیں ایسے تھیں کہ لوگ مفتون ہو جاتے تھے۔ حضرت عمر نے کہا واللہ مجھے تو
اس شعر میں کتنا چاہئے جہان میں ہوتا ہوں۔ نصرتے کہا امیر المؤمنین میرا کیا گناہ ہے۔ کہا مجھے میرے حکم
کی تعمیل کرنا چاہئے۔ اور اس سے بصرہ کو بھیج دیا۔ یہ اس قصہ کا خلاصہ ہے باقی کے بیان کی ضرورت نہیں ہے
یہ نصر حجاج بن علاط اسلمی کا بیٹا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے۔ بعض نے یہ بھی

میان گیا ہے کہ فارغہ متینہ نہ تھی۔ بلکہ حجاج کی دادی اوسکی باپ کی مان نے تمنا کی تھی۔ جو قوم کی گستاخی
 ابو احمد العسکری نے کتاب التصحیف میں لکھا ہے کہ سلمان عبد الملک بن مروان کے زمانہ تک چالیس
 سال سے اور حضرت عثمان بن عفان کے مصحف کو پڑھتے رہے۔ مگر اعراب کے نہ ہونے سے الفاظ کچھ کے کچھ
 پڑے جاتے تھے۔ جب یہ تصحیف عراق میں بہت پھیل گئی تو حجاج بن یوسف (جس سے اسلام کو اس زمانے
 میں سب سے زیادہ مدد پہنچی) اڑا گھبرا یا۔ اور اپنے کاتبوں سے اس میں مشورہ کیا۔ اور کہا جو وہ شبہ
 پر رفع تشبیہ کے لئے کوئی علامتیں لگا دی جائیں۔ کہتے ہیں کہ نصر بن عاصم نے اس کا ذمہ لیا۔ اور ایک
 ایک دو دو نقطہ مقرر کئے اور مقامات بدل بدل کر لگا دئے۔ اس طرح ہر لوگ چند مدت تک قرآن شریف
 پڑھا کئے۔ مگر ان نقطوں کے استعمال پر بھی تصحیف واقع ہوتی رہی۔ وقت رفع نہ ہوئی۔ اس واسطے اعجام
 کا قاعدہ ایجاد کیا۔ اسکے بعد لوگ نقطوں کے پیچھے اعجام کا استعمال کیا کرتے تھے۔ مگر جب کبھی اس میں کسی کلمہ
 کی نسبت غفلت ہو جاتی اور اوسکی کمیل نہ ہوتی تو تصحیف اور پڑھنے میں غلطی ہوا کرتی تھی اس وقت کے رفع کر نیکی
 واسطے لوگوں نے بہت کوشش کی مگر جب کچھ پیش نہ گئی۔ تو یہی قرار دیا کہ صحیح پڑھنے کے لئے ایک دوسرے کو زبان
 سے حکم کرتا یا کرے۔

غرض کہ حجاج کے حالات اس کثرت سے ہیں کہ اون کا بیان بہت لمبا ہے۔ اسی نے شہر واسطہ بھی آباد
 کیا ہے۔ بنا اوسکی شہر (۱۳۷) میں کی اور شہر میں ختم کر دیا۔ اس کا نام واسطہ اس وجہ سے
 رکھا ہے کہ وہ بصرہ اور کوفہ کے وسط میں واقع ہے۔ ابن الجوزی نے کتاب شذوذا العقود میں ہے اوس نے
 بہ ترتیب بنین مرتب کیا ہے لکھا ہے کہ شہر میں یہ شہر آباد ہو گیا تھا۔ اور شہر میں اوس کی ابتدا
 کی گئی تھی واللہ اعلم۔

جب حجاج کو وفات کا وقت قریب معلوم ہوا۔ تو ایک منجم کو بولا یا۔ کہا بھلا اپنے علم سے بتاؤ کوئی بادشاہ
 بھی اس وقت مرنے والا ہے۔ کہا بان مرگا۔ مگر وہ آپ نہیں ہیں پوچھا یہ کیونکر جانا۔ منجم نے کہا جو شخص مرنے والا
 ہے اوس کا نام کلیب ہے (کتے کا پلا) حجاج نے کہا واللہ وہ تو میں ہی ہوں۔ میری مان مجھے کلیب
 لکھ کر نکالتی تھی۔ پھر جو وصیتیں کرتا تھیں کر دیں۔

ایک ذکر میں دوسرا ذکر آیا جاتا ہے۔ یہ قول علی بن محمد بن علی (علیہ السلام) داعی کے قول کے مشابہ ہے جسے
 ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گا۔ علی بن محمد بن علی (علیہ السلام) دعا کرتا تھا۔ پھر اوس نے تمام ملک میں پریقضہ کر لیا

اور وہاں تک تمام ملک کو دیا تھا۔ جب تقدیر نے اس کی عمر ختم کرنا چاہی تو یہ ملک کی طرف بارانِ رحمت سے
 (۱۴۸) میں صنفا سے نکلا۔ بیچم میں پھر پھر شکر سے باہر ہی ایک گانوں میں ٹہیرا جس کا نام ام الدینیم
 اور چاہ ام مجید (مجد کی ماں کا کنواں) تھا۔ وہاں سعید بن نخل آخول جس کا باپ تھا مہ کا مالک تھا اور
 اسی صلیحی نے اسے قتل کیا اور مملکت پھین لی تھی۔ اور اس کی اولاد سعید مذکور اور اس کے بھائی بھا
 گئے تھے عین عالم غفلت میں چند آدمیوں سے صلیحی کے خیمہ میں گہس آیا۔ صلیحی کے رفقا سمجھے کہ یہ کوئی ہمارا
 ہی لشکر کے سپاہی یا خدمت گار وغیرہ ہیں۔ مگر عبداللہ بن محمد صلیحی کے بھائی نے جان لیا۔ فوراً گھوڑے
 پر سوار ہو گیا۔ بھائی سے کہا صاحب اٹھو سوار ہو جاؤ۔ واللہ یہ تو احوال بن نخل اور اس کے آدمی ہیں
 جنکی نسبت کل شام زبید سے اسعد بن شہاب نے ہمیں خط لکھا تھا۔ صلیحی نے کہا ذرا تسلی کرو۔ میں ایک
 مقام میں مرو کا جس کا نام دوسیم اور چاہ ام مجید ہو گا۔ پیر ام مجید سے مراد اسکی پیر ام مجید انحر اعیہ
 سے تھی۔ جہاں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت قیام فرمایا تھا
 اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان مکہ کی طرف چھ گز
 قریب ہے۔ کسی نے اس کے اصحاب میں سے کہا۔ تو ضرور اپنی حفاظت کے واسطے مجھے لڑنا چاہئے
 واللہ یہی پیر الدینیم بن علی ہے اور یہی مجید ہے جو خیمہ ام مجید بن الحارث العنسی کی جگہ بنائی گئی ہے۔ یہ
 ستے ہی اسے اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ یہاں سے ابھی وہ ہلا بھی نہ تھا کہ وہ اور اس کے بھائی اور
 گھر کے لوگ سب قتل ہو گئے۔ سعید الاحوال اس کے لشکر اور ملک کا مالک ہو گیا۔ یہ سعید الاحوال ملک
 بیتاش کا جو بڑا مغر شخص تھا بھائی تھا۔ اور باپ اس کا نخل ملک تھا۔ جو ملک مرجان کا غلام تھا۔ یہ ملک
 مرجان بھی حنین بن سلامہ کا غلام تھا۔ اور حنین بھی استاد رشید حبشی کا مولیٰ تھا۔ یہ حنین اور اس سے
 پھلے رشد دونوں میں میں بڑے امیر اور حقیقت میں ملک کے مالک تھے۔ مگر ظاہر میں ملک نبی زیاد کے آخری
 بادشاہ کے وزیر تھے جو ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن زیاد کی اولاد میں اور ابھی خرد سال تھا
 اس کا نام عبداللہ یا ابراہیم یا زیاد تھا۔ ملک زیاد کی دولت کا خاتمہ اسی پر ہوا۔ ایک غلام نے جس کا نام قیس
 تھا اور جو مرجان مذکور کا مولیٰ تھا۔ اس سے حکومت پھین لی تھی۔ اس کا سبب اس طرح ہوا کہ جب اس
 لڑکے کا باپ ابو الجیش مر گیا۔ تو اسی کا مولیٰ مرجان مذکور اور لڑکے کی پھر پی اموارات سلطنت کے متکفل
 بنے تھے۔ مرجان کے دو غلام تھے۔ نخل سعید کا باپ اور دوسرا قیس۔ مرجان کے تمام کاموں کے مالک

تھے۔ قیسؒ کو بآزمین یا دار الحکومت میں حکومت کرتا تھا۔ اور نجاح علاقہ کو وراثت میں اور دیگر علاقہ جات کا حاکم تھا۔ دو نویہ چاہتے تھے کہ دربار کی وزارت مجد کو ملے۔ قیسؒ نا انصاف و ظالم تھا۔ نجاح مزاج کا نرم اور عادل تھا۔ قیسؒ نے اس زیادتی کو بھی پی پر تہمت لگائی۔ کہ اوس کے برخلاف نجاح کے طرفدار ہے۔ اور مرجان سے اس کی شکایت کی۔ اوس نے ابن زیاد اور اوس کی پھوپھی دونوں کو کپڑ کر قیسؒ کو دیدیا۔ قیسؒ نے انھیں زندہ ہی کھا کر کے دیوار میں چن دیا۔ وہ اوس سے خدا کا واسطہ ہی دیتے رہے۔ مگر ظالم نے ایک نہ سخی۔ دو نو گئے یہ واقعہ سن کر۔ (سنہ ۱۸) کا ہے جب اسکی خیر نجاح کو بھیجی تو انتقام لینے کے واسطے اوس نے کوچ کیا۔ قیسؒ سے لڑائی ہوئی۔ بہت کچھ جھگڑاؤں کے بعد نجاح کو قیسؒ پر فتح ہوئی۔ دربار کا مالک ہو گیا۔ باب زبید پر ایک لڑائی میں قیسؒ بھی مارا گیا۔ جب نجاح نے زبید کو فتح کر لیا۔ جو اس زمانہ (سنہ ۱۹) میں بادشاہ کا پای تخت تھا۔ تو اپنے آقام مرجان سے پوچھا تیرے اور ہمارے آقا کیا ہوئے۔ کہا وہ اس دیوار میں ہیں۔ نجاح نے وہاں سے انھیں نکالا۔ اور تاجدار و پڑکر ایک مقبرہ میں دفن کر دیا۔ جو اوس نے ان کے واسطے تیار کیا تھا۔ اور مرجان کو اونکی جگہ کھڑا کر کے دیوار بنوا دی جس سے وہ مر گیا۔ پھر نجاح کو وہو کہ سے ایک نوٹدی نے زہر دکر کدرا میں مار ڈالا جسے اسے صلیحی نے (سنہ ۲۰) میں تختہ بڑھا تھا جب نجاح مر گیا۔ تو صلیحی نے مستصر والی مصر کو لکھا۔ کہ اوس سے فاطمین کے لئے دعوت کے اٹھار کی اجازت دیجیے۔ مستصر نے اس کی اجازت دیدی اس اجازت کے حاصل کرنے کے واسطے وہ نکلا تھا۔ کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ جس کا اور ذکر ہو چکا ہے واللہ اعلم۔

اب ہم پھر تجلح کے ذکر کی طرف عود کرتے ہیں۔ مرض موت میں وہ یہ دو نو بتین پڑھتا تھا۔ جو

عَبْدُ بْنُ سَفِيَانَ الْعَمَلِيُّ كَتَبَ تَصْنِيفَ هُنَّ
يَا رَبِّ قَدْ خَلَفَ الْأَعْدَاءُ وَاجْتَهَدُوا
أَيُّهَا نَمِ انْتَنِي مِنْ سَاكِنِي النَّاسِ

اسے پروردگار دشمنوں نے قسمن کہاے ہیں اور اپنے قسموں پر پڑا زور دیا ہے کہ میں اون لوگوں

میں سے ہوں جو آتش و دوزخ ہیں رہینگے۔

اَيُّهَا نَمِ انْتَنِي مِنْ سَاكِنِي النَّاسِ
مَا ظَنَّمُ بِعَظِيمِ الْعَفْوِ عَنَّا

کیا وہ (دل کے) اندر ہونے سے قسمن نہیں کہاتے ہیں۔ افسوس اون پر وہ بہت بڑی معافی دینے

اور برائشش کرنے والا ہے اوس پر انھوں نے کیا خیال باندھ رکھا ہے۔

اسی وقت اوس نے ولید بن عبد الملک کو بھی ایک خط لکھا۔ اور اپنے مرض کا حال بیان کیا تھا
آخر میں یہ متین بھی تھیں۔

اِذَا مَا لَقِيتُ اللّٰهَ عَنِّي رَاضِيًا فَاِنَّ سُرُورًا لِّنَفْسٍ فِيمَا هَذَا لِكِ

جب میں خدا کے پاس جاؤں گا جو مجھ سے راضی ہو گیا تو اوس مقام پر میرے دل و جان کو خوشی ہوگی

فَجَبِي حَيَاةُ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مَيِّتٍ وَجَسِي بَقَاءُ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ هَالِكٍ

(ہر ایک نے مرنے والی سے کوئی نقصان نہیں) میرے لئے اللہ کا زندہ ہونا کافی ہے۔ ہر ایک ہلاک ہونے

والی کے مقابلہ میں اللہ کا باقی رہنا پس ہے۔

لَقَدْ ذَاقَ هَذَا الْمَوْتَ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا وَنَحْنُ نَذُوقُ الْمَوْتَ مِنْ بَعْدِ اَكْ

جو لوگ ہم سے پہلے تھے انھوں نے موت کا مزہ چکھا ہے۔ اُن کے بعد ہم بھی ضرور موت کا مزہ چکھیں گے

اوس کے پیٹ میں کچھ غارش کی بیماری ہو گئی تھی۔ طیب کو بولا یا کہ دیکھیے اور کچھ علاج کرے۔ اوس

نے ایک گوشت کا ٹکڑا لیکر ڈور میں باندھا اور کسی طرح سے حلق کے اندر داخل کر دیا تھوڑی دیر کے بعد نکالا

تو اوس میں بہت کثرت سے کیرے پٹے ہوئے تھے۔ اس پر مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اوس پر لرزہ

کی بیماری بھی طاری کر دی تھی۔ انیسٹہ بیان آگ کی بھری ہوئی اوس کے گرد رکھی رہتیں۔ اور اس قدر

قریب کر دی جاتیں تھیں کہ بدن جل جل جاتا تھا۔ مگر اسے گرمی محسوس نہ ہوتی تھی۔ جب طبیعوں سے

کچھ علاج نہ ہو سکا تو اوس نے حسن بصری سے اسکی شکایت کی۔ انھوں نے کہا۔ میں تو کچھ پہلے

ہی منع کرتا تھا کہ صاحبین سے بدسلوکی نہ کر۔ مگر تو نے نہ مانا۔ حجاج نے کہا حسن میں آپ سے یہ نہیں

چاہتا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اس سے اچھا ہونے کی دعا مانگیں۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ جلدی سے

میری جان نکل جائے اور اس کشاکشی سے چھوٹ جاؤں۔ حسن اس پر بہت شدت سے رو پڑے۔

حجاج کو یہ بیماری پندرہ روز تک ستاتی رہی۔ ماہ رمضان یا شوال ۹۵ھ (مئی یا جون ۷۱۳ء) میں

مر گیا۔ عمر اسکی تریسٹھ یا چوہتر برس کی ہوئی۔ چون ہی صحیح ہے۔ طبری نے اپنی بڑی تاریخ میں

لکھا ہے۔ حجاج نے بروز جمعہ ۱۲ رمضان ۹۵ھ کو وفات پائی۔ اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب

حجاج کے مرنے کی خبر حسن بصری کو پہنچی تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔ اور کہا اللہ تو نے

جس طرح اُسے مار ڈالا ہے۔ اسی طرح اسکی سنت بھی دور کر دے۔ شہر واسط میں اوس نے وفات

پائی اور وہیں دفن ہوا تھا۔ مگر بعد میں قبر زمین کے برابر کر کے اوس پر پائی کی دہاڑی بھاڑ دی گئی ہے۔

ایک مرتبہ اوس نے خواب میں دیکھا کہ دونوں لکھن اوسکی نخل گئی ہیں اوسکی ایک بی بی کا نام تھا ہند بنت الملک بن ابی صفرة الازدی جس کے باپ کا ذکر آئندہ آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور دوسری بی بی کا نام تھا ہند بنت اشمار بن خارجہ اوس نے اپنی دونوں ہندوں کو طلاق دیدی کہ اس طرح خواب کی تعبیر ہو جائیگی مگر بہت ہی جلد خبر آئی کہ اوس کا بھائی محمد بن مین اوسی روز مرگیا جس روز کہ اوس کا بیٹا محمد یہاں مرا تھا اس پر کہنے لگا۔ واللہ میرے خواب کی تعبیر اس ایک دن میں محمد اور محمد کا مرنا تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون پھر کھانوں شخص ایسا ہے جو میری تسلی کے واسطے کوئی شعر کہے۔ غزوق نے اس پر یہ شعر کہے۔

ان التریات لا تنیت مثلاً فقد ان مثل محمد و محمد

یہ مصیبت ایسی مصیبت ہے کہ اوس کا مثل نہیں۔ محمد اور محمد کے سے لوگ اوس میں جاتے رہے ہیں۔

ملکان قد خلت المنا بومهما أخذ الحما علیہما بلمر صد

دونوں بادشاہ تھے ان کے بعد منبر خالی پڑے ہیں۔ موت اور پیر تاک لگا کر اڑے۔

حجج کے بھائی محمد کی وفات رجب سلسلہ (سلسلہ) کے دو چار دن گزرنے پر ہوئی تھی۔ اوس وقت

وہ میں کا والی تھا۔ ولید بن عبد الملک نے حجج کو اوسکی تسلی کا خط لکھا حجج نے اوس کے جواب میں لکھا

کہ امیر المؤمنین میں اور محمد ننان سال سے بجز ایک سال کے اور کھین نہیں ملے۔ اور اوس وقت اوسکی

جدائی میں مجھے امید بھی نہ تھی کہ جلد مل جائیگا۔ اب جو جدائی ہوئی ہے امید ہے کہ ہم دونوں اوس مکان میں

ملاقات کریں گے کہ جہاں دو مومن کبھی جدا نہیں ہوتے۔

مُعْتَب بضم میم و فتح عین مہملہ و تشدید و کسرتاے فوقانیہ و باے موحده ثقفی بفتح ثاے مثلثہ

و قاف و فاقیث کی طرف منسوب ہے جو طائف میں ایک بڑا مشہور قبیلہ ہے۔

(۱) حارث بن کلدہ رسول اللہ صلعم کے صحابی تھے (قاموس)

(۲) ایرانیوں اور عربوں میں قدیم سے دشمنی چلی آئی ہے مگر عرب بہادر اور ایرانی نامرد ہوتے ہیں نامردوں کا

کام ہے کہ گالیوں اور تہمتوں سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیں۔ بنی امیہ عرب تھے۔ انھوں نے دنیا میں اسلام

کی حکومت پسلائی۔ اور ایرانیوں کو بھی مسلمان بنالیا۔ ایک فطرتی دین ہونے کے سبب سے اسلام کے دورہ

میں یہ خوشی خوشی داخل ہو گئے۔ مگر انکی قومی دشمنی نہ گئی۔ ایرانیوں نے عربوں سے اپنے قومی دشمنی

اس طرح نکالی۔ کہ خود آل علی کے طرزِ فسادِ نبکی تمام اسلام کے اچھے سے اچھے طرفداروں اور ایامداروں کو گالیان دینا شروع کر دیں۔ مسعودی کا مذہب شیعیہ اور ایرانی مسلمانوں کا مذہب تھا۔ اوس نے بھی حجاج کو گالیان دی ہیں۔ اگرچہ مسعودی سیاح اور مورخ کے حیثیت سے بہت بڑا شخص ہے۔ مگر حجاج عربی اسلام کا جھگڑا پیش بردہاں اوس کے روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ یہ روایت محض ساختہ اور جھوٹی ہے۔

(۳) ایرانی مذہب کے مطابق صحابہ رسول اللہ سے گستاخی کرتا کچھ مزانہین ہے۔ بلکہ ثواب کا کام ہے بشرطیکہ وہ حضرت علی یا اونکی اولاد سے ملکی معاملات میں نہ لگے ہوں اسی واسطے حارث بن کلدہ صحابی کے ساتھ یہ گستاخی روار کھی گئی ہے۔

(۴) ابو زرعہ روح بن زبیع انجذامی شامی ایک تابعی تھا۔ دیکھو رباچہ ابن خلکان کا نوٹ الگوگ اس کے بہت بڑے عزت کرتے تھے۔ حضرت معاویہ کو اوس کے مخلوق پر دباؤ سے یہ ضرورت پڑی تھی۔ کہ اوس کے قتل کا ارادہ کر لیا اور اوس سے گرفتار بھی کر لیا تھا۔ مگر کچھ خیال کر کے چھوڑ دیا۔ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں روح بن زبیع سلطنت کا بہت بڑا آدمی تھا۔ یہہ اوس مشہور شاعر زندہ کا شوہر تھا جو نشان کی بیٹی تھی۔ روح ۶۹۲ء (۶۳ھ) میں مرے (النجوم الزاہرہ) الکین اوسے عبدالملک بن مروان کا کتاب بتاتا ہے۔

دھاسٹری ہیمر نے ابن خلدون سے روایت بیان کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ تو قال کا عہدہ اول اول عباسیوں کے زمانہ میں ایجاد ہوا ہے۔ مگر یہاں ابن خلکان کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی امیہ کے عہد میں قائم ہو چکا تھا۔

(۶) عرب لوگ ایسے الفاظ میں اکثر باہم خطاب کیا کرتے تھے۔ اس لفظ سے کبھی تو غصہ ظاہر کیا جاتا ہے اور کبھی نہایت درجہ کا خلاصہ اور دوستی۔

(۷) غلمان کے معنی ہیں لڑکے غلام ملک وغیرہ۔

(۸) زیاد بن ابیہ۔ زیاد اپنے باپ کا بیٹا وہ لڑکا جس کا باپ معلوم نہیں یہ ابوسفیان بن حرب کا بیٹا تھا (دیکھو تاریخ طبری ابن اثیر جزری۔

(۹) دیکھو تذکرہ ۷۸ نوٹ ۲۔

(۱۰) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج بڑا حلیم نیک سرشت اور اسلام کا سچا مبلغ تھا۔

(۱۱) اگر فرض کریں کہ یہ کہانی صحیح بھی ہے تو حجاج مین اس سے کوئی دینی اور سلطنت رانی کا نقص پیدا نہیں ہو سکتا۔ ابن خلکان حجاج کا دشمن نہیں ہے۔ وہ بھیین چاہتا ہے کہ اسے گالیان دے۔ لیکن جس زمانہ بنی عباس مین وہ تھا اس زمانہ مین سلطنت ایرانیوں کے ہاتھ مین تھی۔ اور ایسی کہانیوں کا بنانا اور ایجاد کرنا ان مین ایک دینی اور مذہبی کام سمجھا جاتا تھا ابن خلکان نے اس زمانہ کے خیالات عامہ کا حال دکھایا ہے۔

(۱۲) دیکھو تاریخ ابوالفدا کی کتاب کا سال ۱۱

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۱۰ کانوٹ ۷

(۱۴) لفظ حرف کی جمع حروف اہل تجوید کے نزدیک چند حرفون کے مجموعہ یا لفظ کو کہتے ہیں جو کسی طرح سے پڑے جائیں سکتے ہیں۔
(۱۵) انجام کہتے ہیں ایک شکل کے حروف پر اس طرح نقطہ لگانا کہ ان مین باہم تمیز ہو جائے۔

(۱۶) یہ یاد رکھنا چاہئے کہ علی العموم یہ خوب شہور ہے کہ آبجکل جوارب قرآن مین لگائے جاتی ہیں۔ ان کا موجد خلیل بن احمد ہے جو دوسری صدی ہجری مین مرا ہے۔ یہ اعراب ان اعراب سے بالکل مختلف ہیں جنہیں ظالم الدولی نے (دیکھو اسکی سوانح عمری) اور حجاج کی کتابوں نے ایجاد کیا ہے۔ حجاج کے کاموں نے جو نقطہ بکا طرزی ایجاد کیا تھا اسکی صورت مشرطی ساسی نے اپنے گرامر مین دکھائی ہے۔

(۱۷) دیکھو تذکرہ ۱۰ کانوٹ ۹

(۱۸) دیکھو تذکرہ ۲۵۷

(۱۹) ابن خلکان نے یہ کہانی دوبارہ لکھی ہے۔ اسی کہانی کو اس نے علی الصلیحی کے بیان مین کی تصدیق فرق کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلکان کا مقصد یہاں بالکل بے موقعہ بیان کرنے سے یہ ہو گا کہ اس سے کسی قدر گستاخ ہے۔

(۲۰) آئندہ کے واقعات کو ابوالفدا کے تاریخ مین ۹۷۸ء و ۹۷۹ء مین دیکھنا چاہئے۔ اس مین اور اس مقام کے بیان مین کچھ فرق لیگا۔

(۲۱) شہر حرم زبیدے شمال مشرق کو تین منزل پر اور صناسے چند منزل پر واقع ہے (کتاب ابوالفدا)

(۲۲) اُمّ الدیہم کو بھی کبھی اللہیم ہی لکھ کر پڑھتے ہیں۔

(۲۳) رسول اللہ اور حضرت ابو بکر جن فرقت مکہ منظمہ سے حیرت کر کے دینیہ چلے ہیں تو یہ سنیہ میں ام مہدیہ قاتلہ کے خیمہ میں ٹھہرے اور اوس سے کہانے کو مانگتا تھا۔ مگر اوس کے پاس کہانے کو کچھ نہ تھا۔ لیکن خیمہ میں ایک بیہ نظیر لکھی اور سکود و پاؤت و دورہ نعل آیا (النیری)
 (۲۴) حضرت مکہ منظمہ کے شمال میں ساحل کی جانب ایک مقام ہے جہاں شام کے حاجی اگر احرام باندھا کرتے ہیں رات بابر اللہ شکوۃ الصالحین)

(۲۵) استخارہ جو سر اٹھانے والوں کا خطاب مبارکرتا تھا۔ جو شانہ ازاد کو تعلیم دیا کرتے تھے۔

(۲۶) حضرت کے لفظی معنی حاضر ہونے کے ہیں۔

(۲۷) لفظی ترجمہ وہ ہوا اوس سے جو کچھ ہوا۔

(۲۸) ابن خلکان کا دستور ہے کہ جس کسی کے مرنے کا ذکر کرتا ہے اوس کے بعد رحمہ اللہ تعالیٰ کے لفظ ضرور لکھتا ہے۔ مگر اس حجاج کے مرنے بچہ یہاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا لفظ اوس نے اپنے تمامہ کے خلاف نہیں لکھا ہے۔ نہ معلوم کہ یہ صنف کا نخل ہے یا کا تو نکاح یہ حال یہ اللہ کے رحمت کا اوان سے زیادہ سختی ہے جو اس کے مخالف ہیں کیونکہ اسلام کو جو مدد اس سے بھونچی ہے اوس کے مخالفوں سے اوس کا عشر عشر بھی نہ ہو سکا۔ بلکہ ان میں سے اکثروں نے اوسے خراب ہی کیا ہے اور بس۔

(۲۹) دیکھو تذکرہ ۷۲۵

(۳۰) مخالف ایک مشہور مقام ہے جو مکہ منظمہ سے جنوب مشرق میں واقع ہے۔

۱۲۵ ابو عبد اللہ حارث بن اسد الحجابی بصری الاصل

مشہور زائد صاحب حقیقت اور علوم ظاہری و باطنی کا مجمع تھا۔ اوس نے زہد اور سنیہ میں کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب الرعاۃ (تصوف میں) اوسی کی ہے۔ باپ سے اوس میراث میں ستر ہزار درہم ملے تھے۔ مگر ایک جہنم لیا۔ کہتے ہیں اوس کا سبب یہ تھا کہ اس کا باپ قدیم تھا۔ اوس نے تورع کی وجہ سے میراث نہ لی۔ اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحیح روایت میں آیا ہے کہ مختلف دین و مذہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔ اسی وجہ سے جب وہ مرا ہے ایک ایک درہم کو محتاج تھا۔ کہتے ہیں کہ جب کبھی وہ ایسے طعام کی طرف ہاتھ بڑھاتا جس میں کچھ شبہ ہوتا تو اوسکی اونگلی میں کی ایک رگ پتھر کی اٹھتی

اور کھانا چھوڑ دیتا تھا۔ کسی نے پوچھا اوس سے عقل کیا شے ہے کہا سرشت انسانی کا ایک نور ہے جو تجربہ سے بڑبڑاتا اور علم و حلم سے قوت پکڑتا ہے۔ یہ بھی اوس کا قول تھا میں چیزیں عالم میں مغفور دین۔ حسن صورت جو برقرار رہے چکنی پیڑی یا تین یا انداری کے ساتھ دوستی جس میں وفاداری بھی ہو۔ (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

محاسبی بضمیمہ وحاشیہ ہندوستان کے موجد۔ سماعی کہتا ہے اسکو محاسبی اس لئے کہتے تھے کہ وہ اپنے نفس سے اپنے اعمال کا حساب لیتا کرتا تھا۔ اور یہ بھی اوس نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اوسے اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ علم کلام کی بحثیں کرتا۔ اور اسی میں کتابیں لکھتا تھا اوسے اپنے پاس سے نکال دیتا تھا شرم کے سبب سے تمام لوگوں سے وہ چھپ رہا تھا۔ جب مرا ہے تو اوس کے جنازہ پر صرف چار آدمی نے نماز پڑھی اور کوئی نہ تھا۔ جلیل بن محمد اور اوس سے جو جو حقے ہوئے ہیں وہ شہر بزرگین رضی اللہ عنہما۔

(۱) صاحب حقیقت سے مراد صوفی سے ہے۔ دیکھو تذکرہ۔ ۳۴۱ کا نوٹ ۳

(۲) علم باطن سے مراد علم تصوف ہے اور علم ظاہر سے مراد شریعت ہے۔

(۳) یہ کہانیاں مجھے کسی کتاب میں نہیں ملیں۔ اگر نری مترجم لکھتا ہے کہ شاید یہ کہانیاں حلیۃ الاولیاء میں ہوں۔ جس کا ایک نسخہ جو میرے پاس ہے ناتمام ہے۔

۱۴۶ ابو فراس حارث بن ابی العباس سعید بن حمدان بن حمدون الحمدانی

ناصر الدولہ اور شیخ الدولہ فرزندان حمدان کے چچا کا بیٹا تھا۔ جس کا تہ نسب ان دونوں کے ذکر میں آئندہ آئیگا۔ ثعالبی اوس کے وصف میں کہتا ہے کہ فضل و ادب مجر و کرم فصاحت و بلاغت شجاعت و شہسوارى میں وہ اپنے عہد کا یکتا اور اپنے زمانہ کا انتہا تھا۔ اوس کے اشعار مخلوق میں شہور میں حسن وجود کے ساتھ سہولت و چنگی نراکت بند خیالی شہسوارى عجب لطف و کہانی ہے۔ ذکاوت طبع طرف عالی اور شاہی خاندان کے عزت میں اوس کے ساتھ تھی۔ بحر عہد اللہ ابن المعمر کے اس سے قبل اور کسی شاعر میں یہ اوصاف مجتمع نہیں ہوئے۔ مگر اہل سنت و نقاد ان کلام کے نزدیک یہ ابو فراس اوس سے شعر و سخن میں بڑھ کر تھا۔ صاحب بن عباد و کہا کرتا تھا کہ شعر و سخن شاہی خاندان سے شروع ہوا اور شاہی

خاندان پر ہی ختم ہوا یعنی اُمّ القیس سے شروع ہوا اور ابو فراس پر تمام ہوا۔ متبنی بھی اوسکی فضیلت کا قائل تھا اپنے کواوس سے بچانا نہ تو اوس سے مقابلہ کرتا اور نہ اوس کے پاس پہنکتا تھا۔ متبنی نے اوسکی مدح نصیحت کی حالانکہ آل حمدان کے اوس سے کمتر درجہ کے لوگوں کی ستائش میں قصائد لکھے۔ اوسکی وجہ یہ تھی کہ وہ اوس کے اجداد کو مانتا اور عظمت و شان کو جانتا تھا۔ یہ نہ تھا کہ وہ اوس سے غافل تھا یا اوس سے ذلیل سمجھتا تھا۔ سیف الدولہ ابو فراس کی لیاقت کو نہایت پسند کرتا۔ اور اوس کے تمام قوم سے اوس کا اکرام زیادہ کرتا تھا۔ غزوات میں اوس سے اپنے ساتھ رکھتا۔ اور موبہ جات پر اوسے اپنا نائب مقرر کیا کرتا تھا۔

رومی لوگ اوسے ایک لڑائی میں گرفتار کر لے گئے تھے۔ ایک تیر کا زخم اوس کی ران میں آگیا اور تیر کی نوک ٹوٹ کر اندر رہ گئی تھی۔ رومی اوسے پھلے تو خنجر شہ کو لے گئے پھر قسطنطنیہ میں جا کر قید کر رکھا تھا یہ واقعہ ۳۵۸ء (۵۷۵ء) کا ہے۔ سیف الدولہ نے اوسے ۳۵۸ء میں قید دیکر بھر پڑایا۔ یہ روایت ابو الحسن علی بن الرزّاء الدیلمی کی ہے۔ مورخین نے اس روایت کو غلط بتایا ہے اور کہا ہے کہ ابو فراس دومرتبہ قید ہوا ہے۔ اہل مرتبہ منارۃ الکحل کے مقام پر ۳۵۸ء میں گرفتار ہوا تھا۔ اس وقت اوسے خنجر شہ سے آگے وہ نہیں لے گئے جو ملک روم (ایشیائے کوچک) میں قلعہ ہے۔ دریا سے فرات اوس کے نیچے بہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قلعہ میں وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور اڑ مار کر قلعہ کے اوپر سے دریا سے فرات میں کود پڑا۔ واللہ اعلم۔ دوسری مرتبہ رومیوں نے اوسے منہج میں شوال ۳۵۸ء (نومبر ۵۷۵ء) میں پکڑ لیا تھا۔ اور قسطنطنیہ لے گئے تھے۔ چار برس واپس قید رہا۔ زمانہ گرفتاری میں اوس نے بہت شعر کہے ہیں جو اوس کے دیوان میں موجود ہیں شہر منہج و سیف الدولہ کے طرف سے) اوسکی جاگیر میں تھا اوس کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

قَدْ كُنْتُ عُدَّتِي الَّتِي اسَطَوْهَا وَيَدِي اِذَا انْتَدَتِ الدَّيْنُ وَمَا عَلَيَّ
تو ہی ہے جس سے مجھے ایسا ساز و سامان ملا ہے کہ مجھ کو سطوت و غصہ ہے اور زمانہ کی سختی کے وقت

تو ہی میرا ہاتھ اور میرا بازو ہے۔

فَرَمَيْتُ مِنْكَ بِصِدِّ مَا اسَلَكْتُ وَاللَّعْنَةُ بِالنَّالِ الْبَلِيدِ

(لیکن) جو کچھ تجھ سے ظہور میں آیا وہ اوس کے خلاف تھا جس کی میں نے امید کی تھی۔ آدمی کو شیریں

وسرو پاتی سے تھیں۔ یا یا کیے۔

فَصَبْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَالْفَتْحُ لِيَبْرُوهُ أَخْضَىٰ عَلَى الْيَمِّ يَصُورُ يَا لَئِذَا لَمْ يَبْقَ عَنَّا مِنَ الْأَشْيَاءِ شَيْءٌ نَّسْأَلُهُ عَذَابًا مُّهِينًا
اس پر مین نے بر کیا جیسے کوئی پرہیزگار ایک کا اپنے نیک مزاجی کے باعث باپ کے بارے کے رنج پر خاموش ہو جاتا ہے۔

یہ بھی اوس سے ہیں۔

أَسَاءَ فَمَا دُتُّمُوهَا لِيُفْلِتُوا سَجِينٌ عَلَىٰ مَا كَانَ مِنْهُ جَبِينٌ
اُس نے بدی کی۔ مگر اوسکی بدی سے اور نیکی سے دوست کا شوق اور بھی زیادہ کروا۔ کیونکہ اوس سے جو کچھ ظور میں آیا کرتا ہے اس پر بھی وہ محبوب ہی ہے۔

يَعْلَمُ عَلَى الْوَالِدَيْنِ ذُنُوبَهُ وَهِيَ آيَةٌ لِّلْجَمِيلِ نَوْبٌ
غماز اور خجل خوار اسکے برائیاں میرے روبرو شمار کرتے ہیں۔ بہلا کھین جو بصورت چمرد (دالون) میں بھی کھین برائیاں اور گناہ ہوا کرتے ہیں۔

یہ بھی اوس کے ہیں۔

سَكَتٌ مِّنْ لِّخَطِيئَاتِهِمْ إِنَّهُمْ لَأَسَاءُ
مکھو اوس کے نظارہ سے نہ اوس کے شراب سے نشہ چڑ گیا ہے اور میرے آنکھ سے اوسکی خرام ناز نے نیند کھودی ہے۔

فَمَا السَّادُ دَهْتَنِي بِلِسْوَةٍ لِّفَةٍ وَلَا السَّمُولُ أُرْدَهْتَنِي بِشِمَاكَةٍ
مکھوئی انگوری نے نہیں بلکہ اوس کے گردن کے کرشمہ کو دیا ہے۔ شراب نے نہیں بلکہ اوسکی سرشت نے مغلوب کر لیا ہے۔

الْوَيْ بَعْزِي أَضْدَاعُ لَوِيْلٍ وَغَالِ قَلْبِي بِمَا تَحْوِي غِلَائِلُ
جب اوس کے رخسارہ پھر گئے تو میرا غم واستقلال جاتا رہا۔ اور اوس کے نیچے کے کرتے جس چیز کو ڈھانکے ہوئے ہیں اوس نے میرا دل توڑ ڈالا ہے۔

غرض شعر و سخن میں وہ بہت اچھا تھا۔ ایک لڑائی میں شکستہ (۶۹۶ء) میں مارا گیا۔ جو اس سے اور اس کے خاندان کے غلاموں سے ہوئی تھی۔ اوس کے دیوان میں یہ اشعار میں نے

لکھے دیکھے میں جن میں اوس نے اپنی وفات کے وقت اپنے زخم کو مخاطب کیا ہے۔

اَبْسَنْتَنِي لَا يَجْزِي عَنِّي كُلُّ اَلَا اَمَّ الْخَالِفِ هَابِ

اوپنی گہر زخموں میں۔ تمام مخلوق کو بیان سے (ایک دن) جاگے۔

فَوَيْ عَنكَ خَيْرٌ مِّنْ خَلْفِ مَكْرُوكٍ وَالْجَارِ

بھڑکے گا یہ وزاری کرافسوس و حسرت سے۔ اور اپنے نقاب اور پردہ کے پیچھے ہی رہے۔

قَوْلِي اِذَا كَلَمْتَنِي فَعَدِيَتْ عَنْ مِرْقِ الْجَوَابِ

جب مجھ سے بات کرے تو تو بات کر۔ میں تو جواب دینے سے تعبیر ہو گیا ہوں۔

مَرْثِيْنَ الشَّبَابِ اَبُو فَرَّاسٍ لِمَرْثِيَّتِهِ بِالشَّبَابِ

ابو فراس جو جوانی کی زینت تھا اوس نے جوانی سے پرانا فائدہ نہ اٹھایا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مارا نہیں گیا یا نہ لڑائی کہ وہ زخمی ہوا ہوا اور کچھ روز کے بعد اوس کی زخم

سے مر گیا۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ جب سیف الدولہ مر گیا تو ابو فراس نے چاہا کہ حص پر قبضہ کرے

یہ خیر ابو المعالی ابن سیف الدولہ اور قرغویہ اسکے باپ کے غلام کو پھونچے۔ ابو المعالی نے ابو فراس

کے دغیبہ کو فوج کو بھیجی۔ اس فوج نے اوسے پکڑ کر خوب پیٹا۔ جس سے راستہ میں وہ مر گیا بعض

تعلیقوں میں میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابو فراس بروز چار شنبہ ۸۔ ربیع الآخر ۳۵۶ (مارچ ۹۶۷ء)

ایک گاؤں میں مارا گیا جس کا نام صدو شہور ہے۔ ثابت بن سنان الصابی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا

ہے کہ بروز شنبہ ۲ جمادی الاولیٰ ۳۵۶ کو جب کہ وہ حص میں رہتا تھا اوس سے اور ابو المعالی

بن سیف الدولہ سے لڑائی ہوئی۔ ابو المعالی کی فتح ہوئی۔ ابو فراس لڑائی میں مارا گیا۔ سر کاٹ

لیا گیا۔ دھرمیدان جنگ میں پڑا رہا۔ کہیں ایک اعزلی کا اوہر گر ہوا تو اوس نے کفن دیکر اوسے

دفن کر دیا۔ ثابت کے سوا اوروں نے لکھا ہے کہ ابو فراس ابو المعالی کا مومن ہوتا تھا۔ جب

اوسکی ماں سنجینہ نے اوسکے مرنے کا حال سنا تو اپنی ایک آنکھ نکال ڈالی۔ بعض کہتے ہیں کہ اوس

نے اپنا منہ پیٹ لیا۔ جس سے اوسکی ایک آنکھ نکل پڑی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب قرغویہ نے اوسے

قتل کیا تو اوسکی ابو المعالی کو خبر بھی نہ تھی۔ لیکن جب اوسے معلوم ہوا تو نہایت رنج ہوا۔ یہ بھی کہتے

ہیں کہ اوسکی پیدائش ۳۵۶ (۹۶۷ء) میں یا ۳۵۷ میں ہوئی واللہ اعلم۔

اس کا باپ سید جبرائیل بن بقیہ بن اوس کے بھائی کے بیٹے ناصر الدولہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ناصر الدولہ نے اوس کے غوطہ اس قدر دبا ہے کہ آخر کار جان کل گئی۔ اس واقعہ کا بیان تو بہت بڑا ہے مگر حاصل یہ ہے کہ خلیفہ رضی اللہ عنہ نے اوس کو دیار ریمہ کی حکومت اوسے محض طور پر دی تھی یہ صرف پچاس غلام لیکر وہاں گیا۔ ناصر الدولہ نے چاہا کہ اوس کو قتل کر دیا اور مار ڈالا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شہید فیض خاں عجمہ و سکون راستہ بناد و فتح شہین مشلتہ و نون شام کے ملک میں ساحل بحر پر رومیوں کا ایک شہر ہے قسطنطنیہ بضم القاف و سکون سین مہملہ و فتح طاس مہملہ و سکون نون و کسر طاس مہملہ و سکون یاء تھانیہ و نون روم کا ایک بہت بڑا شہر ہے جسے قسطنطین نے آباد کیا تھا جو بلوک روم میں سب سے اول عیسائی ہوا ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۶۷۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۲۵۴۔

(۳) دیکھو کتاب قیمیہ۔

(۴) لفظی ترجمہ اوس کے جانب کو۔

(۵) ایشیائے کوچک میں ایک علاقہ کا نام ہے۔

(۶) معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار ابو فراس نے حکمر قسطنطنیہ سے بھان وہ قید تھا سیف الدولہ کو پیش کیے۔

(۷) ان عربی اشعار میں جو ضارک معشوق کی طرف پہرتے ہیں وہ ندر کہ ہیں۔ بنی عباس کے زمانہ میں جو عربی شاعری ہو کرتی ہے وہ ایرانی اور فارسی خیالات میں ڈوبی ہوتی تھی۔ ایرانی

شعرا ظہار شوق میں عورتوں کو چمکھڑ کر لڑکوں سے خطاب کرتے ہیں۔ اور اسی واسطے جو لوگ فارسی شاعری میں تو غزل کرتے ہیں شعر و سخن میں زیادہ شغل رہتے ہیں ان میں اکثر اخلاقی خرابیاں بھی دیکھیں تو میں اتنی تک

دما ان عربی اشعار میں جیسے خوب صورت اور لطف انگیز الفاظ دئے گئے ہیں ان کا لطف ترجمہ میں نہیں رہا ہے۔

(۹) جب کوئی استاد طالب علموں کے درس کے وقت الفاظ اور مضامین کے تشریح کرتا اور طالب علم اس کو قلم بند کر لیا کرتے تھے تو ایسے حواشی کہ تخلیق کہا کرتے تھے۔

(۱۰) فریگ نے بھی ابو فراس کے کچھ حالات لکھے ہیں قیمیہ میں بھی اوس کے اشعار کچھ دئے گئے ہیں اوس کے طریقہ نگار کے اور نیز رومیہ اشعار بہت اچھے شمار کئے جاتے ہیں رومیہ اشعار وہ ہیں جو اوس نے

اوس زمانہ میں کتبے ہیں جب وہ قسطنطنیہ میں قید تھا۔ ان اشعار میں اوس نے گردشِ روزگار کی بہت شکایتیں کی ہیں۔ اور سیف الدولہ سے فدیہ دیکر اپنے خلاف میں کوشش کرنے کے لئے بہت منت و سماجت کی ہے۔ سیف الدولہ کو ابو فراس کے چھوڑانے کا کچھ زیادہ خیال نہ تھا۔ اس واسطے اس سے ان اشعار میں اسکو برا گیتھ کرنے کے لئے کوشش کی ہے۔

(۱) پہلے خرسنہ کو دریائے فرات کے کنارہ بتایا ہے۔ اور پھر بھان او سے ساحلِ بحرِ لکھا ہے۔ یہ غلانیہ غلطی ہے۔

۱۴۷ ابو عبد اللہ حرملہ بن یحییٰ بن عبد اللہ بن حرملہ بن عمران بن

قراد مولیٰ سلمۃ بن مخزومہ الجعفی الزمیل

مصر کا رہنے والا اور امام شافعی کا شاگرد تھا۔ شافعی کے دوسرے شاگرد اکثر اس کے پاس آتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ حدیث کا حافظ تھا اور مبسوط اور مختصر و کتب میں اوس کی تصنیف سے من۔ مسلم بن الحجاج اپنی صحیح میں اوس سے روایت کرتا اور بار بار اوس کا ذکر کرتا ہے (۱) (۲) (۳) میں پیدا ہوا ہے مصر میں شبِ بختہ ۲۱۔ شوال ۳۳۳ (فروری ۸۴۵ء) یا ۳۳۳ میں مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تجیبی بضم زائے فوقانیہ و کسر جیم و سکون یا سے تختانیہ و با سے موحّد و تجیب کی طرف منسوب ہے۔ جو ایک عورت کا نام ہے۔ یہ لوگ اوس کی اولاد میں ہیں۔ قراد بضم قاف و فتح زائے مہملہ و الف و وال مہملہ زمیل بضم زائے معجم و فتح میم و سکون یا سے تختانیہ و لام زمیل کی طرف منسوب ہے جو قبیلہ تجیب کا ایک بطن ہے۔

حرملہ بن عمران حرملہ مذکور کا دادا صفر ۶۷۰ (۶۷۷ء) میں مرا۔ اور سنہ ۲۹۹ (۸۱۲ء) میں پیدا ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱) یا فعی نے اوسکی کنیت ابو حصص بتائی ہے۔

(۲) حدیث کی یہ ایک مشہور کتاب ہے۔

ابو سعید مدح حسن بن ابی الحسن بسیار البصری

۱۴۸

سادات تابعین اور کبرائے قوم سے تھا۔ علم و زہد و ورع و عبادت کے کل باتین اوس میں جمع تھیں۔ اوس کا باپ زید بن ثابتؓ انصاری رضی اللہ عنہ کا مولیٰ تھا۔ مان کا نام حنیفہ تھا جو بی بی ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازاد کردہ لڑکی تھی۔ جب حنیفہ کہیں کام پر جاتی اور حسنؓ کو بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہ اپنی بہن مان دیکھا تو سوچتا کہ بھلائی رہتین جب تک کہ اوسکی مان نہ آجاتی اور ان کے بہن مان سے دور نہ نکلتا اور حسنؓ پر کیا کرتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ چلت و نہات جو حسن بصری کو حاصل تھی۔ انھیں کے ویرہ کی برکت سے تھی۔

ابو عمرو بن ابی العلاء کہتا ہے کہ میں نے کسی کو حسن بصری اور حجاج بن یوسف الثقفی سے نصیحت میں بڑے کمین دیکھا۔ کسی نے پوچھا کہ ان دونوں میں کون افضل تھا۔ کہا حسن۔ جن نے وادی القریٰ میں پرورش پائی تھی۔ بصرہ والوں میں سب سے زیادہ جلیل و عظیم تھا۔ مگر جب سے کہ وہ سواری پر سے گر پڑا۔ اگر میں نقص آگیا۔ صحنی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ حسن کی کلائی سے میں نے سکی کلائی چوڑی نہ دیکھی۔ اوسکی کلائی کی چوڑائی ایک بالشت تھی وہ کہا کرتا تھا موت کے آنے میں حالانکہ پورا یقین ہے کہ کچھ بھی شک نہیں مگر میں نے اوس سے بڑے کر شک کے قریب اور بے یقین کسی چیز کو نہ پایا۔

جب عمر بن حبیبہ القزازی عراق پر والی مقرر ہوا اور خراسان بھی اوسکے حوالہ کیا گیا۔ یہ زمانہ زید بن عبد الملک کی خلافت کا تھا۔ تو اوس نے حسن بصری محمد بن سیرین اور شعبی کو ساتھ لے کر طلب کیا۔ اور کہا زید خلیفہ اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اوسے اپنے خاندان پر خلیفہ مقرر کیا ہے اور اوس سے اوسکی اطاعت کا میثاق لیا ہے۔ اور اوس نے ہم سے اپنے احکام کے منہ اور اطاعت کرنے کا عہد کرایا ہے اور مجھے اوس عہد پر مقرر کیا ہے جو تم جانتے ہو۔ وہ مجھ کو اپنے احکام لکھا کرتا ہے۔ بتاؤ کہ اوکی تیسل کرنا مجھے ضرور ہے یا نہیں۔ یہ سنکر ابن سیرین اور شعبی دونوں نے تقیہ کی باتیں کیں۔ ابن حبیبہ نے کہا حسنؓ کو کیا کہتا ہے۔ حسن نے کہا۔ ابن حبیبہؓ پرید کے معاملہ میں خدا سے ڈر۔ مگر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں زید سے مت ڈر۔ اللہ تو تجھے زید سے بچا سکتا ہے۔ لیکن زید اللہ تعالیٰ سے نہیں بچا سکتا۔ قریب ہے کہ خدا

تھامے اپنا ایک فرشتہ پہنچ کر تجھے تخت سے اتارے اور تھامے سے نکال کر آسمان کے قہر میں داخل کرے اور اس قوت
تجھے تیرے اعمال کے سوا کوئی نجات نہیں دلا سکتا۔ بن سیرہ اگر تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو یاد رکھ
کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلطنت اپنے دین اور اپنے بندوں کی نصرت کے لئے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رسی
ہر نئی سلطنت سے خدا تعالیٰ کے دین اور اس کے بندوں کی برکت خراب کرے۔ حصیت خالق میں مخلوق کی
طاعت جائز نہیں۔ اس کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان سب کو انعام دیا۔ مگر حسن کو باقیوں سے دو چند دیا۔ اس پر
شبی نے بن سیرن سے کہا۔ ہم نے اسے ناکارہ جواب دیا تھا۔ اس نے بھی ہمیں گھٹیل انعام دیا۔
ایک مرتبہ حسن نے ایک خوبصورت مرد دیکھا جس کی شکل بہت اچھی معلوم ہوتی تھی۔ پوچھا یہ کون ہے۔ کسی نے
کہا بادشاہوں کا مسخرہ ہے۔ وہ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ کہا سبحان اللہ میں نے اس کے سوا
ایسا کوئی شخص نہ دیکھا جس نے دنیا اس شے سے طلب کی ہو جو اس کے مشابہ ہے۔ حسن کی
مان (پیشہ کے طور پر) عورتوں کا قصہ کہانی سنایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حسن جو اس کے پاس گئے۔
دیکھا تو اس کے ہاتھ میں پیاز کی ایک گانٹھ ہے اسے کہا رہی ہے۔ کہا امان اس خبیث چیز کو ہاتھ سے
پھینک دے۔ مان نے کہا میٹا تو بہت بوڑھا ہو گیا اور سنہ گیا ہے۔ حسن نے کہا۔ امان بھلا بتاؤ تو
میں عمر میں زیادہ ہوں یا تم۔ غرض حسن کی باتیں اکثر حکمت آمیز اور پر بلاغت ہو کرتی تھیں۔ اس کا کلام
فائدہ سے خالی نہیں ہوتا تھا۔

اس کا باپ میسان کے اسیروں میں آیا تھا جو عراق کا ایک خطہ ہے۔ حضرت عمر کی خلافت کے ابھی
دو سال باقی تھے کہ حسن مدینہ میں پیدا ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ غلامی کے ہی حالت میں پیدا ہوا تھا۔ اور بصرہ
میں مکہ میں جب اللہ (اکتوبر ۱۳۷۷ء) کو مرا۔ اس کا جنازہ نہایت شہور ہے۔ حمید الطویل نے بیان
کیا ہے کہ حسن نے خوشنبہ کی شام کو وفات پائی۔ جب جمعہ کی صبح ہوئی تو ہم اس کے غسل سے فارغ
ہو کر بعد نماز جمعہ لے گئے۔ اور جا کر دفن کر دیا۔ تمام لوگ اس کے جنازہ کے ساتھ گئے تھے۔ اور
اس میں ایسے مشغول ہوئے تھے کہ جامع مسجد میں عصر کی نماز اس وز نہ ہوئی۔ جب سے کہ اسلام وہاں
آیا تھا اور وقت سے میرے نزدیک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ لوگ جنازہ کے ساتھ سب چلے گئے تھے
ایک آدمی بھی باقی نہ رہا تھا جو عصر کی نماز مسجد میں پڑھتا۔ مرنے وقت حسن پر غشی چھا گئی۔ پھر کچھ افاقہ
ہوا۔ تو کہا کہ تم نے مجھے جگا دیا۔ میں تو بنتوں اور نھروں کی اور مقام کریم کے لطف اٹھا رہا تھا جس کے

وہ نے پہلے ایک شخص نے ابن سیرین سے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مسجد کی اچھی سنگریزی کو ایک
 زندہ اور اسے لگایا ہے۔ کہا اگر یہ انخابد سچ ہے تو میں ہر جا گیا۔ اس کے پھوٹے ہی عرصہ بعد معلوم ہوا۔
 کہ سن کر گیا۔ ابن سیرین اس کے جنازہ پر آیا تھا۔ دونوں میں کچھ شکر بھی تھی۔ اس کے بعد سو دن پیچھے
 وہ بھی مرنے لگا چنانچہ اپنے مرنے پر اس کا بھی ذکر لکھا انشاء اللہ تم لے۔
 قیسان بفتح میم و سکون یا سے تختانیہ فتح سین بجلہ و انفتون سمعانی کہتا ہے بصرہ کے اسٹیشن میں
 ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔

(۱) ویکٹوریہ پابن نکلان نوٹ

(۲) ابوسعید زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کہ الانصاری قبیلہ خزرج اور مدینہ کا رہنے والا تھا۔ مدینہ میں ہی اس کا
 (۶۴۳-۶۷۲) میں انتقال ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم صحابہ میں معاملات اور
 قانون وراثت کے جاننے والوں میں سب سے زیادہ عالم زید ہے۔ شعبی کہتا ہے کہ ابن عباس نے ایک
 مرتبہ زید بن ثابت کے رکاب پر بیٹھا۔ اس پر زید بن ثابت نے کہا کہ آپ پیغمبر کے رشتہ دار ہو کر ایسا کیوں
 کرتے ہیں۔ ابن عباس نے کہا کہ عطا کے ساتھ تقسیم کے واسطے کرتے ہیں۔ خلیفہ عمر اور عثمان دونوں کا
 خیال تھا کہ علم قضاقتہ اور فرائض میں اور قاریان قرآن میں کوئی ان کا ثانی نہیں ہے۔ بعض بڑے
 بڑے تابعین نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ زید بن ثابت کا تین قرآن سے بھی ہیں۔ وحی آتی تو قرآن
 کی آیتیں لکھ لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر اور عمر کے خلافت میں بھی تحریر کا کام کرتے رہے ہیں
 جب حضرت عمرؓ کو شریف لے گئے اور ایسے ہی حضرت عثمان جب مکہ معظمہ گئے تو مدینہ میں ان کو اپنا
 قائم مقام کر گئے تھے۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں بیت المال کے کلید انھیں کے سپرد رکھتے تھے۔ بیت
 سے صحابہ اور تابعین نے حدیث کے زید سے روایت کی ہے (طبقات الفقہاء)

(۳) اگر زیدی مرتبہ حیرہ بجائے حلی لکھا ہے مگر میرے عربی نسخہ میں حیرہ ہے۔

(۴) یہاں صرف یہی معجزہ عین ماننا پڑتا ہے کہ انکو دودھ کی برکت سے یہ کمال حاصل ہوا۔ بلکہ یہ بھی
 ماننا پڑتا ہے کہ عورتوں کے پستان سے باوجود اولاد نہ ہونے کے بھی دودھ نکلا کرتا ہے۔ جو بالکل
 خلاف فطرت ہے۔ کیونکہ بی بی ام سلمہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

(۵) وادی القری ایک مشہور وادی جس کا شہر اکثر ذکر کیا کرتے ہیں کچھ فاصلہ پر مدینہ سے شمال کو

واقع ہے۔

(۶) دیکھتے تذکرہ ۵۳۷۔

(۷) آج کل حسن بصری کی جرعت کیجاتی ہے اس کا اصلی سبب یہی ہے کہ وہ ایرانیوں کے طرفدار اور عربوں کے مخالف تھے۔ مگر دیکھئے باوجود قدرت و سلطنت کے بنی ایسا اپنے مخالفوں سے کس قدر حلم اور انسانیت کے ساتھ کرتے تھے۔ اس سخت مخالفت پر بھی اون کو انعام و اکرام اور وظائف ہمیشہ دیتے اور اون کی پرورش کرتے ہی رہتے تھے۔

(۸) ترجمہ لفظی۔ اس کا باپ خدا کو لئے جس سے تعجب کا اظہار کیا کرتے ہیں۔

(۹) اون کی مراد خوبصورت چھرد سے ہے جس سے دیو کا ہوجایا کرتا ہے۔

(۱۰) میسان بصرہ کے درمیان ملک کا ایک وسیع خطہ ہے جہاں کثرت سے دیہات آباد ہیں۔ اور بہت سے نخلستان ہیں اس ملک کا بڑا شہر میسان ہے (مرصدا) خالد بن ولید نے زمانہ خلافت حضرت ابوبکرؓ میں اسے فتح کیا تھا۔ وہی اپنے تاریخ کی ۱۲۷ میں کہتا ہے جب مرتدین عرب سے جنگ کا خاتمہ ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کو بصرہ کی طرف بھیجا جو اس زمانہ میں ارض الهند کہا جاتا تھا۔ خالد فوج لے کر یامرہ سے چلے اور بصرہ کے علاقہ میں داخل ہو کر ایک مہینہ تاخت کرتے ہوئے میسان میں گہس گئے اور لوٹ کر اونھوں نے وہاں کے باشندوں کو اسیر کر لیا۔ پھر دانہ وہ سواد وغیرہ کے طرف چلے گئے۔ طبری حسن بصری کے باپ کا نام حبیب بتاتا ہے اور اس کے اسیر ہونے کا حال لکھتا ہے۔

(۱۱) دیکھتے تذکرہ ۸ کا نوٹ ۱۔

۱۴۹ ابو علی حسن بن محمد بن الصبّاح الرعفرانی

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا شاگرد اور فقہ حدیث میں بڑا کامل تھا۔ دونوں علموں میں کتابین تصنیف کی ہیں۔ اور اپنے زمانہ میں نہایت مشہور تھا۔ امام شافعی کے ساتھ ساتھ رہتے رہتے بحر حاصل کر لیا تھا وہ کہا کرتا تھا۔ اہل حدیث غفلت کی نیند میں سو رہے تھے۔ شافعی نے ہی اونھیں جگایا ہے کسی شخص نے حکم ہاتھ میں نہ لیا۔ جس پر شافعی کا احسان نہ ہوا ہو۔ شافعی کتابین اون کے سامنے درس کے وقت یہی حسن پڑا کرتا تھا۔

حسن نے سفیان بن عیینہ اور اوس کے طبقہ کے اور لوگوں، وکیع بن الجراح و عثرب بن ابی شیبہ
 یزید بن ہارون وغیرہم سے بھی علم حاصل کیا تھا۔ حسن اور یزید بن عیینہ سے تھا بنحون نے شافعی رضی اللہ
 عنہ سے اقوال قدیمہ نقل کئے ہیں یہ نقل صرف چار آدمی ہیں: حسن ابو قریبہ (۱۶۳) احمد بن حنبل (۱۶۴) اور کرکاسی
 اقوال جدیدہ کے راوی ہیں۔ - حرثی بن سلیمان بن یحییٰ بن سلیمان الراوی بوطی
 حرثی یونس بن عبد الاعلیٰ (۱۶۵) ان میں سے بعض کا ذکر تو اوپر آچکا ہے۔ باقی کا بھی بیان آگے آئیگا۔
 انشاء اللہ تعالیٰ۔ حسن سے بخاری نے بھی اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ اور ابو داؤد السجستانی اور
 وغیرہم بھی اوس سے روایت کرتے ہیں۔

سلح شعبان کو اوس نے وفات پائی۔ ابن قانع کہتا ہے: ماہ رمضان سنہ (۱۶۶) شعبان میں اوس کی
 وفات ہوئی ہے۔ - مانی: کتاب الانساب میں لکھا ہے کہ ربیع الآخر سنہ ۱۶۷ میں اوس کا انتقال
 ہوا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

زعفرانی، یقیناً سید محمد و سکون بن محمد و ریح فا وراسہ مہمل والفاء دون زعفرانیہ کی طرف
 منسوب ہے جو بغداد کے قریب ایک تہذیب ہے جو علم ہذا میں دربار زعفرانیہ (کوچہ زعفرانی) کے
 نام سے مشہور ہے وہ اسی نام کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ وہاں رہا کرتا تھا شیخ ابواسحاق شیرازی
 نے طبقات الفقہاء میں لکھا ہے کہ وہاں شافعی رضی اللہ عنہ کی ایک مسجد ہے۔ اسی مسجد میں کوچہ زعفرانی
 میں میں پہلے بڑا کرتا تھا والحمد للہ۔

(۱) یہ الفاظ زعفرانی کے تھیں ہیں۔ بلکہ احمد بن حنبل کے ہیں۔

(۲) یہ قاعدہ تھا کہ اوس نے ماہین جو طالب علم لائق ہوتا اور استاد اوسے قرأت کا حکم دیا کرتے تھے باقی طلباء
 سنتے رہتے تھے۔ جہاں کہیں کوئی بات استاد کو سمجھانی ہوتی یا کوئی طالب علم سوال کرتا تو استاد
 اوس کی تشریح کرتے جاتے تھے۔ اس تشریح کو طالب علم لکھ لیتے اسی کو تعلیقہ کہا کرتے تھے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۵۲۔

(۴) ابوسفیان بن سراج بن الجراح بن عدی بن علی بن جریج نام بن معصوم سے تھا ایک بڑا فقیہ محدث اور زوی
 علم تھا۔ سنہ ۲۹۷ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوا تھا۔ جہاں اوس کا باپ بیت المال کا داروغہ
 تھا۔ اوس کے استادوں میں ایک امام ابو حنیفہ بھی تھے جن سے اس نے بہت فائدہ اٹھایا

تھا۔ اور انھیں کے مذہب پر حملہ اور مفتی مفتی کے مطابق فتویٰ دیا کرتا تھا۔ اس نے سترج گئے ہیں۔ اخیر مرتبہ جسے واپس آکر تھا تو قید کے مقام پر جو کہ اور کو قید کے درمیان واقع تھا ۹۱ (۱۲۸۱ء) میں اوس نے انتقال کیا۔ اپنے خرم و وقار اور سخاوت پر ہر کے باعث بہت مشہور تھا (مرآۃ الزمان)

(۱۰) ابو خالد بن یزید بن زرارہ بن زرارہ بن ثابت النوبختی ایک بخاری کے اولاد میں تھا جو قبیلہ سلیم کا غلام تھا اور پھر آزاد کر دیا گیا تھا۔ برید بڑا ذی علم لائق اور زہاد و عابد و حافظ حدیث فقہیہ اور محدث تھا۔ بغداد میں حدیث پڑھایا کرتا تھا۔ تیس ہزار احادیث تصنیف و تفسیر۔ اوس کے عزت جو تمام لوگ اس کی کرتے تھے اس سے معلوم ہوتی ہے کہ اوس کی مخالفت کے خوف سے خلیفہ ماسون کچھ مدت اس سے کے انہماک سے چھٹکا رہا کہ قرآن مخلوق ہے یزید اس پر سختی عقیدہ کے باعث خلاف تھا۔ وہ ۱۱۱ (۱۷۱ء) میں پیدا ہوا اور ۱۲۸ (۱۸۸ء) میں مرا ہے (مرآۃ الزمان)

(۱۱) میں نے پہلے تذکرہ (۱۲) میں شافعی کے کتاب قدیم پر ایک نوٹ لکھا ہے اوس کے بعد مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ طبقات الفقہاء میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے اسی مقبول پر اور یہی کچھ کتاب میں لکھی ہیں۔ عثمان مصنف طبقات الفقہاء کتاب ہے۔ شافعی نے عراق میں اپنے کتاب قدیم لکھے تھے جس کا نام اونھوں نے الجملہ رکھا تھا۔ اوس کے بعد ۱۱۱ میں جب وہ مصر گئے تو اپنی کتاب جدید لکھے۔ اس کتاب کا ذکر حاجی خلیفہ نے نہیں کیا ہے۔ لیکن جو کچھ اوس نے حجب کے نسبت لکھا ہے اوس سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ کتاب غالباً فقہ میں ہوگی۔ اس واسطے یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ان کی کتاب قدیم وہ فتویٰ ہونگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے معاملات فقہی پر دئے تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کی کتاب جدید میں اسی طرح کے وہ فتوے ہونگے جو ان کے بعد ائمہ اور مفتیان شرع نے دئے تھے۔

دیکھو تذکرہ ۵۳-۵۴

(۷) دیکھو تذکرہ ۲

(۸) دیکھو تذکرہ ۹۱

(۹) دیکھو تذکرہ ۱۵۳

(۱۰) دیکھو تذکرہ ۹۰

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۲۰

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۲۱۹۔

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۱۳۷۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۸۳۵۔

(۱۵) حافظ ابوالمحسین عبدالباقی بن قانع بن مرزوق بن واشق بنی امیہ کا ایک مولیٰ اور بغداد کا رہنے والا
 ۲۶۵ھ (۸۷۹ء) میں پیدا ہوا۔ اس زمانہ کے بڑے بڑے علماء سے حدیث پڑھی تھی۔ اس نے
 ایک معجم الصحابہ (یا ایک کتاب تذکرات الصحابہ) لکھی ہے۔ مگر اس کے حافظہ کو بعض لوگ اچھا نہیں بتاتے
 دارقطنی کہتا ہے کہ گو وہ حافظ تھا۔ مگر اس نے اکثر غلطیاں کیں ہیں۔ اخیر عمر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا
 تھا۔ شوال ۳۸۵ھ (فرمبر ۱۹۹۷ء) میں مرا ہے (کتاب الذہبی) ابن خلکان کہتے ہیں کہ ابن قانع
 کے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۰ ابو سعید حسن بن احمد بن زید بن عیسیٰ بن الفضل الاصطخری
 شافعی فقیہ مقابلان ابو العباس بن سنیج اور اقران ابو علی بن ابی ہریرہ سے تھا۔ فقہ میں اسکی
 اچھی اچھی کتابیں ہیں جن میں ایک کتاب الاقصیہ (قانونی فیصلہ جات کی کتاب) بھی ہے۔ یہ قم کا
 قاضی تھا اور بغداد میں بھی محکمہ رہا تھا۔

حسن بڑا ستورع اور بارسا تھا (خلیفہ) مقتدر نے اسے سیستان کا قاضی مقرر کیا تھا۔ جب
 وہاں گیا تو دیکھا کہ اونھوں نے جو نکاح کئے ہیں ان میں اکثر رشتہ داری کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے
 اسے اس نے ناپسند کیا اور تمام نکاحوں کو باطل کر دیا۔ اسکی ولادت ۳۴۴ھ (۹۵۵ء) میں ہو
 گئی تھی۔ اور جمادی الاخرہ ۴۱۳ھ (۱۰۲۳ء) میں بروز جمعہ ۱۲ یا ۱۳ تاریخ کو یاشیمان ۳۲۵ھ (۹۳۷ء) میں
 مرا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اصطخری بکسر ہمزہ و سکون صاد مہملہ و فتح طاء مہملہ و سکون نون مجمر و راء مہملہ اصطخر کی
 طرف منسوب ہے جو فارس کا ایک شہر ہے اور جہاں بہت کثرت سے عالم ہوتے ہیں۔ رحمہم اللہ
 تعالیٰ۔ بعض اسکی نیت میں ایک زائے مجمر بڑا کر اصطخر زنی کہتے ہیں۔ جیسے مرد اور رے میں مرد
 اور رازی کہا کرتے ہیں

(۱) ابواسحاق مروزی نے کہا ہے جب میں بغداد میں گیا تو دہان ابن سُرُج اور اصطخری کے سوا کوئی ایسا استاد نہ تھا جس سے تحصیل علم کیا جاسے (طبقات الشافعی)

(۲) ابواسحاق الشیرازی اپنے طبقات میں کہتا ہے کہ اصطخری نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں قاضیوں کے فرائض بتائے ہیں جو ایک اچھی کتاب ہے (طبقات الشافعی)

(۳) قم بھران کے جنوب کو عراق عجم میں ایک شہر ہے۔

(۴) محتسب کا کام تھا کہ کہانے پینے کے اشیاء کی برائی بھلائی اور اون کے پیمانوں کی کمی بیشی وغیرہ کی نگرانی کرے۔ شراب نوشی وغیرہ منوعات شرعیہ کو روکے اور کوئی ایسا کام نہ ہونے دے جس سے علامۃ اسلام کی توہین ہوتی ہے۔

۱۵۱ ابو علی حسن بن الحسین بن ابی ہریرہ

شافعی فقیہ تھا۔ فقہ ابو العباس بن سُرُج اور ابواسحاق مروزی سے پڑھی تھی۔ پڑھاتے وقت مختصر الفرائض کی اس نے تشریح کی تھی۔ جس سے ابو علی الطبری نے اس کتاب کی شرح لکھی ہے۔ فروع میں اس نے بہت مسائل لکھے ہیں۔ بغداد میں پڑھایا کرتا تھا۔ کثرت سے لوگوں نے علم ادب اس سے حاصل کیا۔ عراق عرب اور عراق عجم دونوں کا امام وقت تھا۔ سلاطین و رعایا دونوں اس کی عظمت کرتے تھے۔ اپنی اخیر عمر تک برابر عزت سے رہا۔ رجب ۲۴۵ھ (۸۶۰ء) میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۵۲ ابو علی حسن بن القاسم الطبری

شافعی فقیہ تھا۔ فقہ ابو علی بن ابی ہریرہ سے پڑھی تھی۔ جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا ہے۔ اور اوسے کے بیان سے ایک تعلیقہ بھی اس نے لکھا تھا۔ جو تعلیقہ الطبرانی کے نام سے منسوب اور مشہور ہے۔ بغداد میں رہا کرتا تھا اپنے استاد ابو علی مذکور کے بعد درس دیا کرتا تھا۔ ایک کتاب المحرر فی النظر (رسالہ مناظرہ) اسکی تصنیف سے ہے جو خلافت مجروحہ میں سب سے اول کتاب ہے اس سے پہلے اس فن میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اسی کی تصنیف سے کتاب الافاضل

(شرح) فقہین ہیں۔ اور کتاب التلمیذ بھی اس نے لکھی ہے۔ یہ بڑی بڑی کتابیں ہیں جن میں لکھی ہوئی ہے ایک کتاب جہاں میں بھی تصنیف کی ہے۔ اور وہی فقہین بھی ایک کتاب اس نے لکھی ہے۔ بن داؤد میں مسئلہ (۱۸۱) میں اس نے وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

طبری فقہی طلبہ کے مہملہ دیوانے موجودہ اور اسے مہملہ طبرستان کی طرف منسوب ہے جو ایک بڑا ملک ہے۔ کثرت سے شہر و دیہات آباد ہیں۔ جن میں آمل سب سے بڑا شہر ہے۔ علماء فقہیہ کثرت سے دیوانے ہیں۔ طبرستان کے نام کے آخر تک نسبت طبرانی آئی ہے۔ جس کا بیان موقع پر آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حقیقتات الفقہاء کی میرے چند کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس شخص کا نام حسن ہے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا۔ مگر خطیب نے اپنی تاریخ بغداد میں اوسے ان لوگوں کے تحت میں لکھا ہے۔ جن کے نام حسین ہیں۔

(۱) دیکھئے تذکرہ ۲۵ نوٹ ۲

(۲) عدۃ وہ زمانہ ہے جس کے گزرنے پر کوئی عید دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔
(۳) فن جہاں منطلق کا وہ شعبہ ہے جو کسی امر کے تحقیق کے واسطے بحث مباحثہ کا طریق بتاتا ہے۔

۱۵۴ ابو علی حسن بن ابراہیم بن علی بن برہون الفارقی
شافعی فقیہ تھا۔ سب سے اول اوس نے تحصیل علم ابو عبد اللہ محمد الکازروانی سے میا فارقین شہر دیہ کی تھی۔ جب وہ مر گیا تو یہ بغداد چلا گیا۔ دیہان میں ابراہیم بن شیرازی صاحب کتاب المہذب سے اور ابو نصر بن القباغ صاحب کتاب النہال سے پڑھتا رہا۔ پھر شہر واسطہ کا قاضی ہو گیا۔ حافظ ابو طاسر سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ میں نے حافظ ابو الکرم حمیس بن علی بن احمد المحزلی سے واسطہ میں کچھ علماء کا حال پوچھا۔ جن میں قاضی ابو علی الفارقی مذکور ہی تھا۔ اوس نے کہا ابو علی فقہ میں صاحب کمال تھا۔ واسطہ میں ابو تغلب کے بعد قاضی ہوا تھا۔ قضا کے کام میں عقل و عدل اور حسن سیرت جو اوس سے ظاہر ہوا وہ کسی کے گمان میں بھی نہ تھا۔ حدیث اوس نے خطیب ابو بکر اور اوس کے طبقہ کے لوگوں سے سنی تھی۔ بزاز اہل دستور و آدمی تھا۔ کتاب القوۃ اوس نے کتاب المہذب پر لکھی ہے (جو غالباً حاشی کا مجموعہ ہے) قاضی ابو سعد عبد اللہ بن ابی

عصر و اس کا شاگرد تھا چنانچہ اس کے بیان میں ذکر آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کچھ دستور ساتھ لکھا
شامل کے درس کا ہمیشہ ذکر کیا کرتا تھا۔ بروز چار شنبہ ۲۲۔ محرم ۱۲۸۴ (نومبر ۱۳۳۱ء) کو اس نے
وسط میں وفات پائی۔ ریح الآخر ۱۲۸۳ (دسمبر ۱۳۳۱ء) میں سیافارقین میں پیدا ہوا تھا۔ اپنے
درس میں ہی بھان وہ پڑھایا کرتا تھا مدحون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جڑوون بضم باے موحده و سکون راسے ہلہ و ضم با و او و ونون۔ فارقی (سیافارقین) کا رہنے
والا (مشہور ہے ضرورت ضبط کی نہیں۔

(۱) تذکرہ ۱۵۳ فارقی میارقین کا رہنے والا۔

(۲) امام ابو عبد اللہ محمد بن بیان کا زروئے۔ شافعی فرقہ کا عالم تھا۔ اور فقہ محامی سے پڑے تھے
نصر القدسی ابو بکر الشاشی ابو علی الفارقی ابو الحسن الرویانی وغیرہ اس کے شاگرد تھے۔ اس کے فقہ
میں ایک کتاب الابانہ ہے ۵۵۵ (۱۲۷۳ء) میں مراہب لطیقات الشافعی و طبقات الفقہاء ان کتاب و
اس کا نام کا زرونی لکھا ہوا ہے کا زروانی نہیں ہے جیسا ابن خلکان نے دیا ہے۔

(۳) ابو لکر خمس بن علی بن احمد واسط کا ایک مشہور حافظ اور محدث ذی علم راستبار اور عربی
زبان کا بڑا ماہر تھا۔ ۱۲۸۲ (۱۲۵۰ء) میں پیدا ہوا اور ۱۲۵۵ (۱۲۸۳ء) میں مراہب۔
(طبقات الحفاظ)

ضی

۱۵۴ ابو سعید حسن بن عبد اللہ بن المرزبان سیرانی نحوی معروف بقا
بنداد میں رہتا تھا۔ اور ابو محمد بن معروف قاضی کی طرف سے نائب تھا۔ بصر میں کا نحوی
سب سے اچھا جانتا تھا۔ سیویہ کی کتاب کی نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔ اوس کی تصنیف سے
یہ کتابیں بھی ہیں۔ اللفات الوصل والقطع کتاب اخبار النحویین البصریین (نحویان بصرہ کے
تاریخ) کتاب الوقف والابتداء کتاب صنعة الشعر والبلاغة شرح مقصورة بن درید۔ اوس نے
قرآن کریم ابو بکر بن مجاہد سے لغت علی بن درید سے اور نحو ابو بکر بن السراج نحوی سے پڑھا تھا۔
اوس سے بھی بہت لوگ پڑھتے اور یہ فنون سیکھتے تھے۔ قرآن کریم اور اوسکی مختلف قرآتیں
علوم القرآن نحو لغت فقہ فرائض حساب کلام شعر و سخن عروض و نافی یہ بڑا پاک باز و پرہیزگار

نیو کار خوش اخلاق تھا۔ مذہب کا معتزلی تھا۔ مگر اس کا کبھی اظہار نہ کرتا تھا۔ بجز اپنے ہاتھ کی کمانی کے اور کچھ نہ کھاتا۔ کتائین لکھا کرتا۔ اور اوس کی آمدنی سے بیٹ پالتا تھا۔ اس کا باپ مجوسی تھا اور اوس کا نام ہیزاد تھا یہ سیدان ہو گیا تھا۔ اس کے بیٹے ابوسعید مذکور نے اوس کا نام عبداللہ رکھ دیا تھا۔ مجاہد بن اکثرہ شعر پڑھا کرتا تھا۔

أَسْكُنْ إِلَى سَكْنٍ نَسِيحٍ ذَهَبَ الزَّهْمَانِ وَأَتَتْ مُنْفِرٌ

کسی آرام کی جگہ جا کر رہو جس سے مجھے خوشی حاصل ہو۔ زمانہ تو گزر گیا اور ابھی تک تو تنہا ہے تَرْجُو غَدًا وَغَدًا كَحَامِلَةٍ فِي الْحَيِّ لَا يَدُ سُرُونِ مَا تَبْلُغُ کل کی امید کر رہا ہے۔ اور کل ایک حاملہ عورت کے طرح قبیلہ میں ہے۔ لوگ یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا جنگی۔

اس قسم کے فضلاء میں جیسا کہ قاعدہ ہے اوس میں اور ابو الفرج اصفہانی صاحب کتاب الاغانی میں منافس و دشمنی تھی۔ ایک دوسرے کو برا بتاتا تھا۔ چنانچہ ابو الفرج نے سن کی نسبت یہ شعر کہے ہیں۔

لَسْتُ صَدْرًا وَلَا قَرَاتٍ عَلَى صَدْرٍ وَلَا عِلْمُكَ الْبَكِيَّ بَشَافٍ

تو تو صدر اور اول درجہ کا نہیں ہے اور نہ تو نے کسی اول درجہ کے شخص سے پڑھا ہے اور نہ تیرا ذرہ سا علم تسلی دینے والا ہے۔

لَعَنَ اللَّهُ كُلَّ نَحْوٍ وَشَعْرٍ وَعَرَضَ نَحْيِي مِنْ سِيرَافٍ

خدا اوس سب نحو شعر و سخن اور عرض پر لعنت کرے جو سیراف سے آئے ہیں۔

۲۔ رجب ۳۶۵ھ (فروری ۹۷۷ء) کو بروز دوشنبہ اوس نے بغداد میں وفات پائی۔

پھر اسی برس کی عمر تھی۔ خیزران کے قبرستان میں مدفون ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کا بیٹا ابو محمد یوسف کہتا تھا۔ میرے باپ کا خاندان سیراف کا رہنے والا تھا۔ وہ وہیں پیدا ہوا۔ اور وہیں طالب علمی شروع کی تھی۔ مگر بیس سال کی عمر سے پہلے ہی وہاں سے نکل آیا یہاں جا کر فقہ پڑھی۔ پھر سیراف لوٹ آیا۔ پھر عسکر مکرم چلا گیا۔ وہاں ابو محمد بن عمر المتکلم کے پاس پڑھنے لگا۔ یہ استاد میرے باپ کو اپنے تمام شاگردوں پر مقدم سمجھتا اور اچھا بتاتا تھا۔

پھر بغداد میں آیا۔ قاضی ابو محمد بن معروف کی طرف سے بغداد کے ایک حصہ جانب شرقی پر نائب رہا۔ پھر دونوں جانبوں کا کام کرنے لگا۔

سیرانی یکسر سین مہلہ و سکون یا سے تھانیہ و راس مہلہ و الف و فاسیراف کی طرف منسوب ہے جو ساحل بحریر بلاد فارس کا کرمان کے قریب ایک شہر ہے۔ وہاں بہت عالم ہوئے ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اوس کے بیٹے یوسف کے بیان میں سیراف کا باقی بیان بھی آئیگا انتشار اللہ تعالیٰ۔

۱۔ ابو محمد عبید اللہ بن احمد بن معروف بغداد کا قاضی القضاۃ تھا۔ ماہ صفر ۳۸۷ھ (۹۹۷ء) میں مراہے۔

۲۔ جب مسلمانوں نے شام اور ایران کا ملک فتح کر لیا۔ ٹوکوفہ بصرہ مدائن وغیرہ شہروں میں جان ملکوں میں واقع تھے صحابہ رسول اللہ کثرت سے جا کر رہنے لگے چونکہ یہ لوگ اسلام کے رنگ میں رنگے ہوئے اور رسول اللہ کے روبرو اسلامی قوانین پر چلتے اور عمل کرتے رہے تھے۔ اس واسطے تمام مخلوق ان کو قرآن کے معانی سمجھنے والا اور صحیح مطلب بتانے والا جانتے تھے۔ مگر قرآن کے عربی اصلی اور خالص عربی تھی جو لوگ بدویان عرب کے زبان نہیں جانتے تھے۔ ان کے لئے قرآن کا بھنا نہایت دشوار تھا۔ اس لئے شولہ جالبیت کے شمار کا پڑھنا پڑھانا قرآن کے سمجھنے کے لئے ضرور بچھا گیا۔ مگر ان اشعار میں قدیمی الفاظ اور محاورات بہت ہوتے تھے جن کے لئے صرف و نحو اور زبان عربی کا جاننا لازمی تھا۔ اس واسطے بصرہ اور کوفہ میں مدرسہ قائم ہو گئے تھے جن میں یہ علوم سکھائے جاتے تھے یہ مدرسہ رفتہ رفتہ اپنے اپنے جہاد پر تکمیل دینے لگے اور تدریج دونوں مقام پر تعلیم کے دو طرز قائم ہو گئے۔ جن میں اپنے اپنے طرز پر قرآن پڑھایا جاتا اور صرف و نحو سکھائے جاتے تھے جیسے لکھنؤ دہلی میں اردو زبان کے دو صورتیں ہیں اسی طرح سے کوفہ اور بصرہ کے صرف و نحو میں محاورات عربیہ و غمبیرہ میں بھی ایک دوسرے سے فرق ہو گیا تھا۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۶۸ کا نوٹ ۱

(۴) دیکھو تذکرہ ۸۰۹

۱۵۵ ابو علی حسن بن احمد بن عبد الغفار بن محمد بن سلیمان بن

ابان فارسى نجومى

شہر فسا میں پیدا ہوا اور بغداد میں ۱۹۱ھ میں آکر علم حاصل کیا تھا۔ نحومین اپنے وقت کا امام مانا جاتا تھا۔ ملکون میں خوب گھومتا تھا۔ حلب میں بھی سیف الدولہ بن حمدان کے پاس ایک مدت تک رہا تھا۔ یہاں وہ ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) میں آیا تھا۔ یحان ابوالطیب المتنی اور اوس سے خوب خوب مجلسیں گرم رہیں۔ پھر وہ بلاد فارس کو چلا گیا۔ عضد الدولہ بن بویہ کی صحبت میں رہنے لگا۔ اوس کی نظر پڑنا اوسکی ایسی قدر و متزلزلت بڑھتی تھی کہ عضد الدولہ کہنے لگا تھا۔ میں نحومین ابوعلى الفوسى کا غلام ہوں۔ اس نے نحومین عضد الدولہ کے واسطے ایک کتاب الایضاح (تشریح) اور اس کا تکرار لکھا ہے جس کا قصہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں وہ اور عضد الدولہ ایک روز میدان میں شیراز میں کہیل رہے تھے۔ عضد الدولہ نے اس سے پوچھا۔ قام القوم الازیدا میں زید مستثنیٰ منصوب کیوں ہے۔ کہا ایک فعل مقدر کی وجہ سے کہا اوس کی تقدیر کہو کر ہے کہا استثنیٰ زید (زید کو مستثنیٰ کرتا ہوں) عضد الدولہ نے کہا پہلا اوسکو رفع کیوں نہیں دیتے اور فعل مقدر استثنیٰ زید (زید کو رک گیا) کیوں نہیں مانتے اس پر شیخ خاموش ہو گیا اور کہا یہ جواب میدانی ہے پھر جب وہ لوگوں کو اپنے گھر آیا۔ تو اسکی نہایت عمدہ توجیہ لکھی۔ اور عضد الدولہ کے پاس بھیج دی۔ اوس نے جواب کو پڑ کیا جس نے کتاب الایضاح میں ذکر کیا ہے کہ مستثنیٰ ایک فعل کا مفعول ہے جو اوس سے پہلے مقدر ہے اور الا اوسکو تقویت دیتا ہے۔

ابوالقاسم بن احمد اندلسی ذکر کرتا ہے کہ ابوعلى کے سامنے ایک مرتبہ کچھ شعر شاعری کا ذکر ہوتا تھا میں بھی موجود تھا۔ ابوعلى کہنے لگا مجھے تم پر بڑا رشک آتا ہے۔ تم لوگ شعر کہتے ہو۔ اور میری طبیعت اس کے لائق نہیں۔ حالانکہ میں اون علوم سے خوب واقف ہوں جو شعر شاعری کے لئے ضروری ہیں۔ ایک شخص نے کہا کیا آپ نے کبھی کوئی شعر نہیں کہا۔ کہا مجھے تو یاد نہیں کہ میں نے بجز ان تین بیتوں کے جو بڑا باپ کی نسبت میں اور کبھی کوئی شعر کہا ہو وہ یہ ہیں۔

حَصَبُ الشَّيْبِ لَمْ يَكُنْ عَيْبًا وَحَصَبُ الشَّيْبِ أَوْلَىٰ أَنْ يَكُنْ عَيْبًا

میں نے سپید بالوں پر خضاب کیا ہے کیونکہ اوسے ایک عیب مانا جاتا تھا۔ مگر بالوں پر وسعہ لگانا بھی زیادہ مصیوب ہونا چاہئے۔

وَلَمْ أَخْضِبْ خُفَاةً هَجْرِي خَلِّ وَلَا عَيْبًا خَشِيْتُ وَلَا عِتَابًا

میں نے اس خوف سے خضاب نہیں لگایا کہ کوئی دوست چھوڑ کر چلا جائیگا۔ اور نہ مجھے کسی کے عیب اور غصہ کرنے کا خوف تھا۔

وَلَكِنَّ الْمَشِيبَ بَدَأَ مِنْهَا فَصَيَّرْتُ الْخَضَابَ لِعِقَابِهَا

لیکن سپیدی بری معلوم ہوئی اس لئے میں نے اس کو سبزادی کے طور پر رنگ لیا ہے۔

کہتے ہیں کہ کتاب الايضاح کے باب کان میں جو اوس نے التمام الطائی کی اس بیت سے۔

مَنْ كَانَ مَرْغِي عَيْنِهِ وَهَمُومِهِ سَاوِضَ الْأَمَانِي لِمَنْزِلِ قَهْرٍ وَلَا

وہ شخص جس کے ارادہ اور منزل مقصود کے چرک گاہ امید و ن کا بلغ ہو ہمیشہ غریب و غلس میگاہ۔

استشہاد کیا ہے۔ حالانکہ اسکی عادت کے خلاف ہے وہ التمام کے شعر سے کہی استشہاد نہیں کرتا

تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ خدا الدولہ اس بیت کو پسند کرتا اور اکثر اسے پڑھا کرتا تھا۔ اسکی تصانیف بھی

بہت ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔ کتاب التذکرہ (یادگار) جو ایک بڑی کتاب ہے۔ کتاب المقصور

والمدود کتاب الحجۃ فی القراءات۔ کتاب الاغفال جن میں اون غفلتوں کا بیان ہے جو زجاج

نے اپنی کتاب المعانی میں کی ہیں۔ کتاب العوایل الماتہ کتاب السائل الجلیات کتاب المسائل

البنیادیات کتاب المسائل الشیرازیات کتاب المسائل القصصیات کتاب السائل العسکریہ۔

کتاب المسائل البصریہ کتاب السائل المجلیات وغیرہ۔

ایک مرتبہ میں نے ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۵ء) میں بمقام قاہرہ ایک خواب دیکھی۔ اوس میں دیکھتا

کیا ہوں کہ قلیوب کو گیا۔ اور ایک مقبرہ میں پہنچا ہوں۔ وہ مقبرہ ایک پورانی عمارت ہے۔ اور گرد

غبار نے اسے بد رنگ کر دیا ہے۔ تین شخص وہاں رہتے ہیں جو مجاور ہیں میں اسکی خوشنمائی اور

مضبوطی کو دیکھ دیکھ کر تعجب کر رہا تھا۔ اون لوگوں سے پوچھا کہ یہ عمارت کس نے بنائی ہے۔ کہنے

لگے ہمیں نہیں معلوم۔ پھر ایک اون میں سے بولا۔ شیخ ابو علی فارسی اس شہد میں کہتے ہی سال رہا

تھا۔ اس پر ہمارے آپس میں اوس کا کچھ تذکرہ شروع ہو گیا۔ اسی میں وہ کہنے لگے کہ اس فیصلت کے

ساتھ وہ شعر بھی اچھے کہتا تھا۔ میں نے کھامین نے تو اوس کا کوئی شعر بھی نہ سنا۔ کہا میں آپ کو سناتا

ہوں۔ پھر لمبی آواز سے تین بتیں پڑیں۔ اسے پڑھتے میں میری آنکھ کھل گئی۔ کانوں میں آواز کا

لطف آ رہا تھا۔ بیت اخیر مجھے اوس میں سے یاد بھی ہو گئی تھی وہ یہ ہے۔
 النَّاسُ فِي الْخَيْرِ لَا يَرْضَوْنَ عَيْنًا فَكَيْفَ ظَنَنْتَ سَيَمُوتُ الشَّكْرُ وَسَيُحْيَا
 لوگ خوشحالی کے زمانہ میں ایسے ہوتی ہیں کہ کسی سے خوش نہیں رہتے۔ پھر اوس وقت تمہارا
 کیا خیال ہو گا کہ اون کا کیا دل کہتا ہے (جب کہ اون پر ظلم کیا جاوے یا وہ (دوسروں پر ظلم کریں)
 غرض وہ اس قدر مشہور ہے کہ اوس کے فضل و کمال کے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ مگر لوگ
 اوس کی افضال کی تہمت لگایا کرتے تھے (سن ۹۸۸ھ) میں پیدا ہوا۔ اور بر وزیر یک شنبہ
 ۱۷۔ ربيع الاخر یاربیع الاول ۱۸۸۸ھ (اگست ۱۸۸۸ھ) شہر بغداد میں وفات پائی۔ شو نیری میں
 مدفون ہوا۔ فارسی مشہور لفظ ہے حاجت ضبط نہیں۔ اوسے فسوی بھی کہتے تھے محسوی۔ بفتح قاف
 و سکون سین مہملہ منسوب ہے قساقی طرف جو فارس کا ایک شہر ہے۔ اور بسا سیری کے بیان میں
 اوس کا ذکر اور پر اچکا ہے۔ قلیوب۔ بفتح قاف و سکون لام و ضم یاء تختانیہ و سکون واو و باء
 موحده ایک پھوٹا شہر ہے قاہرہ سے دو تین فرسخ پر وہاں باغات بہت کثرت سے ہیں۔

۱۔ مجلو اس قصہ کا پتہ کھین نہیں ملا۔ ورنہ میں اوس کا کچھ حال لکھتا۔

۲۔ میدان کے معنی ہیں گھوڑ دوڑ کا میدان۔

۳۔ میدانی جواب سے اوس کی مراد ہے کہ جس طرح گھوڑ دوڑ کے میدان میں ہر ایک فریق اپنے
 اپنے قاعدہ کو ملحوظ رکھتا ہے اوسی طرح یہاں صرف و نحو کے بحث میں بھی اپنا اپنا خیال ملحوظ رکھا گیا ہے
 ۴۔ الف مقصورہ و مالف جو کچھ کثرت پڑا ہوا ہے۔ محدود و کثیر کثرت پڑا ہوا ہے۔

۵۔ دیکھو تذکرہ ۶۸ کا نوٹ ۱

۶۔ دیکھو تذکرہ ۱۹ کا نوٹ ۷

۷۔ مجاورت کے معنی ہیں۔ کسی مسجد یا مقبرہ وغیرہ میں مذہبی اعتقاد کے وجہ سے جا کر رہنا۔

۸۔ فضلی ترجمہ یہ کسل عبارت ہے۔

۹۔ معتزلی فرقہ مسلمانوں میں ایک مسلک کا مذہبی فرقہ ہے۔

۱۰۔ دیکھو تذکرہ ۷۸۔

۱۵۶ ابو احمد حسن بن عبد اللہ بن سعید عسکری

علم ادب کا بڑا امام اور حدیث کا بڑا حافظ اور صاحب اخبار و نوادر تھا۔ اشعار قدما کا بہت بڑا راوی اور صاحب تصانیف مفیدہ ہے۔ ایک کتاب التصحیف^۱ اوس نے لکھی ہے۔ جس میں بہت کچھ جمع کیا ہے۔ اور اس فن میں کمال کو پہونچا دیا ہے۔ اور بھی اس کی کتنی ہی کتابیں ہیں صاحب بن جبکا دچاہتا تھا کہ اوس سے ملاقات کرے۔ مگر کوئی سبیل نہیں ملتی تھی۔ آخر کار اوس نے اپنے مخدوم سوندا الدولہ بن بویہ سے کہا کہ عسکر مکرم کے معاملات میں کچھ خلل واقع ہوا ہے اور اوس کی تحقیق کے لئے مجھے خود جانے کی ضرورت ہے۔ سوندا الدولہ نے اوسکی اجازت دیدی جب وہاں آیا تو اوسے امید تھی کہ من اوس سے ملنے آئیگا۔ مگر وہ نہ آیا تو صاحب نے اوسے لکھ کر یہ متن بھیج دیا۔

وَلَمَّا أَتَيْتُمْ أَنْ تَزُورُوا وَقَلْتُمْ صَعَفًا فَلَمْ تَقْلِرْ عَلَى الْوَحْلَا
جب تم نے آنے سے انکار کیا اور کہا ہم طعیف و ناتوان ہیں اونٹ کے سواری کی قدرت نہیں نہیں ہے۔

آتَيْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ارْضَتُمْ وَرَكْمٌ وَكَمْ مَنَزِلٍ بَكْرًا لَنَا وَعَوَانٌ
تو ہم ایک دور کے ملک سے تمہارے پاس آئے کہ تم سے ملین اور ملنے کے لئے تم کو جگہ جگہ دیکھا جن میں بہت سے مقام ایسے تھے جہاں ہم کبھی نہیں گئے تھے اور بہت سے پورا نے تھے۔

نَسَا لَكُمْ هَلْ مِنْ قَرْنٍ نَزَلَ بِلَكُمْ يَسْلُ جُفُونٍ لَا يَسْلُ جِفَانٍ
اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کیا تمہارے جہان کے لئے مہانی کا حق میسر ہوگا۔ جس میں بڑی بڑی رکابیان (کہانوں سے) بھری ہوئی نہیں۔ بلکہ (تم کو دیکھ کر) آنکھوں کی خوشی سے پھرے ہوئے ہائے ہیں۔

اور ان کے ساتھ کچھ شتر بھی لکھی۔ ابو احمد نے شتر کا شتر میں جواب دیا۔ اور نظم کے جواب میں یہ مشہور بیت لکھی۔

أَهْمٌ بِأَمْرِ الْحَشَمِ لَوْ أَسْتَطِيعُ وَقَدْ جَلَّ بَيْنَ الْعِدِّ وَالنَّزْوَانِ
اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں کیا کام ادا کر رہتا ہوں۔ مگر گزیر کے اور سرشت کے درمیان

رکاوٹ حاصل ہو گئی ہے۔

جب صاحب نے اس جواب کو دیکھا تو اسے بڑا تعجب ہوا کہ ابو احمد نے اس بیت کو اپنے سال کے ساتھ کس خوبی سے چنان کر لیا۔ واعد اگر میں جانتا کہ وہ اس بیت کو کام میں لائیگا۔ تو میں اس روی میں نظم لکھتا ہی نہیں۔ یہ بیت صخر بن عمرو بن الشریح خنسا (شاعرہ) کے بھائی کے شہر یمتوں میں سے ہے۔ صخر ایک مرتبہ بنی اسد کی لڑائی میں گیا تھا۔ ربیعہ بن ثور الاسدی کے ہاتھ سے اس کے ایک برچھا لگا۔ اور ایسا صدمہ ہوا کہ زرہ کے حلقہ اس کے پیلیوں میں پھنس گئے۔ ایک برس تک وہ اسی زخم کی سخت بیماری میں مبتلا رہا۔ اسکی مان اور اسکی بی بی سلیمی اسکی خدمت کرتی تھیں۔ بی بی اسکی نہایت وق ہو گئی۔ ایک عورت کھین جاتے جاتے اس سے صخر کا حال پوچھنے لگی۔ بی بی نے کہا نہ تودہ زندہ ہی ہے کہ اس سے آئندہ کئی کچھ امید ہو۔ اور نہ مرا ہی ہے کہ یا د سے فراموش ہو جائے۔ کھین صخر کے کان میں یہ آوا پڑ گئی۔ اس پر اس نے یہ شعر پڑ ہے۔

اُمّی اُمّ صَخْرٍ لَا تَمْلِ عِيَادَتِي وَمَلَّتْ سَلِيمِي مُضْجِي وَمَكَلَّتِي

میں دیکھتا ہوں کہ صخر کے یعنی میری مان پر ہمارے بلول نہیں ہو گئے۔ مگر سلیمی میرے بستر اور میرے موجودگی سے گہا ہو گئے تھے۔

وَمَا كُنْتُ أَخْشَى أَنْ أَكُونَ جَنَانًا عَلَيْكَ وَصَنْ يَغْيَرُ بِالْحَدَثَانِ

مجھ کو تو اس کا کبھی خوف نہ تھا کہ میں مجھ پر ایسا بھاری اور دسوار ہو جاؤ گا۔ مگر یہ دونوں ہے جو حوادث میں مبتلا ہو رہے۔

لَعْمَرِي لَقَدْ نَجَّيْتُ مَنْ جَانَنَا وَأَسْمَعْتُ مَنْ كَانَ لَهُ أَذْنَانِ

مجھے اپنی عمر کی قسم ہے تو نے اس شخص کو جگا دیا جو بڑی مینا سو رہا تھا۔ اور جسکی دو کان تھے اسکو آواز نہ

ہو۔ اُمّی اُمّ صَخْرٍ سَاوِي بِأَمِّ حَلِيلَةٍ فَلَا عَاسِقَ إِلَّا فِي شَقِي وَهَوَانِ

کوئی مرد ہے جس نے اپنے بی بی سے ایسے ہی محبت کی ہو جیسے اپنے مان سے کرتا تھا

اس شخص نے ضرور اپنے زندگی شقاوت اور ذلت میں بسر کی ہوگی۔

أَهْمٌ بِأَمْرِ أَخْزَمَ لَوْ أَسْتَطِيعُ وَقَدْ جَلَّ بَيْنَ الْغَيْرِ وَالنَّزْوِ

اگر مجبین طاقت ہوتی تو میں ایک بڑے کام کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر گورنر کے اور سرعت کے درمیان رکنا ہوتا
حائل ہو گئی ہے۔

فَلَمَوْتَ خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ كَانَهَا مَعَرَسٌ يُعَوِّبُ بِرَأْسِ مِصْنَانِ
واقعی اوس زور و انگیزا زندگی سے موت بہتر ہے۔ جس میں کسی سردار کا بستر یا مصیبت آمیز ہو جیسے
نیزہ کی نوک۔

اوس کی ولادت روز پختنبہ ۱۶ شوال ۱۹۳۲ء (اگست ۱۹۰۶ء) کو ہوئی اور بروز جمعہ ۷ فروری ۱۹۸۲ء
۳۸۲ء (فروری ۱۹۹۳ء) کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ تھا۔ ابو بکر بن دریدا کا شاگرد تھا۔ یہ کتابیں اوس کی
تصنیف ہیں۔ کتاب التخلیف والموت (غیر مثال اور مثال) کتاب علم المنطق کتاب الحکم والامثال کتاب
الزواج (شگونوں کی کتاب) وغیر ذلک۔

عسکری بفتح عین مہملہ وسکون سین مہملہ وقع کاف وراے مہملہ مضوب ہے چند مواضع کی طرف جس میں
عسکر مکرّم (مکرّم کا شکر گاہ) بہت مشہور ہے۔ یہ شعر ہزار کے علاقہ میں ہے۔ اور مکرّم جس کی طرف یہ مضوب
ہے مکرّم الباعی ہے۔ اسی نے اس کی بنیاد ڈالی تھی۔ ابواحمد اسی جگہ کا رہنے والا تھا۔ دوسرے مواضع کی طرف
جو عسکری مضوب ہے اوس کا ذکر بھی دوسری جگہوں پر آئیگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۷۷ کا نوٹ ۱

(۲) دیکھو فلوکل کا ترجمہ کتاب حاجی طیف جلد دوم صفحہ ۳۰۱

(۳) دیکھو تذکرہ ۹۳۔

(۴) یہ شعرا و سی وزن اور قافیہ کا ہے جن میں صاحب نے اپنے نظم لکھی ہے۔

(۵) یہ شعر اکثر اوس وقت طنز اُٹھ کر آتے ہیں جب کوئی غیر متوقع طور پر کسی سے ملاقات کرتا ہے۔ اور طے کی امید
نہیں ہوتی ہے۔

(۶) اوس کا ارادہ تھا کہ اپنے جورو کو قتل کر دے مگر اوس میں انھنے کی طاقت نہ تھی۔

(۷) معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک گزیر کے سے کتاب ہوگی جس میں وہ مختلف مقامات دکھائے گئے ہیں جن کے
ایک ہی نام ہیں۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۶۲۔

ابو علی حسن بن شریق معروف بالقیروانی

۱۵۷

فصل ہما و ہما سے مراد ہے۔ اوس نے اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ اون میں سے بعض یہ ہیں کتاب العوۃ (ستون) جس میں اشار کی بُرائی بھلائی اور شعر گوئی کے قواعد لکھے ہیں۔ کتاب الامنوج الرسائل النفاذ اور انظم الجید۔

ابن بکام نے کتاب العوۃ میں لکھا ہے میں نے سنا ہے کہ دوسریلہ میں پیدا ہوا اور کچھ مدت اوسے جلاویہ کی تحصیل کی۔ پھر قیروان کو لے گیا۔ مگر دوسری روایتوں میں ہے کہ وہ شام (مصر) میں پیدا ہوئے۔ پھر قیروان کو لے گیا۔ مگر دوسری روایتوں میں ہے کہ وہ شام (مصر) میں پیدا ہوا تھا۔ باپ کا ایک روز غلام بنی ازد کا مولیٰ تھا۔ پھر چون شام (مصر) میں مر گیا۔ باپ اوس کا سپت شہر حمیر میں رہ کر گری کرتا رہا۔ اور یہ پیشہ بیٹے کو بھی سکھایا تھا۔ مگر اوس نے عمادیہ میں ادب پڑھنا شروع کر دیا۔ اور شعر کہنے لگا۔ پھر اس فن میں ترقی کرنے اور اہل ادب سے ملنے کا اوسے ایسا شوق پیدا ہوا کہ قیروان چھوڑ دیا۔ وہاں ادب شہرت حاصل کی۔ وہاں کے حاکم (المغرب بادشہ) کی مدح لکھی اور اوس کی خدمت میں رہنے لگا۔ پھر جب عربوں نے قیروان پر حملہ کر کے خراب و برباد کر ڈالا۔ باشندوں کو قتل و ہلاک کیا تو یہ جزیرہ صقلیہ چلا گیا۔ مگر شہر میں قیام کیا اور وہیں مر گیا۔ ایک فاضل کے ہاتھ کامین نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ وہ مازن بن شام (مصر) میں مرا ہے۔ مگر اول روایت زیادہ تر اعتبار کے قابل ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ شہر جزیرہ صقلیہ میں ہے۔ اوس کا ذکر مازری کے بیان میں ایک انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ شب شبہ کیم ذی قعدہ ۱۷۷ کو مازن میں مرا ہے۔ واللہ اعلم اوس کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

أَحَبُّ أَخِي وَإِنْ أَعْصَتْ عَنْهُ وَقَلَ عَلَيَّ مَسَامِيحُ كَلَامِي

میں اپنے بھائی سے محبت کرتا ہوں۔ اگرچہ میں اس سے منہ چھپائے رہتا ہوں اور بہت ہی کم میری آواز اوس کے کانوں تک پہنچتی ہے۔

وَلِي فِي وَجْهِ تَقْطِيبُ سَرَاضٍ كَمَا قَطَبْتُ فِي وَجْهِ الْمَدَامِ

میں اپنے چہرہ پر اوسے دیکھ کر رضا مند ہونے کے شکر ٹال لیتا ہوں۔ جیسے تو شراب کے سامنے شکر ٹال لیا کرتا ہے۔

وَسَرَبَتْ تَقَطَّبَ مِنْ غَيْرِ بَعْضٍ وَبَعْضٌ كَامِنْ تَحْتَ اَبْيَسَامٍ
 بعض وحد کے بغیر ہی بارہا شکن پڑا کرتی ہے۔ اور تبسم و ہنسی کے نیچے اکثر نفرت و دشمنی
 پیچھی رہتی ہے۔

اور اسی کے شعریہ بھی ہیں۔
 يَا سَرَبَ لَا اقْوَى عَلَيَّ دَفْعِ الْاَدَى وَبِكَ اسْتَعْنَتْ عَلَيَّ لَقِيْفَةُ الْمَوْتِ
 اے پروردگار مجھے اودیت کے دور کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ کفر و مروتی کے مقابلہ میں تجھی
 تجھ سے ہی مدد جانتا ہوں۔

مَا لِي بَعَثْتَ اِلَى الْاَلْفِ بَعُوْصَةً وَبَعَثْتَ وَاحِدًا اِلَى تَصْرِفِ
 میرے طرف تو نے ہزار بھیر کیوں بھیج دی۔ حالانکہ غزوہ کے طرف صرف ایک بھیر بھیجا تھا۔

اور اسی کی میں یہ شعر جنجین ابن بتمام نے ذخیرہ میں لکھا ہے۔
 اَسْلَمْتَنِيْ حَيْثُ سَلِمْنَا نَكْمُ اِلَى الْهَوَى اَيَّرُهُ الْقَتْلُ
 تمہارے سلیمان کی محبت نے مجھے ایسے شوق میں ڈال دیا ہے۔ کہ جس کے بیت ہی آسان خیز قل ہے۔
 قَالَتْ لَنَا جُنْدٌ مَّادَحَاتِهِ لَمَّا بَدَا مَا قَالَتِ الْمَلُ
 جب اوس کی ملاح و نحو بصورتی کا لشکر سامنے آیا تو ہم سے اوس نے وہ بات کہی جو حیوٹی نے کہی تھی۔
 قَوْمُوا اَدْخُلُوا مَسْكَنَكُمْ قَبْلَ اَنْ تَخْطَمَكُمْ اَعْيُنُهُمُ الْخَجَلُ
 اوتھو۔ اور اپنے بلوں میں اوس سے پھلے گس جاؤ کہ تم کو اپنے بڑے بڑے آنکھوں (کے سحر
 انگیز طاقت) سے پہلے ڈالے۔

یہ بھی اوس کے ہیں اور اوس وقت کے ہیں جبکہ اوسے بوڑھا ہو کر چلنا مشکل ہو گیا تھا۔ اچھا مضمون ہے۔
 اِذَا مَا خَفَقَتْ كَعْمَدُ الصَّبَا اَبَتْ ذَا لِكَ الْخَمْسُ وَارَاكَ بَعُوْنَا
 جب میں نے چاہا کہ آیام طغولت کی طرح بھکا اور خوش ہو جاؤں تو پانچ اور چالیس (پنہالیس سال)
 نے اس سے انکار کر دیا ہے۔

وَمَا ثَقُلَتْ كَعْبَرًا وَطَاحَتْ وَلَكِنْ اَجْرًا وَمَا لِي السِّنْيَا
 میرے قدم بوڑھا پے سے بجاری نہیں ہو گئے ہیں۔ بلکہ اون سالوں سے ہو گئی ہیں جو میں

اپنے چچے کہنے لارہا ہوں۔

یہ بھی اوس کے ہیں۔
وَقَائِلَةٌ مَاذَا الشَّوْبُ وَذَاضِي فَقُلْتُ لَهَا قَوْلُ الْمَشَوِّقِ الْمَتِيمِ

مشوقہ نے پوچھا یہ بیکلان اور بیاری کس لئے ہے۔ اس کے جواب میں میں نے اسے

وہی بات کہی جو ایک آرزو مند عاشق نے کہی تھی۔
هَوَاكَ أَتَانِي وَهُوَ ضَيْفٌ أَعْنَى فَاطِمَتُ كَسْنَى وَأَسْقَيْتُ دَقْنَى

تیری محبت میرے پاس آئے۔ وہ ایسا جہان تھا جس کی میں عزت کرنے لگا۔ اور اوسکی ضیافت میں میں نے اسے اپنا گوشت کھلایا۔ اور اپنے خون کا پانی پلایا۔

اوسکی تصانیف سے ایک کتاب قراضۃ الذهب (پارہائے طلا) بھی ہے۔ گوکہ وہ حجم میں بہت چھوٹی ہے۔ مگر بڑی مفید ہے۔ ایک اور کتاب الشذوذ و لغت میں لکھی ہے۔ جس میں اوس نے ہر ایک ایسے کلمہ کو درج کیا ہے۔ جس کا استعمال شاذ اور خاص مفہومات میں ہوتا ہے۔ چونکہ ہم کو اختصار منظور ہے اس لئے ہم اون وقائع اور ماجرات کو بھان قلم انداز کرتے ہیں جو اس کے اور عبد اللہ محمد بن ابی سعید بن احمد المعروف بابن شرف القیروانی کے درمیان گزرے ہیں اور بہت طول طویل ہیں۔ رشتیق۔ فتح رائے مہملہ و کثرین مثلثہ ویلے تھمائی وقاف۔ سید کا ذکر اور آچکا ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۱) اسکوتیروانی غالباً اس سبب سے کہتے ہیں کہ ابن رشتیق ان کا تبا ابو العباس احمد سے اوسے امتیاز ہو جائے جس نے قرطبہ میں پڑھا اور زبان عربی فقہ اور حدیث میں بڑا درجہ حاصل کیا تھا۔ ابو الجیش مجاہد بن عبد اللہ العامری کسی بڑی خاطر کرتا تھا۔ اوس نے اسے جزیرہ میجارقہ کا والی کر دیا تھا۔ یہ وہاں مدت تک بڑے عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرتا رہا اور بڑی عمر کا ہو کر سن ۳۸۹ھ (۱۰۰۰ء) سے کچھ ہی چلے انتقال کیا۔ اوس کے رسالہ کو گون نے فراہم کیا اور وہ مشہور ہیں۔ (المجلۃ السیارہ)

(۲) یہ ایک علم ادب کی کتاب ہے (دیکھو کشف الظنون) اوس نے قیروان کی بلیک تاریخ بھی لکھی ہے جس کا ذکر اکثر مورخین کیا کرتے ہیں اس کا بھی کشف الظنون میں حوالہ دیا گیا ہے۔

(۳) سید ۳۱۵ھ (۹۲۷ء) میں القائم بامر اللہ فاطمی نے مکرر آباد کیا تھا۔ اور اوس کا نام محمد بن کیا تھا۔ (ابو القدا) (۴) یہ واقعہ ۳۴۹ھ (۱۰۵۷ء) کا ہے (ابو القدا)

اِنْ كَانَ رَأَى شَاوِرُوهٗ اَخْفَا
اَوْ كَانَ بَاسًا نَازِلُوهُ عَنْتَرَا
اگر کبھی راس لینا ہو تو اوس سے مشورہ لو۔ اوس وقت وہ اخف کی سی راس دیگا۔ یا اگر کچھ خوف ہو تو اوس سے لڑو۔ اوس وقت بھاڑی ہن او سے عنترہ کے طرح پاؤ گی۔

قَدْ صَامَ وَالْحَسَنَاتُ مَلِكُ كِتَابٍ
وَعَلَى مِثَالِ صِيَامِهِ قَدْ افْطَرَا
اوس نے روزہ رکھا لہذا مگر کام نہ چھوڑا، اوس کے نیک کام اس قدر ہیں کہ اوس سے کتاب بھر گئی ہے۔ اور جیسے اوس کے روزہ رکھنے کے دن جوتے ہیں ایسے ہی اوس کے روزہ نہ رکھنے کے ہوتے ہیں۔

وَلَقَدْ تَخَوَّفَكَ الْعَدُوُّ وَبَجَلِهِ
لَوْ كَانَ يَقْدِرُ اَنْ يَرُدَّ مَقْدَرَا
دشمن نے اپنے کوشش سے تجھے خوف میں ڈالنا چاہا لہذا کچھ کر سکا یا نہ کر سکا اگر اس کے ساتھ ہی اوس میں مقدر لٹ دینے کے قدرت بھی ہوتی تو کچھ کر سکتا تھا۔

اِنْ اَنْتَ لَمُتَّبِعْتَ اِلَيْهِ ضَمَّراً
جُرَدًا بَعَثْتَ اِلَيْهِ كَيْدًا مُضْمَرًا
اگرچہ تو نے اوس کے طرف (گھوڑے) چلنے پیٹھ کے تیز رفتار نہیں بھیجی۔ اگر اوس کی طرف متلاشی کیا تو کر دی کی پالی (گوروا) کیا ہے۔

يَسْتَهْنِي وَمَا حَلَّتْ رِجَالُ اَيْضًا
فِيهِ وَلَا اَدْرَحَتْ كُمَاؤُ اسْمَرًا
جب یہ سیدھا اپنے تومر دان کا شمشیر نشان نہیں اٹھائے ہوتے اور نہ دلاور زرہ کے کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔

خَطَا وَالْيَكْفَ فَمَا طَرَفًا وَابْتَفَوْهُمْ
وَامُرْتَ سَيْفَكَ فِيمَا اِنْ يَخْطَا
جب دشمن تیرے طرف جلدی کرتے ہیں تو وہ اپنے جانوں کو خطرہ میں ڈالتے ہیں تو اپنے تلواروں میں ملنے کا حکم دیتا ہے۔

تَجِبُوا لِحِلْمِكَ اَنْ تَحُولَ سَطْوَةً
وَمُرَالُ خُلُقِكَ كَيْفَ عَادَ مَكْنَةً
اس وقت جب تیرا حلم حملہ سے بدل جاتا۔ اور تیرے خلق کا شیریں چشمہ لوٹ کر مکدر ہو جاتا ہے تو انکو بڑا تعجب ہوتا ہے۔

لَا تَجِبُوا مِنْ رِقَّةٍ وَقَاوَةٍ
فَالنَّاسُ تَقْدَحُ مِنْ قَضِيْبِ خَضَوَةٍ
نرمی اور سستی پر (دشمنوں) تم تعجب نہ کرو ویکو سبز کڑی سے آگ نکلا کرتے ہے۔

تطویل کے اندیشہ سے میں اسی پر اختصار کرتا ہوں۔ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ او سے خزانۃ النبۃ میں قتل کر دیا گیا۔ جو شہر قاہرہ المعزۃ میں ایک قید خانہ تھا۔ یہ واقعہ (۱۸۹۰ء) کا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ اثنار بھی اوسی کے طرف منسوب ہیں۔

يَا سَيْفَ نَضْرِي وَالْمُهَنْدُ يَا نَعُ وَمَا يَمِيعُ أَرْضِي وَالسَّحَابُ مَصَا
اے تلوار جو میرے نصرت کے لئے ہے اور اے تیز شمشیر اگر رخ (دشمن کے خون سے) اور اس

موسم بہار کے ابر میری زمین کے لئے جب کے ابر اس طرف سے صاف ہو گیا ہو۔
أَخْلَاقُ الْغُرِّ الْمَيِّتَةِ مَالَهَا حَمَلَتْ قَدَمِي الْوَاثِينَ وَهِيَ سَلَامٌ
تیری صاف و پاک اخلاق کو کیا ہو گیا ہے۔ جو اوس سے غمازون کے تہمت و بکارتان کہا ہے۔ حالانکہ وہ تیرا اخلاق صاف شراب کی طرح ہے۔

وَالْإِفْكُ فِي مِرَاةِ سَرَايِكَ مَالَهُ يَخْفَى وَأَنْتَ الْجَوْهَرُ الشَّفَافُ
تیرے آئینہ رمانی میں کیا ہو گیا ہے کہ جھوٹ چھپ جاتا ہے۔ حالانکہ تو جو ہر شفاف ہے (جس میں کوئی چیز چھپ نہیں سکتے)۔

یہ دونو مشہور متین بھی اوس کے دیوان میں میں نے دیکھے ہیں۔
حِجَابٌ وَاعْجَابٌ وَفِرَاطٌ تَصْلَفُ وَمَدِيدٌ نَحْوُ أَلْعَادِ بِكَ لَفُ
پرودہ (جو دربار میں عرض گزاروں کی لئے پڑا رہتا ہے) اور فیصلت جتانے اور کثرت سے لائن زنی کرنا اور بلند مرتبہ والے کے طرف مجبوری سے ہاتھ بڑھانا۔ (آج کل کے اہل دربار کو یہ تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں)
وَلَوْ كَانَ هَذَا مِنْ وَرَاءِ كِفَايَتِهِ عَدَمًا نَا وَلَكِنْ مِنْ وَرَاءِ خَلْفِ
اگر یہ امر لیاقت کی وجہ سے ہوتا تو ہم اس پر کچھ زیادہ خیال نہ کرتے لیکن یہ تو بالآخر کے وجہ سے ہوتا ہے شغباً بفتح شین مثلثہ و سکون خاے معجمہ و باے موحده و الف مدودہ و عقتلانی منسوب ہے۔ شہر عسقلان کی طرف جو ساحل (شام) پر مشہور ہے۔

(۱) میرے ابن خلکان کے عربی نسخہ میں جو میرے پاس ہے۔ الشغباء لکھا ہے۔ مگر انگریزی مترجم کے اسے

الشغباء بیان کیا ہے دیکھو تذکرہ ۱۰۱ کا نوٹ ۶

(۲) مجید جس کے معنی بھان لائق کے دئے ہیں۔ حقیقت میں وہ شخص ہے کہ جو کام وہ ہاتھ میں لے

اوسکو پورا اچھی طرح کر دے۔

(۳) دیکھو مذکرہ ۷۸ نوٹ ۲

(۴) لفظی ترجمہ دراز دست۔

(۵) ابتداء کے معنی میں عبارت آرائی کا نیا ڈھنگ اختیار کرنا۔ عماد الدین بھی اپنے تصنیفات میں ایسے

یہی مشائخ عبارتیں لکھتا ہے۔ قدیمی عربی میں ایسے عبارتوں کے دستور بھی یہ ایرانیوں کی ایجاد ہے

(۶) اخف بن قیس اپنی دانشمندی اور عقل کی وجہ سے مشہور تھا دیکھو مذکرہ ۲۸۲

(۷) دو کلڑیاں لو ایک اون میں سے کہہ دی اور ذرہ سخت ہوا اور دوسرے نرم اور صاف ہو تو گر گئے

سے اگل نکل آتی ہے۔ جنگلوں میں اسی طرح اگل نکال لیتے ہیں یہ اشعار جس قصیدہ سے لئے گئے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ اوس میں فاطمی خلیفہ مستنصر باللہ کے مدح کی گئی ہوگی۔

(۸) ہزارۃ البند (چندون کے میگزین) کو فاطمی خلیفہ انطاہر نے بنایا تھا۔ یہاں کام کرنے والوں میں

تین ہزار کاریگر اسلحہ سازی کا کام کیا کرتے تھے (خطط مقریری)

(۹) معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار ابن خلکان نے بعد میں اسی تذکرہ میں بڑا دے ہیں پھلے نہ تھے۔

(۱۰) اس مصرعہ کے اخیر حصہ والہندیانغ کا ترجمہ انگریزی مترجم نے یوں لکھا ہے۔ "جب کہ دشمن کی

لموار (خون سے) سرخ ہے اور اوپر یہ نوٹ دیا ہے۔ "یا نفع" پر نقطہ مختلف طرز پر دی گئی ہیں۔ لیکن

کوئی لفظ موقع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔ متن میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے اطمینان

ہو اگر قیاس کرنا کچھ بیجا نہ ہو تو میرے قیاس میں یہاں لفظ "تالم" رکھ دینا چاہئے۔ جس کے معنی

کبتلی اور ٹوٹی ہوئی کے ہیں۔"

(۱۱) میں نے عذر کے معنی خیال نہ کرنا لئے ہیں۔

۱۵۹ ابو محمد حسن بن ابراہیم بن الحسین بن الحسن بن علی بن خالد بن

راشد بن عبد اللہ بن سلیمان بن نوالق مصری

ایک شخص کی اولاد میں تھاجر قبیلہ لیث کا سہلی تھا۔ فن تاریخ کا بڑا فاضل تھا۔ اس فن میں اس نے

ایک بڑی اچھی کتاب لکھی اسے۔ خطبہ مصر یعنی مصر کے مقامات مختلفہ کے بیان (میں بھی اوس نے ایک کتاب لکھی ہے اور اس مضمون کو پورا پورا ادا کر دیا ہے۔ کتاب اخبار قضاۃ مصر بھی اوس کی ہے۔ جو اوس نے ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب الکندی کی کتاب اخبار قضاۃ مصر کی ذیل کے طور پر لکھی ہے۔ ابو عمر کی کتاب میں مسئلہ تک بیان ملتا ہے۔ ابن زولاق نے اس کی تکمیل کی۔ قاضی بکار بن قتیبہ کے بیان سے شروع کیا اور محمد بن النعمان کے بیان پر ختم کیا ہے۔ محمد بن النعمان کا حال اوس میں رجب ۳۹۹ (جولائی ۱۰۰۹ء) تک کا ہے۔ اس کا دادا حسن بن علی عداۃ شامیر سے تھا۔

ابو محمد بروز سہ شنبہ ۲۵ ذی قعدہ ۳۳۲ (نومبر ۹۴۳ء) کو مرا ہے۔ رحمہ اللہ تھا۔ میں نے اوس کی کتاب اخبار قضاۃ مصر میں جہاں اوس نے قاضی عبید کا حال بیان کیا ہے لکھا دیکھا ہے کہ فقیہ منصور بن اسمعیل الشریح جادی الاولیٰ ۳۳۲ (اکتوبر ۹۴۳ء) میں مرا ہے۔ پھر کتاب ہے کہ وہ میر پیدا نش سے تین مہینہ سے پہلے مرا ہے۔ علی ہذا التقدير ابن زولاق نے ذکر کی ولادت شعبان ۳۳۲ (جنوری ۹۴۳ء) میں ہو چاہئے۔ یہ طحاوی سے حدیث کی روایت کیا کرتا تھا۔ زولاق۔ بضم زاء جمعہ و سکون واو و لام والف و قاف یث سے مراد یث بن کناز ہے جو ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ ابن یونس مصری نے کہا ہے کہ وہ لیشی بالولہ تھا۔

(۱) جرح کشف الظنون کے مطابق غالباً عبد الرحمن الصوفی کے تاریخ مصر کا دوسرا نسخہ ہے۔

(۲) سیوطی کے قول مندرجہ حسن الخافرقہ کے مطابق اسی الکندی نے جو بظاہر یعقوب الکندی مشہور فلسفی کا پوتا نظر آتا ہے مصر کے جیون کے بیان میں بھی ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اوس نے فضائل مصر رکھا ہے۔ یہ شخص کا فور کا ہم عصر تھا۔ کشف الظنون میں مقررہ ہے کہ اس کے وفات کی تاریخ ۳۳۲ (۹۴۳ء) بتائی ہے۔

۱۶۰ ابو نزار حسن بن ابی الحسن صافی بن عبد اللہ بن نزار بن ابی

الحسن نحوی

معروف بلکہ النخاعہ تھا۔ عماد الدین کاتب نے خریدہ میں اوس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ بڑے زبردست فاعلموں میں سے تھا۔ اور اپنے اون کتابات کا ذکر بھی کیا ہے۔ جہاں دونوں میں دمشق میں ہوئے

ہیں۔ واقعی نوحین اوست بڑا کمال تھا۔ اپنے طبقہ کے لوگوں میں کوئی اوس کو نہیں پہنچتا تھا۔ بڑا ہی ذوق فہم
 فصیح اور ذکی تھا۔ ان اتنی بات بھی کہ اوس سے غور تھا۔ اپنا لقب خود ہی ملک النخاع رکھتا تھا۔ اگر اوس کوئی اس
 لقب سے نہ پکارتا تو اوس سے ناراض ہوتا تھا۔ ۱۲۶ھ میں بغداد سے آکر اوسط میں سکونت اختیار
 کر لی تھی۔ مدت تک وہاں رہا۔ وہاں کے باشندوں نے اوس سے علم ادب میں بڑا فائدہ اٹھایا۔ اوس کی فضیلت
 و عظمت پر سب کا اتفاق تھا۔ ابوالبرکات المستوفی نے تاریخ اربل میں اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ اربل کو
 آیا۔ پھر بغداد رہ کر وہاں حدیث پڑھی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کے فقہ اور اصول الدین ابو عبد اللہ
 ایقرقوانی سے اور خلافت اسد المہینی سے اور اصول الفقہ ابوالفتح بن برہان مصنف الوجیز والوسیط فی اصول
 الفقہ سے اور ابو فصیح سے پڑھا تھا۔ یہ فصیحی عبدالقادر جرجانی صاحب الجمل (نہیں بلکہ الجمل) (۳) الصغری
 کا شاگرد تھا۔ پھر ہزار خراسان کرمان غزنہ کو پھر نا پھر آما شام کو چلا گیا دمشق میں وطن اختیار کر لیا۔ وہیں
 بروز سہ شنبہ ۱۸۰ھ (مئی ۱۲۸۸ء) کو اوس نے وفات پائی دوسرے روز چھار شنبہ کو مقابر
 باب الصغیر میں دفن ہوا۔ اسی سال سے عمر بچا و زکر گئی تھی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد مجھے اوس کی تاریخ
 ولادت بھی مل گئی۔ بغداد کے محلہ دارالذوق میں جانب غربی کو ۱۸۹ھ میں پیدا ہوا تھا۔ فقہ اصول دین اور اصول
 فقہ میں اور نوحین اوس کی تصنیفات بہت ہیں۔ اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جس میں اوس نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی مدح میں قصائد کہے ہیں یہ اوس کے شعر ہیں۔

سَلَوْتُ بِحَمْلِ اللَّهِ عَنْهَا فَأَصْبَحَتْ وَدَاعِي الْهُوَى مِنْ نَحْوِهَا لَا أُجِيبُهَا

اللہ کو تعریف ہو مجھے اوس کی طرف سے تسلی ہو گئی ہے۔ اب اوس کی طرف سے محبت کے بولانے والے

بولاتی ہیں مگر میں انہیں جواب نہیں دیتا۔

عَلَى أَقْتَى لَا شَأْنُكَ إِنِّ أَصَابُهَا بِلَاءٌ وَلَا سَاحِضٌ بَوَاشٍ يُعِيبُهَا

اوس پر بھی میری حالت یہ ہے کہ اگر میرے محبوب پر کوئی بآپڑے تو میں کچھ خوش نہیں ہوتا اور اگر کوئی

نماز اوس پر عیب لگالے تو اوس سے بھی راضی نہیں

اس کی جتنی تصانیف ہیں اچھی ہیں وہ بڑا مجتہد فضائل و کمالات تھا۔

۱۲۶ھ عربی کا مہینہ وراثت میں اکثر نظم بھی ہوا کرتے تھے۔ عماد الدین نے جو کچھ لکھا ہے وہ اسی قسم کی کچھ ٹھنڈی سے تحریر

ہوئی (روکیو ترجمہ)

(۲۰) ابو بکر عبدالقادر بن عبدالرحمن الجرجانی بڑا شہور نحوی شافعی فقیہ زہد و دہش اور علم کی وجہ سے مشہور تھا اوس نے ذیل کی کتابیں لکھی ہیں۔

مجموع علم ادب میں شرح مجمل جس کا نام تلخیص ہے کتاب الفہرست اور اشتقاق میں مفتاح تفسیر سورہ فاتحہ۔
مغنی جہا بونعلی فارسی کے کتاب ایضاح کے تیس جلدوں میں شرح ہے اور اور بھی کئی کتابیں لکھی ہیں مسلک
میں یہ اشاعرہ کا پیرو تھا (۱۰۷۱ھ - ۱۱۰۹ھ) یا ۱۱۰۹ھ میں وفات پائی ہے۔

(۳) المجمل الکبریٰ کا مصنف ابن فارس الرازی تھا۔

۱۶۱ ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ الرضا بن جعفر الصادق

بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی ابی طالب

رضی اللہ عنہم

امامیہ (شیعہ) فرقہ کے اعتقاد کے رو سے بارہ اماموں سے ایک امام ہیں۔ اور محمدی القدر صاحب السیما
دہ خانہ کے باپ ہیں عسکری کے لقب سے یہ بھی مشہور ہیں۔ اور اون کے باپ بھی اسی لقب سے مشہور تھے
اون کے باپ کا اور نیز باقی ائمہ (فرقہ امامیہ) کا آئندہ ذکر آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حسن مذکور کی ولادت
بروزِ پنجشنبہ ۱۲۳۱ھ (۱۸۴۷ء) کے کسی مہینہ میں ہوئی تھی۔ بعض نے تاریخ ولادت ۱۲۳۱ھ ربیع الاول
یا ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ بھی بتائی ہے۔ بروز جمعہ پانچواں شنبہ ۸ ربیع الاول یا جمادی الاول ۱۲۳۱ھ (جنوری
۱۸۴۷ء) کو مکہ منیٰ میں وفات پائی۔ اپنے باپ کے قبر کی پاس مدفون ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
عسکری بقیع میں مہملہ و سکون میں مہملہ وقع کاف و راء مہملہ۔ سر من راء کی طرف منسوب ہے۔ مقتسم
نے جب اس مقام کو آباد کیا تو اپنا لشکر لیکر وہاں چلا گیا تھا۔ اسی سے اسے عسکر (شکر) کہنے لگے تھے۔ حسن مذکور
اوس کی طرف اس لئے منسوب ہو گئے۔ کہ خلیفہ متوکل نے ان کے باپ علی کو نکال کر وہاں مسجد یا تھا
وہ وہاں بیس سال نوچنے رہے۔ اور اسی مقام کے ساتھ وہ اور اون کے یہ بیٹے منسوب ہو گئے۔

۱۶۲ ابو علی حسن بن ہانی بن عبد الاول بن القتیبا المعروف بابی

نَوَاسِ حَلَمِی

شہور شاعر تھا اس کا دادا جراح بن عبد اللہ الحکمٰی دالی خراسان کا مولیٰ تھا۔ اسی لئے میں نے اوس کی طرف منسوب کیا ہے۔ محمد بن داؤد بن الجراح نے کتاب الورقہ میں ذکر کیا ہے کہ ابو نواس بصرہ میں پیدا ہوا۔ اور وہیں پرورش پائی تھی۔ پھر وَالْبَتَّةُ بْنُ الْجَبَاب کے ساتھ کوفہ چلا گیا۔ وہاں سے بغداد جا رہا مگر اوروں نے کہا ہے کہ وہ ہوازمین پیدا ہوا اور وہی سال کی عمر میں وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کی مان جلیان اموازیہ تھے۔ اور اس کا باپ مردان بن محمد آخر ملوک بنی امیہ کے لشکر کا آدمی اور دمشق کا باشندہ تھا مگر اموازمین جا رہا اور وہاں جلیان سے نکل کر لیا تھا۔ اس کے پیٹ سے کئی بچے پیدا ہوئے جن میں دو ابو نواس اور ابو صافو تھے۔ اس ابو نواس کو مان نے ایک عطار کے سپرد کر دیا تھا۔ وہاں کھین ابو اسامہ والبتہ بن الحباب کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ اُس نے بہت پسند کیا۔ اور کہا مجھے تیرے خیالات بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک اونھیں ضائع نہ کر تو شعر کہنے لگے گا میرے ساتھ رہو۔ میں تجھے سکھاؤں گا۔ ابو نواس نے پوچھا تو کون ہے۔ کہا میں ابو اسامہ والبتہ بن الحباب ہوں۔ کہا واللہ میں تو تجھے ڈھونڈتا تھا اور چاہتا تھا کہ تیری تلاش میں کوفہ جاؤں تاکہ تجھ سے کچھ سیکھوں اور تیرے اشعار سنوں پھر ابو نواس اوس کے ساتھ رہنے لگا۔ بغداد کو آیا۔ سب سے اول آیام طفلی میں ہی جو شعر اوس نے کہے تھے یہ ہیں۔

حَامِلُ الْهَوَىٰ قَعِيبٌ يَسْتَحِفُّ الطَّرَبُ

جو عشق و محبت کی بوجہ کو اٹھاتا ہے وہ ماندہ ہکا ہو جاتا ہے خوشی اوستے اچھی نہیں منام ہوتی۔

إِنْ بَكَى يَحَقُّ لَهُ لَيْسَ مَابِ لَعِبٍ

اگر وہ روئے تو اس کو سوزنا اور رختی بجا ہے جو اوس کا کام ہے وہ کوئی کبیل کی چیز نہیں ہے۔

تَضَىٰ كَيْنٌ لَا هَيْئَةً وَالْحُبُّ يَنْتَحِبُ

(محبوب) تو تو دل لگی سے ہنستی ہے حالانکہ تیرا چہنہ والہا ہے بے کرتا ہے۔

مُحِبِّينَ مِنْ سَقَمِي حَقَّتْ لِي الْعَجَبُ

مجھے میرے بیماری پر تعجب آتا ہے۔ لیکن (درحقیقت) میری صحت اور اچھا ہونا ہے تعجب کی بات ہے۔

یہ آیات بہت مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ خسیب صاحب دیوان الخراج (افسر مالگزار) نے مصر میں ابونواس سے اوس کا نسب پوچھا۔ کہنے لگا میرے علم ادب نے مجھے نسب بیان کرنے کی ضرورت نہیں رکھی ہے۔ خسیب سنکر خاموش ہو گیا۔ اسماعیل بن نوح بحث کہتا ہے کہ میں نے ابونواس سے زیادہ کسی کو علم نہ پایا۔ اور باوجود قلمت کتب کے اوس کا سا حافظہ کسی کا نہ دیکھا۔ اوس کے مرنے کے بعد ہم نے خانہ کتاب کی تنہی۔ وہاں ایک کتاب وان پایا جس میں چند کثرین (کاغذ کی ٹھین) اون پر کچھ خیالات غریبہ لکھے تھے اور کچھ لمواریں تھیں اور پس۔ (دینی اسلام کے زمانہ کے) شعرا میں وہ اول درجہ کا شخص تھا۔ وہ دس قسم کے شعر کہتا تھا۔ اور دسوں میں اچھا تھا۔ ابوبکر الصولی۔ علی بن حمزہ۔ ابراہیم بن احمد بن محمد الطبرستانی معروف بتورون سے چند علمائے اوس کے اشعار جمع کئے ہیں۔ اور اسی لئے اوس کے دیوان مختلف ہیں چونکہ دیوان اوس کا بہت مشہور ہے۔ ہمیں اوس کے اشعار نقل کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوئی۔ ایک کتاب میں میں نے دیکھا ہے کہ مامون کہتا تھا۔ میں اگر دنیا کی توصیف کرتا تو ابونواس کے قول کے برابر نہیں کر سکتا تھا وہ یہ ہے۔

الْأَكْلُ حَيٌّ هَالِكٌ وَأَبْنُ هَالِكٍ وَذُو نَسَبٍ فِي الْمَالِكَيْنِ عَرِيقٌ
یا در کھوہر جاندار مرنے والا اور مرنے والے کا بیٹا ہے۔ اور ہر نسب والی کی اصل اور جڑ مرنے

والوں میں ہی ہوتی ہے۔
إِذَا أَفْتَحَنَّ الدُّنْيَا لَيْبٌ تَلَسَّتْ لَهُ عَنْ عَدُوِّ فِي ثِيَابِ صَدِيقٍ
جب کسی عاقل نے دنیا کو جانچا اور امتحان لیا تو ظاہر ہوا کہ وہ دوست کے لباس میں ایک دشمن ہے۔
بیت اول کا مضمون امر القیس کے قول سے ملتا ہے۔

فَبَعْضُ النَّوْمِ عَاذِلَتِي فَأَنِّي سَيَكْفِينِي التَّجَارِبُ وَانْتِسَابِي
میری ملامت کرنے والی۔ ملامت کم کر۔ مجھے تجربہ اور میرے باپ دادوں کی یاد ہی نصیحت کے لئے کفایت کرتی ہے۔

إِلَى عَرِيقِ الشَّرَامِ وَتَجْتَعِرُوهُ وَهَذَا الْمَوْتُ يَسْلُبُنِي شَبَابِي
میری (خاندان کے درخت کے) جڑیں زمین کے جڑ تک گہتی ہوئی ہیں۔ مگر یہ موت مجھ سے میری جوانی (کے کپڑے) پھین لیجائے گی۔

حن بھری کے بیان میں اس مضمون کی ایک نظیر گزری چکی ہے۔ ابونواس کا طعن اللہ تعالیٰ عزوجل کی نسبت کیا ہے اچھا تھا وہ کہتا ہے۔

تَحْكُمُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنَ الْخَطَايَا فَإِنَّكَ بَالِغٌ سَرَبًا غَفُورًا
جہان تک تجھ سے ہو سکے خوب کثرت سے گناہ کر۔ کیونکہ تو پروردگار مغفرت کرنے والے کے پاس جانے والا ہے۔

سَبَبُ صُرُوفٍ وَرَدَتْ عَلَيْهِ غُفْرًا وَقُلْتُ سَيِّدَ أَمَلِكَا كَبِيرًا
جب تو اوس کے پاس جاے گا تو تو وہاں معافی دیکھے گا۔ اور بڑے زبردست بادشاہ سے ملاقات کرے گا۔

تَعْضُّ نَدَامَةً كَفَيْتَ مِمَّا تَرَكْتَ خَافَةَ النَّارِ السُّورًا
تو وہاں اپنے دونوں ہاتھ ندامت و افسوس سے کاٹ لیا کہ تو نے آتش و وزخ کے خوف سے خوشی کو ترک کر دیا تھا۔

یہ بہت ہی اچھا اور نادر مضمون ہے۔ اوسکی کھانیاں بہت ہیں۔ اوس کے اچھے اور مشہور نظم میں اوس کا سیمہ قصیدہ ہے جس پر ابوتکام صیب کو جس کا ذکر اوپر آچکا ہے رشک آیا تھا۔ اور اوس کے وزن پر یہ شعر کہتا تھا۔

دَمْنٌ أَلْمَزْنَهَا فَقَالَ سَلَامٌ كَمْ حَلَّ عِقْدَ صَبْرٍ وَلَا الْمَامُ
مینگنیان (محبوب کے قید کے چلے جانے کے بعد) پڑے ہیں وہ (عاشق) جہاں فروکش ہوا۔ پھر سلام کیا۔ اس اور ترے بھاربا اوس کے صبر کی گرہ کھول دی ہے (یعنی صبر جاتا رہا) ابونواس کے قصیدہ کا مطلع جس کا ذکر کیا اور جو اوس نے امین محمد بن ہارون رشید کی مدح میں اوس کے ایام خلافت میں لکھا تھا یہ ہے۔

يَا دَارَهَا صَنَعْتَ يَا أَلَا يَأْمُرُ لَمْ يَبْقَ فَيْكِ بِنَاسَةٌ تُسْتَامُ
(پھوٹے ہوئے) مکان (گردش) ایام نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اب مجھ میں خوشی کے آثار ہی باقی نہیں رہے جنگی قیمت پوچھی گئی ہے۔

اسی میں وہ اپنے ناقہ کی صفت میں کہتا ہے۔

وَجِئْتُ بِمَوْلٍ كُلِّ تَوَفَةٍ هُوَ جَاءَ فِيهَا جُرْأَتُهُ اِقْدَامُهُ

اوس نے میرے ساتھ ساتھ ہر ایک سیان کے ہول اور دہشت میں شقت اٹھائی وہ ایک تیز رفتار اور بڑھنے کے اوس میں بڑی جرات ہے۔

كَذَّاءُ الطَّيِّ وَرَأَاهَا فَكَأَلَهَا صَفٌّ تَقَدَّ هُنَّ وَهِيَ اِنَامٌ

وہ دوسرے سواریوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتی ہے۔ گویا دوسرے سواریان (نمازیوں کی) صف میں جن سے آگے ہو کر وہ امام ہو جاتی ہے۔

وَإِذَا الْمَطِيُّ بَنَابُغْنَ مُحَمَّدًا فَظُهُورُهُنَّ عَلَى الرِّجَالِ حَرَامٌ

جب اونٹ ہم کو لیکر محمد کے پاس پہنچ جائیگے تو اوس وقت اون کی پشتیں مردوں کے لئے حرام ہو جائیں گی اس اخیریت کا ایک قصہ ہے جس کا ذکر ذی الرقۃ عیطان مشہور شاعر کے بیان میں آئے گا۔ مجھے ایک واقعہ کی وجہ سے یہ بیت یاد ہوئی ہے جو میرے دوست جمال الدین محمود بن عبداللہ الارزبلی ادیب سے جو بڑا خوش آواز اور لائق تحامیرے ساتھ گزرا ہے۔ ایک مرتبہ میں شہر قاسرہ میں مشعلہ کے کسی ہمدہ میں ایک شاہی مجلس میں شریک تھا۔ جمال الدین میرے پاس آیا۔ مجمع کثیر تھا۔ کاموں میں لوگ مشغول تھے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ مجھے خیال بھی نہ رہا۔ اسی میں او کا غلام آیا۔ اور ایک رقمہ لایا جس میں لکھا تھا۔

يَا أَيُّهَا الْمَلُوطُ الَّذِي بوجوده أَبْدَتْ فَحَاسِنُهُمَا كُنَّا الْآيَامُ

مولی۔ جس کے وجود (باوجود) سے زمانہ اپنے خوبیاں ہم کو دکھاتا ہے (یعنی تیرے وقت میں زمانہ سے ہم کو فائدہ ہوتی ہیں)۔

اَنِ حُجَّتْ اِلَى مَقَامِكَ حَجَّةٌ الْاَشْوَاقِ لَا مَا يُوجِبُ الْاِسْلَامُ

میں نے تیرے گھر کا حج کیا۔ وہ حج جو شوقی ملاقات کے لئے تعانہ وہ جس کو اسلام نے واجب کیا ہے۔

وَأَنْخَسْتُ بِأَحْرَمِ الشَّرِيفِ مَطِيَّتِي فَلَسْتُ بَثَّ وَأَسْتَأْذِنُهَا الْاَقْوَامُ

اور اپنے سواری کو حرم شریف میں جا کر کھڑا کیا۔ مگر وہ کسی طرف جمید میں گھس گئی اور لوگ اس سے ہکا بکے

فَطَلْتُ أَشَدَّ عِنْدَ نَشْدِ لِي كَمَا يَلْتَأَمُنْ هُوَ فِي الْقَرِيفِ اِمَامٌ

پھر جس وقت میں اسے ڈھونڈ رہا تھا تو میں یہ بیت اوس شخص کی پڑھنے لگا جو شعر و سخن میں امام ہے۔

وَإِذَا الْمَطِيُّ بَنَابُغْنَ مُحَمَّدًا فَظُهُورُهُنَّ عَلَى الرِّجَالِ حَرَامٌ

جب اونٹ ہم کو لیکر محمد کے پاس پہنچ جائیگا تو اون کی پشتیں مروون پر حرام ہو جائیگی۔
 میں نے رتھ پڑا۔ اور غلام سے پوچھا کیا بات ہے۔ اوس نے کہا حال الدین جب آپ کے پاس سے اٹھا
 تو معلوم ہوا کہ جو تاچوری گیا تھا۔ یہ نقصین مجھے نہایت پسند آئی۔ سرب جو تے کو راحہ (سواری) سے مشابہت
 دیا کرتے ہیں۔ متقدمین اور متاخرین دونوں کے کلام میں یہ بات آئی ہے۔ متنبی نے بھی اپنے اشعار میں کئی
 مواضع پر استعمال کیا ہے۔ پھر حال الدین مذکور میرے پاس آیا۔ ان ابیات کا ذکر ہوتا رہا۔ میں نے کہا میرا
 نام محمد نصین بلکہ احمد ہے۔ کہا میں جانتا ہوں۔ لیکن محمد اور احمد دونوں برابر نصین۔ غرض یہ نصین بہت ہی خوب
 ہے کسی کا ہی نام کیوں نہ ہو۔

محمد الامین ابونواس پر ایک مرتبہ مراض ہو گیا۔ اور ایسا غصہ ہوا کہ قید میں بھیجا بولا مجھے قتل کر ڈالو گا
 ابونواس نے قید خانہ سے یہ شعر لکھ کر اوسے بھیجے۔

بِكَ اسْتَحْيَرُ مِنَ السَّيِّئِ مَعُوذًا مِنْ سَطْوِ بَاسِكٍ

موت سے میں تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے خوف کے دبیر سے تیری ہی پناہ گیر ہوتا ہے۔

وَحَيَاتُ سَاسِكٍ لَا أَعُوذُ لِمَ لَهَا وَحَيَاتُ سَاسِكٍ

تیرے سر کے زندگی کی قسم ہے ایسا کچھ بھی نہ کروں گا۔ تیرے سر کی زندگی کی قسم ہے۔

مَنْ ذَا يَكُونُ أَبَوَانُوا سَيْكُ إِنَّ قَتْلَ أَبَانُوا سَيْكُ

اگر آپ اپنے ابونواس کو قتل کر ڈالینگے تو پھر آپ کا ابونواس کون ہو گا۔

اس خلیفہ سے اور اوس سے بہت معاملہ ہوا ہے۔ ابو عمر احمد بن ذرّاج القسطلی کے ذکر میں ابونواس
 کے ایک رائے قصیدہ کا کچھ حصہ لکھ چکے ہیں۔ خلیفہ ابو بکر نے تاریخ بغداد میں اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ
 ۱۶۶ھ (۱۷۷۷ء) میں پیدا ہوا۔ اور ۱۹۵ھ (۲۰۸ء) میں یا ۱۹۶ھ یا ۱۹۷ھ
 میں بغداد میں وفات پائی۔ قبرستان شونیری میں دفن ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابونواس (بالے والا) کا کلون کے سبب سے کہتے تھے۔ جو اوس کے کندھوں پر لپٹی رہتی تھیں۔ کلنی
 بننے والے مہلہ و کاف و میم کلن سعد العشرہ کی طرف منسوب ہے جو مین کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ اسی قبیلہ سے
 جرّاح بن عبد اللہ کلنی خراسان کا امیر تھا۔ اوپر کہ چکے ہیں کہ ابونواس اوس کے نواسی سے تھا۔ اسی لئے
 اوس کی طرف منسوب ہے۔ سعد العشرہ کا ذکر متنبی کے بیان میں جرّاحی ہمزہ میں کر چکے ہیں۔ مصلیٰ کا کیا

محمد بن یمن آگے گا۔ علی بن حمزہ کا حال مجھے نہیں معلوم۔ تو زون نے علم ادب ابوہریرہؓ سے سیکھا اور بڑا کمال تھا۔ بغداد میں رہا کرتا تھا بخاندی الاولیٰ (سنہ ۹۱ھ) میں وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تھائے۔

(۱) ابواسامہ والبتہ بن الحباب کوفہ کا رہنے والا بڑا مشہور شاعر تھا۔ منصور وغیرہ خلفائے عباسی کے دربار میں بڑی عزت تھی۔ مدح و ذم و نوین اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتا تھا۔ ابونواس کو برکیون کے بھانجے فریب سے رسوخ ہوا تھا۔ بھان سے اوستے بڑے بڑے انعام و اکرام ملتے تھے۔ جب ابونواس کو روزافزون ترقی نظر آئی تو اپنے محسن کی عنایتوں کو فراموش کر بیٹھا۔ والبتہ کو بار بار اپنے ناشکر گزار شاگرد کی بدخلقی پر نہایت سخت افسوس کرنا پڑا۔ والبتہ بغداد میں رہتا تھا۔ اس کی شاعری اس زمانہ کی بگڑی ہوئی شاعری کی طرح اکثر شراب کی صفت اور حسن و جمال کی توصیف میں ہے۔ کبھی کبھی بشار بن برد اور ابوالفتح جیسے مذمت بھی لکھا کرتا تھا۔ مگر انھوں نے اس کا ایسا پیچھا کیا کہ یہ بار کر بغداد سے نکل گیا اپنے وطن کوفہ میں جا کر خانہ نشینی اختیار کر لی (مسائل البصار و کتاب الاغانی)

(۲) جہاز بیچہ وراسے ہلہ والہ وراسے مجھ یا بڑا عجبہ والہ وراسے مہلہ کاٹنے والی چیز کو کہتے ہیں۔ مگر یمن نے یہ بھان کٹے ہوئی چیز اور کترن کے مضلے ہیں۔

(۳) نحول حاصل کے جس ہے حاصل تیلی تلوار کو کہتے ہیں۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۹۱ کا نوٹ ۱

(۵) مشارعین اور مفسرین کا قول ہے کہ زمین کی جڑ سے بھان مراد حضرت آدم یا حضرت اسمعیل ہیں۔ شاعری یہ غرض ہے کہ اوس کا نسب حضرت آدم تک پہنچتا ہے۔ امرا القیس کے خاندان کا نسب کندی ہے۔ مگر وہ حضرت اسمعیل کے اولاد میں نہیں ہے بلکہ خطائی ہے۔

(۶) ایسے نظیر حسن بصری کے تذکرہ میں کوئی محکمہ معلوم نہیں ہوتے شاید وہ مرجع اوس نے موت کے آنے میں مشک کے نسبت کہا ہے۔

(۷) یہ مضمون شرع اسلامیہ کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ اس سے زنا کاری وغیرہ گناہوں کے کرنے کے ترغیب ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے خیالات بہت جیسے ہیں۔

(۸) لفظ دمن ٹکے سے میٹنگنی اور گور کے ہیں جب بدویان عرب اپنے خیمے اوکھاڑ کر اپنے اوٹوں وغیرہ جانوروں کے ساتھ چل دیتے ہیں تو میٹنگنیان پڑی رہ جاتی ہیں اور ان سے قافلہ کے قیام اور چلے جانیے

آثار معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہ خیالات شعرا سے جا ملیت کے اشعار میں ہمیشہ سے پائے جاتے تھے۔
(۹) دیکھو تذکرہ ۴۹۶۔

(۱۰) جرجال الدین نے ابن خلکان کے پاس اندر آتے وقت باہر چھڑو دیا تھا۔
(۱۱) احمد کے معنی ہیں لائق حمد اور قابل ستائش محمد کے معنی ہیں وہ شخص جس میں بہت سے امور قابل ستائش ہیں یا اسکی بار بار تعریف کی جائے۔

(۱۲) یہ بالکل ایسی ہی جیسا جیسے تیری جان کی قسم۔
(۱۳) مولیٰ وہ غلام ہے جو کسی نے آزاد کر دیا ہو۔ اور مولیٰ وہ شخص بھی ہے جو کسی غلام کو آزاد کرے۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۴۹
(۱۵) ابن خلکان نے صول کا ذکر ابراہیم صولی کے تذکرہ میں کر دیا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۱۰۱ دوسری جگہ محمد الصولی کے لئے دیکھو تذکرہ ۶۲۰۔

(۱۶) ایک علی بن حمزہ الکسائی کا حال آئندہ چلکر ابن خلکان نے دیا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۴۰۶ یہ وہ نہیں ہے۔

۱۶۳ ابو محمد حسن بن علی بن احمد بن محمد بن خلف بن حیّان بن صدّقة بن زید ادا الضبی معروف بابن وکیع التتبی

مشہور شاعر تھا۔ اس کے باپ داؤد کے تھے مگر وہ خرد و تنیس میں پیدا ہوا تھا۔ ابو منصور ثعالبی نے قیمة الدہر میں اس کا ذکر کیا۔ اور لکھا ہے کہ وہ شاعر باع عالم جامع اپنے زمانہ کا لکھتا تھا۔ اس سے کوئی لگنا نہ کہتا تھا۔ اس کے تمام مضامین بدیعہ ایسے ہیں کہ گویا آذہام پر سحر کا اثر کرتے اور افہام کو اپنا غلام بناتے ہیں۔ صاحب قیمة نے اس کے مرثیہ و جرم بد (جو مصرعی منظوم) کا ذکر کیا ہے جو اوصی نہایت ہی عمدہ نظم ہے۔ اور دوسرے اشعار بھی اس کے سبب ہیں۔ اس کے اشعار کا ایک اچھا دیوان ہے۔ ایک اور کتاب بھی اس نے لکھی ہے جس میں ابوالطیب المتنبی کے سرقات کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کا نام المصنف رکھا ہے۔ اس کی زبان میں کچھ لگت تھی۔ اسے عاقل (چھینکے والا) بھی کہا کرتے تھے۔ اس کے اشعار ہیں۔

سَلَا عَنْ حُبِّكَ الْقَلْبَ الشُّوقُ فَمَا يَصْبُو إِلَيْكَ وَلَا يَتَوَقُّعُ
دل جب کبھی شائق و فریقہ تھا اب تیرے محبت سے بے پروا ہو گیا ہے۔ اوسے تیرے ساتھ نہ کچھ
محبت ہے اور نہ کوئی آرزو ہے۔

جَفَاكَ كَانْ عَنْكَ لَنَا عِلَاقُ وَقَدْ يُتْلَى عَنِ الْوَلَدِ الْعُقُوقُ
جو ظلم و ستم تیرے طرف سے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے لئے صبر کا باعث ہو گئے ہیں۔ بعینہ اسی طرح سے
جیسے نافرمان بیٹے کے مرجانے سے تسلی ہو جاتی ہے۔
یہ بھی اسی کے ہیں۔

إِنْ كَانَ قَدْ بَعْدَ الْإِقَاءِ فَوَدَّ نَا بَاقٍ وَنَحْنُ عَلَى النَّوَى أَحْبَابُ
اگرچہ لئے کا زمانہ ابھی بہت دور ہے۔ پھر بھی دوستی باقی رہ سکی اور جدائی پر بھی ہم دوست ہی رہ سکی۔
کھر قاطع للوصلِ یومَنْ وَوَدَّ وَ مُوْأَصِلٌ بُودَادَةٌ یَرْقَابُ
بہت ایسا ہوتا ہے کہ وصل کا وعدہ توڑ دیا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی اوس کی دوستی میں فرق نہیں آتا۔ اور
بہت ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو دوستی کرنے والا سچا ہوتا ہے۔ اوس کی دوستی میں شک آ جاتا ہے۔
یہ بھی اسی کے ہیں۔

لَقَدْ شِمْتُ بِقَلْبِي لَا فَرَجَ اللَّهُ عَنْهُ
مجھے اپنے دل (کے نیچ والے) سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ خدا کرے وہ اوس سے کبھی دور نہ ہو۔
كَهْمَلْتُ فِي هَوَاهُ فَقَالَ لَا بَدَّ مِنْهُ
میں نے اوس کے محبت پر اوسے بارہا ملا تکی ہے۔ مگر اوس نے یہی کہا ہے کہ اوس میں مجھ پر ہے
یہی مضمون اور بھی ایک شخص نے باندھا ہے وہ کہتا ہے۔

لَا رَعَى اللَّهُ عَنْ مَاءٍ ضَمِنْتُ لِي سَلْوَةَ الْقَلْبِ وَالتَّصَبُّرَ عَنْهُ
خدا اس ارادہ کو نہ رہنے دے جو میرے لئے اس سے تسلی دل کا اور صبر کرنے کا کفیل ہو ہے۔
مَا وَفَّتْ غَيْرُ سَاعَةٍ تَعْمَادَتِ مَثَلُ قَلْبِي تَقُولُ لَا بَدَّ مِنْهُ
یہ ارادہ ایک گھڑی کے سوانہ رہا۔ پھر میرے دل کی طرح لوٹ پڑا اور کہنے لگ گیا کہ اوس کی محبت
پر مجھ پر رہی ہے۔

ایسا ہی اسامہ بن النضد کا بھی قول ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔
لَا تَسْعَ جِلْدًا عَلٰی هٰجِئِهِمْ فَتَوَاكَ تَضَعُ عَنْ صَدْرِهِمْ
اون (اپنے دوستوں) کی عیالی پر دسبر کرنے کے لہم مانگے کی قوت نہ میلی۔ کیونکہ دائمی امراض اور

مونیجہ پہیر لینے کے لئے تجھ میں قوت نہیں ہے۔
وَاعْلَمْنَا بِأَنَّكَ إِنْ سَجَعْتَ إِلَيْهِمْ طَوْعًا وَالْأَعْدَتِ عَوْدَةً سَاغِمِ
یہ یاد رکھ کر اگر تو خوشی سے اون کی طرف پہیر گیا تو پہیر گیا نصین تو تجھے اپنے مرضی کے خلاف لوٹنا ہی پڑیگا۔
ایک نقید مجھ سے کہتا تھا کہ میں نے ابن وکیع مذکور کا یہ قول قرائد میں شیخ مرتضی الدین ابو الفتح نصر بن محمد بن
مقلد القضاہی الشیرازی کے سامنے پڑھا تھا جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کی تربت پر مدس تھا۔

لَقَدْ قَعْتُ هَمْتِي بِالْخَمُولِ وَصَلْتُ عَنِ الرَّبِّ الْعَالِيَةِ
میری ہمت نے خمول اور گناہی میں رہتہ پر قناعت کر لی ہے۔ اور بڑی بڑی مراتب کے جیتو سے منہ پہیر لیا ہے
وَمَا جَهِلْتُ طَعْمَ طَيْبِ الْعِلَادِ وَلَكِنَّمَا تَوَثَّرُ الْعَافِيَةِ
پہیر بھی یہ نہیں ہے کہ بڑائی کے لذت کو نہ جانتی ہو۔ لیکن اوس نے آرام اختیار کر لیا ہے۔

اسی پر ابو الفتح نے فی البدیہہ یہ شعر کھڑا کیا ہے۔
يَقْدِرُ الصُّغُورُ يَكُونُ الْهَبْطُ فَإِيَّاكَ وَالرَّبَّ الْعَالِيَةَ
جس قدر بلندی ہوگی اوسے قدر چمے گرا ہوگا۔ اس لئے بڑی مراتب سے تجھے معزز نہ بنا جائے۔
وَكُنْ فِي مَكَانٍ إِذَا مَا سَقَطَتْ تَقَوْمٌ وَرَجَلَاكَ فِي الْعَافِيَةِ
اور ایسے جگہ میں رہو کہ اگر تو وہاں سے گر جائے تو ایسا کھڑا رہے کہ تیرے دونوں پیر آرام سے رہیں۔
یہ شعر بھی ابن وکیع کے ہیں۔

أَبْصُوهُ عَاذِي عَالِيَهُ وَلَمْ يَكُنْ قَبْلَ ذَا سَاهُ
میری ملامت کرنے والے اوس پر نظر ڈال کر اوسے دیکھا۔ اس سے قبل اوس نے اوسے نہ دیکھا تھا۔
فَقَالَ لِي لَوْ مَوَيْتَ هَذَا مَا لَمْ يَكُنِ النَّاسُ فِي هَوَاهُ
پہرچ سے کہا اگر تو ایسے کی محبت کرتا ہے۔ تو لوگ اوس کی محبت سے تجھے ملامت نہ کریں گے۔
قُلْ إِلَى مَنْ عَدَلْتُ عَنْهُ فَلَيْسَ أَهْلُ الْهَوَى سِوَاهُ

کہہ۔ کس کی طرف دل پھرتا ہے جو اسے چھوڑ دیا ہے۔ اس کی سیوا اور کوئی محبت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

قَطْلٌ مِنْ حَيَاتٍ لَيْسَ يَدْرِي بِأَعْوَدِ الْحُبِّ مَنْ فَسَا
پھر وہ اسی طرح پر کہ گویا جانتا ہی نہیں ہے محبت کے لئے اس سے کہنے لگا جس کو اس نے اس سے پھلے منع کیا تھا۔

یہی آیات میں اپنے ایک دوست فقیر شہاب الدین کو پسر شیخ تقی الدین عبدالنعم مروج باختری کے روبرو پڑھتا تھا کہ اس نے اسی مضمون پر اپنا یہ قول مجھے سنا۔

لَوْ سَأَلْتَنِي وَجْهَ حَبِيبِي عَاذِلِي لَمَّا صَلَّيْنَا عَلَى وَعَبْدِ حَبِيبِي
اگر میرا ملامت کرنے والا ہے دوست کے چہرہ کو دیکھتا تو اس چہرہ صلی پر وہ ہی خود ہم سے جھگڑنے لگتا اس بیت کے ساتھ اور بہت بیتیں ہیں۔ یہ بہت ہی اچھا مضمون لکھا۔ اور توبہ میں ابھی خوبی دکھائی ہے۔ ابن دکیج کے تمام مضامین اچھے ہوتے ہیں۔

بروزہ شنبہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۹۱۸ھ (مارچ ۱۸۹۸ء) میں بمقام تینیس اوس کا انتقال ہوا۔ قبرستان کبریٰ کے اوس قبہ میں مدفون ہوا جو اوس کے سٹ دیوان بنا دیا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وکنع بفتح واء وکسر کاف و سکون یا سے تختانیہ و عین جہاد ابو بکر محمد بن خلعتہ اوس کے دادا کا لقب ہے جو عبدان جو الیقینی قاضی کا اموار میں نائب تھا۔ یہ شخص شریعی فاضل اور فصیح تھا۔ قرآن فقیر نحو سیر اور غلو کی جنگ و جدال اور اخبار کا عالم تھا۔ اوس کی تصنیف بھی کثرت میں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ کتاب الطرق۔ کتاب الشریف۔ کتاب عداۃ ابی القرآن مع بہان اختلاف علماء کتاب الرئی والیقینی (تیر اندازی کے بیان) کتاب المکامل والموارین (زیما نون اور اوزان کے بیان میں) وغیرہ ذلک۔ اوس کے شعر بھی علماء کے اشعار کی طرح ہوتے تھے۔ بروز یک شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۹۱۸ھ (ستمبر ۱۸۹۸ء) کو بغداد میں وفات پائی۔ عبدان الاہوازی عسکر مکرّم میں ۹۱۸ھ میں مراہٹے یونانی قانع کا قول ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ تینیس کیسے تراسے فوت تانیہ و کسر نون مشدودہ و سکون یا سے تختانیہ و سین حملہ فسوب ہے تینیس کی طرف حرد یا مصر میں دیباط کے قریب ایک شہر ہے۔ جسے تینیس بن حام بن نوح علیہ السلام

ایسا ہے۔ اس لئے اوس کے نام سے موسوم ہے۔ مرتضیٰ شیرازی مذکور ۹۸۸ھ (۱۵۸۰ء) میں مصر میں مرا اور دامن کوہ مقلّم میں دفن ہوا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۸۱

- (۲) یہ دونو شعر اسی وزن اور قافیہ کے ہیں جو پہلے دونوں شعرون کا وزن اور قافیہ ہے۔
 (۳) اخیر مصرعہ کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں "تم دونو فیصلہ کر کے خوش خوش الگ ہو جاتے"۔
 مگر اصلی معنی وہ ہی ہیں جو شعر کے نیچے لکھ دئے گئے ہیں۔
 (۴) اپنی اصلی ارادہ کو چھپکر دوسرا ارادہ ظاہر کرنا۔
 (۵) معلوم نہیں کہ یہ کتاب میں کس علم و فن میں تھیں۔ کشف الظنون میں ان کا کچھ ذکر نہیں ہے۔
 (۶) حافظ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ بن زید الاہوازی الجوالیقی معروف بہ عبدان بہت ملکون میں پہر تھا اور بہت لوگوں سے حدیث پڑھی تھی۔ وہ بہت اچھا حافظ تھا۔ ابن قانع حدیث اسی کی روایت سے پڑھاتا تھا۔ اوس نے بہت کتابیں لکھی ہیں۔ ۹۱۸-۹۱۹ھ) میں مرے نوے برس سے کئے جینے زیادہ کے عمر ہوئی تھی (ذہبی کی تاریخ الاسلام)

۱۶۴ ابو بکر حسن بن علی بن احمد بن بشار بن زیاد معروف بابن العلاف

(چارہ فروش) الضریر دنا نھرانی

مشہور شاعر اور اچھے شعرا سے تھا۔ حدیث ابو عمر الدوری المقرئ مجید بن مسعد البصری نصر بن الجهمی۔ محمد بن اسمیل الحاکمی سے پڑھی تھی۔ عبد اللہ بن الحسن بن الثعالبی ابو الحسن الخراجی القاضی ابو حفص بن شامیؒ وغیرہم اوس کے حدیث میں شاگرد تھے۔ امام معتضد باللہ کا ندیم تھا۔ کہتے ہیں وہ کہتا تھا کہ میں ایک مرتبہ رات کو چند دیگر مذاکے ساتھ معتضد کے گھر میں رہا۔ شب کے وقت خادم ہمارے پاس آیا۔ کہا امیر المؤمنین نے فرمایا ہے آپ لوگ چلے گئے تو میں شب کو جاگتا رہا۔ نیند نہ آئی اوس وقت میں نے یہ شعر کہا۔

وَمَا أَتَيْنَا مِنَ الْخِيَالِ الَّذِي سَرَى إِذَا الدَّائِرُ قَصُّوْا لَنَا بِعَيْدٍ

جب ہم اوس خیال (محبوب) سے جوارکے وقت (ذہن میں) آیا تھا جاگ اٹھے تو دیکھا کہ گہرا ایک اجاڑ اور بیابان ہے اور مٹنے کا زمانہ بہت دور ہے۔

مگر یہ مضمون پورا نہ کر سکا۔ اگر کوئی شخص اسی میری غرض کے سوانح پر اگر دے تو میں انعام دوں گا۔
ابن العلاف کہتا ہے کہ تمام حیران رہ گئے۔ کہ کس طرح اوسے پورا کریں۔ حالانکہ سب شاعر اور عالم قائل تھے۔ میں نے اسی میں جلدی سے یہ شعر پڑھا۔

فَقُلْتُ لِعَيْنِي عَاوِدِي النُّومِ وَاجْعِي
كَلَّ خِيَا لَاطَارِقًا سَيَعُودِي

تو میں نے اپنی آنکھ سے کہا ہر سو جا اور ذرا گہیر۔ کیا تعجب ہے جو خیال رات میں آیا تھا پھر بڑے خادم یہ شعر میرا لیکر گیا اور لوٹ کر خبر دی کہ امیر المومنین نے اسے بہت پسند کیا اور آپ کو انعام دیا۔ اس ابو بکر کی ایک بلی تھی اوسے بہت پیار کرتا تھا۔ وہ ہمسایہ کے گھروں میں جاتی اور کبوتروں

کے درہوں میں گھسکر اون کے بچوں کو کہا جاتی تھی۔ جب بار بار یہی حالت دیکھی تو کبوتر والوں نے کچھ مار کر اوسے مار ڈالا۔ ابو بکر نے بلی کے نسبت یہ قصیدہ لکھا جو ہم نیچے نقل کرتے ہیں۔ مگر بعض نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ قصیدہ اس نے عبد اللہ بن المقتر کے مرثیہ میں لکھا ہے جس کا ذکر ہم آئندہ لکھیں گے

انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس عبد اللہ کو امام المقدر نے مار ڈالا یہ ڈالتھا کہ کہیں وہ بھل جائے اس لئے بلی کے نام پر لکھ کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا۔ اور کچھ ایسا تو میں بلی کا نام بھی لے لیا۔ تاکہ کسی کو کچھ گمان نہ ہو۔ اس عبد اللہ سے اور ابن العلاف سے بڑی دوستی تھی۔ اکثر ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔ محمد بن

عبد الملک ہمدانی نے اپنی تاریخ صغیر میں جس کا نام اوس نے معارف متاخرہ رکھا ہے وزیر ابو الحسن علی بن الفرات کے بیان میں لکھا ہے کہ صاحب ابوالقاسم بن جبار نے بیان کیا ہے کہ ابو الحسن بن ابی بکر العلاف نے جو اکوئل (کہاؤ) اس سبب سے مشہور تھا۔ کہ مجالس روسا و ملوک میں وہ

سب سے زیادہ کہا جاتا تھا بلی کے بیان میں اپنے باپ کے قصائد مجھے سنائے۔ اور بیان کیا۔ کہ محمد بن بن الفرات کے خرابی کے زمانہ میں اس کا مرثیہ بلی کے نام سے لکھا ہے کیونکہ اُس کے نام لینے اور

مرثیہ لکھنے کی جبارت کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ محسن وزیر مذکور کا بیٹا تھا۔ جس کا بیان اوس کے باپ ابوالحسن علی بن محمد بن الفرات کے ذکر میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ صاعد اللغوی نے کتاب الفصوص میں لکھا ہے کہ ابو الحسن مرزبانی بیان کرتا تھا۔ علی بن عیسیٰ کی ایک لونڈی تھی۔ ابو بکر بن العلاف

کے ایک غلام پر زبردستی لگائی۔ جب اسے اُن کا حال معلوم ہوا تو وہ تو مار کر کہاؤں میں ہیں پھر وہ
اس پر اس کے مولیٰ ابوبکر نے یہ قصیدہ اوس لوٹڑی کے مرثیہ میں لکھا اور بنی کو بظاہر مخاطب ٹھہرایا
واللہ اعلم یہ بہت اچھی نظم ہے۔ پیٹھ شعر میں۔ سب تو ہم نقل نہیں کر سکتے۔ عمدہ عمدہ چند اشعار
جن میں علت و دانائی کی باتیں ہیں یہاں لکھتے ہیں وہ یہ ہیں۔

يَا هَيْسَ فَاغْرَقْنَا وَلَمْ نَحْصِدْ وَكُنْتَ عِنْدِي بِمَنْزِلِ الْوَلَدِ
بلی۔ تو ہم کو بھڑکایا ہے۔ اور پھر لوٹا کر نہیں آئیگی۔ تو تو میرے پاس میرے بیٹے کے

طرح رہتی تھی۔
كُنْتَ لِنَاعِدَةٍ عَنِ الْعَدَدِ كَلَيْتَ تَنْفَكَ عَنْ هَوَاكَ وَتَعَدِ
تیرے محبت کو ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ تو تو ہمارے لئے حفاظت کے چیزوں میں سے ایک چیز تھی۔
تَطْرُقُ عَلَيْنَا الْأَذَى وَتَحْمِلُ شَيْنَنَا بِالْغَيْبِ مِنْ حَيْثُ وَمِنْ جَبْرِ
تو ہم سے اذیت و تکالیف کو رفع کرتی تھی اور ہمارے وحشیانہ سے ہماری غیبت میں مگرانی کرتی تھی۔
وَتَحْمِلُ الْفَارِسَ مِنْ مَكَامِنِهَا مَا بَيْنَ مَفْتُوْحِهَا إِلَى السَّادِ
جو ہون کو اون کے چھپے ہوئے گمراہوں سے نکالتے اور اون کے سوراخ سے دروازوں تک
بھاگنا لگ جاتی تھی۔

يَلْقَاكَ فِي الْبَيْتِ مِنْهُمْ مَدَدٌ وَأَنْتَ تَلْقَاهُمْ بِلَا مَسَدِ
گھر میں جب وہ مل جاتی تو اون سے اچھے خوراک مل جاتی تھی۔ اور تجھے اون تک بھونچنے کے لئے
کچھ مدد کی ضرورت نہ تھی۔

لَا عَدَدٌ كَانَ مِنْكَ مُنْفِلِتًا مِنْهُمْ وَلَا وَاحِدٌ مِنَ الْعَدَدِ
غول کا نول اون میں سے تجھ سے نہیں بھاگ سکتا۔ بلکہ ایک بھی نہیں بچ سکتا تھا۔
لَا قَرْهَبُ الصَّيْفِ عِنْدَ هَاجِرَةٍ وَلَا هَابُ السِّتَاءِ فِي الْحَدِّ
دو پھر کر گری کے وقت بھی تجھے موسم گرما سے اندیشہ نہ تھا اور نہ موسم سرما میں پانی سے بچے
کچھ خوف تھا۔

وَكَا نَ يَحْيَى وَلَا سَدَادَ لَهُمْ أَمْرَكَ فِي بَيْتِنَا عَلَى سَدَدِ

ہمارے گھر میں تیرا رحم ہیک ہیک جاری تھا۔ اون کیلئے کوئی مانع و مفرام نہ تھا۔

حَتَّىٰ اجْتَمَعَتْ الْأَذْيَانُ يَحْيَىٰ تَمَنَّا ۖ وَلَمْ تَكُنْ لِلْأَذْيَانِ بِمُقَدَّرٍ
یہاں تک کہ ہمارے ہمایوں کے لئے تو نے دل میں اذیت کا خیال کیا۔ مگر تجھے یہ خیال بحین ہوا
کہ تو نے اذیت کا ارادہ کیا ہے۔

وَجِئْتُ حَوْلَ الرَّهْزَانِ بَطْلِهِمْ ۖ وَمَنْ يَحْمِلُ حَوْلَ حَوْضِ يَسْرِدٍ
انہیں ظلم کرنے کے لئے موت کے گرد گھومنا لیکن جو زبردست کسی شمر کے گرد ملا ہے وہ اسپر خود پانی پینے کیلئے اذیت
وَكُنَّ قَلْبِي عَلَيْكَ مَرْتَعِدًا ۖ وَأَنْتَ تَلْسَابُ غَيْرِ مَرْتَعِدٍ
میرا دل تیرے اوپر بڑا پریشان رہتا تھا۔ مگر تو بلا پریشانی وبے اندیشہ رنگتی تھی۔

تَدْخُلُ بَرَجَ الْحَمَامِ مُتَسِدًا ۖ وَتَبْلُغُ الْفَرْخَ غَيْرَ مُتَسِدٍ
تو کبوتروں کے درجے میں آہستہ آہستہ گہستی تھی۔ مگر اون کے ایجن کو کچھ جاتی میں آہستہ آہستہ
وَتَطْرُقُ الرِّثْيَ فِي الطَّرِيقِ لَهُمْ ۖ وَتَبْلُغُ الْحَمْرَ بَلْعَ مُزْدٍ سَدٍ
اور اون کے پراونے مالکوں کے رستہ میں الٹتی تھی۔ اور اون کا گوشت ہاؤٹ پرپ کرنے والے کی طرح ٹپ کر جاتی تھی۔

أَطْعَمَكَ الْغَنَىٰ لَحْمَهَا فَرَامِي ۖ قَتَاكَ أَسْرًا بِهَا عَيْنَ الرَّشِدِ
ایسے بڑے کام نے اون کے گوشت سے تیرا پیٹ بھرا جس سے اون کے مالکوں نے تیرا قتل اچھا جانے۔

حَتَّىٰ إِذَا دَاوُ مَوْلَاكَ وَاجْتَمَعُوا ۖ وَسَاعَدَ النَّصْرُ كَيْدَ فَجْتَمَعُوا
یہاں تک کہ وہ مدت تک تجھے دیکھتے اور کوشش کرتے رہے اس سے کوشش کرنے والی کی چالاک کے ساتھ نصرت و فتح موافق ہو گئی
كَادُوكَ دَهْرًا وَقَعْتَ وَكُفَّ ۖ أَفَلْتَ مِنْ كَيْدٍ هَمٍّ وَلَمْ تَكُنْ لَكِ

ایک مدت تک وہ تیرے ساتھ چلا لیا ان جلتے رہے لیکن ان کے پھندے نہیں پڑتے تھے بارہا تو اون کی چالاکیاں بچتی تھیں اور ان سے بچتی
فَجِئْنِ أَخْضَرَتْ وَأَهْمَلْتَ وَكَأ ۖ شَفَتْ وَأَسْرَفَتْ غَيْرَ مُقْصِدٍ
مگر جب تو نے رشتہ خرد کو توڑ دیا۔ اور منہمک ہو کر کھلم کھلا چوری کرنے لگی اور میانہ روی کا طریقہ چھوڑ دیا۔

صَادُوكَ غِيظًا عَلَيْكَ وَأَنْتُمْ ۖ مِنْكَ وَمِنْ يَصَدُّ يَصْلِيهِمْ
تو انھوں نے تجھ پر غصہ کر کے تجھ پر کڑا اور تجھ سے بد لایا اور اس سے بھی کچھ زیادہ کیا۔ یاد رکھو شکر کرتا ہے اور کبھی شکر کا

ثُمَّ شَفُوا بِالْحَدِيدِ أَنْفُسَهُمْ ۖ مِنْكَ وَلَمْ يُرْعَوْا عَلَىٰ أَحَدٍ
پھر انھوں نے شکر کرنے کے لئے شکر کرنے سے بد لایا اور اس سے بھی کچھ زیادہ کیا۔ یاد رکھو شکر کرتا ہے اور کبھی شکر کا

پھر اونھوں نے لوہے کی چھری سے تجھ سے بد لالیکر اپنے دل خوش کئے۔ اور کسی نے کہنے سے وہ پہنچیں باز رہے۔

فَلَمْ تَزَلِ الْحَمَامُ مُرْتَضِدًّا حَتَّىٰ سَقَمْتُ الْخَمَامُ بِالرَّصَدِ

تو ہمیشہ کبوتروں کی تاک میں تھی۔ یہی تھی۔ یہاں تک کہ میں کاہستہ ہوئی (کا گھوٹ) پڑا دی گئی۔

لَمْ يَرْحَمُوا صَوْتًا الضَّعِيفَ لَمْ يَرْثِ مِنْهَا الصَّوْقُهَا الْغَرْدِ

اونھوں نے تیری کم زور آواز پر کچھ رحم نہ کیا۔ جیسے تو نے اُن کے چپکے کے آواز پر رحم نہیں کیا تھا۔

إِذَا قُتِلَ الْمَوْتُ سَمِعْتَ كَمَا أَذَقْتُ أَفْرَاحَهُ يَلَا بَيْدًا

اُن کے مارنے والے نے تجھے موت کا فرو چکھا رہا جیسے تو نے اُس کے چوٹو چکھا یا تھا۔ یہ بد لالیکہ ہاتھ سے دینا دوسرے ہاتھ سے لینا

كَانَ حَبَالًا مَّوَىٰ بِجَوْدَةٍ جَدَلْتُ الْخَنَقَ كَانَ مِنْ مَسَدِ

گویا وہ رسی جو اُس نے دانائی سے تیرے گردن میں اُس کے گھونٹنے کے لئے ڈالی تھی وہ جو تیرے ریشہ کی ہی تھی

كَانَ عَيْنِي تَرَاكَ مُضْطَرَبًّا فِيمَا وَفَىٰ فَيَاكَ سَرْغُوهُ النَّبَدِ

گر اس وقت میری آنکھ تجھے اُس میں تڑپتے دیکھ رہی تھی اور تیرے سونچنے پر تھکا کا اوجھان آ رہا ہے۔

وَقَدْ حَلَبْتُ الْخَلَاصَ مِنْهُ فَلَمْ تَقْلِبْ عَلَيَّ حِيلَةً وَلَمْ تَجِدِ

تو نے چاہا کہ اُس سے چھوٹ جاؤ۔ مگر تیرا کوئی نسیلا نہ تھا اور نہ تجھے کوئی حیلہ مل سکتا ہے۔

فَجَدْتُ بِالنَّفْسِ وَالْجَنَاحِ أَنْتَ وَهْنٌ لَمْ تَجِدْ لَهَا تَجْدِ

پھر تو نے جان دیدی۔ حالانکہ تو اسے دنیا نہیں چاہتی تھی جس شخص نے اسے نہیں دیا وہاں تک (ون) دیگا۔

فَمَا سَمِعْنَا بِمِثْلِ مَوْتِكَ إِذْ مِتَّ وَلَا مِثْلَ عَيْشِكَ الْتَكْسِدِ

اب جبکہ تو مر گئی ہے۔ ہم نے نہ تو تیری سے موت کبھی سنی ہے اور نہ تیرے سے دشوار زندگی سنی ہے۔

عِشْتُ حَرْبِيًّا بِقَوْدَةٍ طَمَعُ وَمِيتَ ذَا قَاتِلٍ بِلَا قُوْدِ

تو نے اپنی زندگی حریصانہ بسر کی جسے لالچ لئے پھرتا تھا۔ اور اب مر گئی ہے۔ یہی قاتل جس سے قصاص لئے لالچی تھے

يَا مَنْ لَدَيْكَ الْفَرَاخُ أَوْقَعَهُ وَيُحَاكُّ هَلَا قَنَعْتَ بِالْفَرَاخِ

اودھ۔ بچوں کے فرہ نے اسے لپاک کر دیا۔ افسوس! وٹ کی چرلی پر کیوں تو نے قناعت نہ کی۔

أَلَمْ تَحْفَظْ وَتُبْتَهُ الزَّمَانِ كَمَا وَثَبْتَ فِي الْبُحْرِ وَتُبْتَهُ الْأَمَلِ

زمانے کے چپٹ کا بچہ خوف کیوں نہ رہا۔ اور کئی چپٹ ایسی ہے جسے درے میں شیر کے طرح تو چھپتے تھے۔

عَاقِبَةُ الظُّلْمِ لَا تَنَامُ وَإِنْ قَاحَرَتْ مُدَّةٌ مِنَ السَّيْرِ

ظلم کا انجام سو یا عین کر تا اگرچہ اوس کے آنے میں کچھ مدت کی کمی تاخیر ہو جاتی ہے۔

أَسْرَدَتْ أَنْ تَأْكُلَ الْفَضَاحَ وَلَا يَأْكُلُكَ الدَّهْرُ أَكُلَ مُضَيِّقٍ لَهَا

تو نے چاہا کہ تو تو پرندوں کو کھا جائے۔ مگر تجھے زمانہ ظالم (زندہ) کے طرح سے نہ کھا جائے۔

هَذَا بَعِيدٌ مِمَّنَ الْقِيَاسِ وَمَا أَغْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَالْبَعْدِ

یہ تو بالکل قیاس سے بعید ہے۔ تجھے اس اعتدال تک تو کیا اور دور ہونے میں بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔

لَا بَأْسَكَ اللَّهُ فِي الطَّعَامِ إِذَا كَانَ هَلَاكُ النَّفْسِ فِي الْمَعَادِ

خدا اوس کو کھانی میں برکت نہ دے جو ایسا ہو کہ اوس سے معدوں میں جا کر جانیں ہلاک ہو جاتی ہوں۔

كَمْ دَخَلْتُ لِقَبْضَاتِ شَيْءٍ فَأَخْرَجْتُ سَوْحَةً مِنَ الْجَسَدِ

بار بار ایک لقمہ حرص سے آنتوں میں اندر داخل ہوا ہے کہ اوس نے اوس کے جان ہی بدن سے نکال دی ہے۔

مَا كَانَ أَغْنَاكَ عَنْ تَصْعَدِكَ الْبُرْجِ وَلَوْ كَانَ جَنَّةُ الْخُلْدِ

اگر جنت خلد (میشہ کا باغ) بھی تجھے مل جاتی تو اس سے بھی چھوڑ کر تو دے پر چڑھنے سے نہیں باز رہتے۔

قَدْ كُنْتَ فِي نِعْمَةٍ وَفِي دَعَا مِنَ الْغُرَبَاءِ الْمُهَيَّمِينَ الصَّغْدِ

تجھے اوس عزت والے امن دینے والے بے نیاز نے نعمت اور راحت دے رکھی تھی۔

تَأْكُلُ مِنْ فَاكِهَةٍ مَيْسَرَةً غَدًا وَأَيْنَ بِالشَّاكِينَ لِلرَّعْدِ

تو ہمارے گھر کے چوہے خوش خوشی کھاتی تھی۔ مگر اس خوشی پر شکر کرنے والے کھان میں۔

وَكُنْتَ بَدَدْتَ سَمْلَهُمْ زَهْنًا فَاجْتَمَعُوا بَدَدَ ذَلِكَ الْبُدَدِ

تو ان کے غولوں کو بار بار پریشان کر دیا کرتی تھی۔ پھر وہ اس کے الگ ہونے کے بعد جمع ہو جایا کرتے تھے۔

فَلَمْ يَقُوا النَّاسَ عَلَى سَبْدِ فِي جَوْفِ إِيَّائِنَا وَلَا لَبْدِ

پھر وہ ہمارے گھروں میں نہ تو کپڑے پھوڑتے تھے اور نہ اونچی چیزیں۔

وَفَتَّنُوا الْخُبْزَ فِي السَّلَالِ فَكَمْ تَفَتَّتْ لِلْعِيَالِ مِنْ كَبْدِ

وہ تیرنوں میں روٹیوں کو چور کر دیتے تھے۔ اس طرح انھوں نے بار بار بال بچہ کے جگر چروا کر رکھے ہیں۔

وَفَرَّغُوا قَعَهَا وَمَا تَرَكُوا مَا عَلَقَتْ يَدَا عَدُوِّهِ

وہ انھیں بے مکہ خالی کر دیتے تھے۔ اور جو پتھر کو بیچ پر آتا تھا لگا دیتے تھے اوسے بھی نہیں چھوڑتے تھے۔
فَكَئِنَّا فِي الْمَصَابِ الْجَدِّ
 اور ہمارے لئے نئے پتھر پھاڑ دیتے تھے جس سے ہم سب پر نئے نئے مصیبتیں پڑتے تھیں۔

اس قصیدہ میں سے ہم اسی پر اختصار کرتے ہیں۔ یہ اوس کے عمدہ اشعار ہیں۔
 ابن العلاف کی وفات ۱۱۳۱ھ (۱۷۱۹ء) میں ہوئی ہے۔ اس وقت عمر اوس کی سو برس کی تھی۔ حرر اللہ
 قتلے۔ نہروانی، بفتح نون و سکون، موقع ہمارے مہملہ رواؤ والے و نون منسوب ہے نہروان کی طرف جو بغداد
 کے قریب ایک پورا ناچھڑا شہر ہے۔ سمائی نے اوسے، ضم را بتایا ہے مگر صحیح نہیں ہے۔

(۱) ابو حفص بن الغریز بن صہبان الدوری بغداد کا رہنے والا قبیلہ ازوسے عراقی میں بہت براغوی اور قاری
 قرآن تھا۔ سسری راہی میں رہتا تھا کہتے ہیں کہ یہی شخص ہے کہ جس نے سب سے اول قرآن کے مختلف
 قراءات کو جمع کیا (دیکھو تذکرہ ۶۸ کا نوٹ) بڑے بڑے صاحب کمال چاروں طرف سے اوس سے حدیث پڑھتے
 کو آتے تھے۔ اوس کا علم بھی بہت بڑا تھا اور اوس کو ثقہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ وہ بہت اچھا متورع آدمی تھا۔ اخیر
 عمر میں اوس کے نظر جاتی رہی تھی۔ شوال ۴۴۷ھ (ابتدائی ۱۰۶۹ء) میں وفات پائی۔ دُور بغداد شہر کے شرقی
 جانب دریائے دجلہ کے کنارہ ایک محلہ کا نام ہے۔ دوری اوس کے طرف منسوب ہے (طبقات القراء سے ملخصاً)

(۲) نصر بن علی جعفی ۳۵۷ھ (۹۶۳ء) میں مراہے (نجوم)

(۳) ابو حفص عمر بن شاہن ایک مشہور حافظ و اعطاء اور مفسر قرآن بغداد کا رہنے والا تھا۔ اس کا ذکر
 پہلے بھی تذکرہ ۱۳۱ کے نوٹ ۲ میں آچکا ہے۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۳۱۴

(۵) دیکھو تذکرہ ۲۶۰

(۶) بلی اردو میں نوٹ بولی جاتی ہے۔ مگر عربی میں مذکور ہے۔
 (۷) یہ اوس سورہ کے طرف اشارہ ہے جس میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اوس نے عذاب
 کی خبر دی گئی ہے۔

(۸) یہاں قمری سو سال مراد ہیں جن کے شمسی حدیچا نوے برس کے قریب ہوتے ہیں۔

تَحْقِيقُ

چوتھی طبع میں سب سے اول تذکرہ نمبر ۱۶۵۔ ابوالخیر نے کہا ہے



میں ہمیشہ تصنیف و تالیف اور انگریزی عربی زبانوں سے ترقی کیا کروا ہوں چونکہ کافی
 روپیہ نہیں ملا سکتے یہ ارادہ کیا ہوا کہ کچھ مختصر کتابیں لکھ کر ان کے فروغ کے لئے جو روپیہ
 گزشتہ مشرعوں کی طرف سے ان کے فروغ کے لئے جو روپیہ ملے اس سے آئندہ کے چھاپے میں آسانی ہو۔
 جس قدر کتابیں چھپ کر تیار ہو جائیں گی۔ سہ ہفتے میں اسی قدر خریداروں کی بیچیداری جائیں گی۔
 غالباً بیسویں میں سو صفحہ تیار ہو جایا کر بیسویں اور اگلی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ لیکن جو صاحب
 سالانہ کی پیشگی قیمت عنایت کر رہے ہوں ان کے لئے بارہ سو صفحہ کے صرف ۱۵ روپیہ لکھ جائیں گے۔
 بالکل کتب ذیل تیار ہوں گے چھاپائی شروع کر جائے گی۔ اور آئندہ جو اور
 ترجمہ اور تصنیف و تالیف ہوں گی اس کو بھی اس میں چھاپا جائے گا۔

ترجمہ تاریخ رشیدی از انگریزی ۵۰۰
 فلسطین (ارض مقدس) بعد اسلام از انگریزی ۵۵۰
 جغرافیہ قدیم عہد اسلام ۵۵
 مختصر تاریخ دکن ۲۰۰
 تاریخ دکن جلد چہارم ۵۰۰
 مشاہیر اسلام ترجمہ تاریخ ابن خلکان از عربی ۳۵۰
 اقوام الہند ترجمہ از انگریزی ۵۰۰
 لائی منظوم مطبوعہ ۶۴
 جلد اول ۲۰۲ صفحہ قیمت دو روپیہ
 جلد دوم ۲۰۴ صفحہ دو روپیہ
 جلد سوم ۲۰۴ تین روپیہ بوجہ گرائی کا غلہ
 اس میں ہندوستان کی قوموں کا بیان ہے
 بچوں کے لئے لکھنے کے واسطے عاشقانہ شاعر کو چھپوا کر اکمل کے
 شاعرانہ معاملہ فہم کے شاعر کا مجموعہ تیار کیا جائے قیمت ۱۰ جلد

عبدالتورخان رامپوری محلہ گل گوٹہ حیدر آباد دکن